

لبوقہ اچھہ

ارسان واقعی نے اخراجیں اس اشتار کو پڑھ کر حیرت زدہ انداز میں پلیں چیلائیں اور پھر دوبارہ پڑھنے لگا۔ اشتار کے انداز
یہ تھے :

”بڑی سے بڑی پریشانی سے بخات عاصل یکھیے۔
آپ کو کتنی بڑی پریشانی ہی کیوں نہ ہو، ہم اس پریشانی
سے کہن بخات کی گذشتی دیتے ہیں۔ آپ کی پریشانی اس
طرح اُپکھو بوجائے گی، جیسے گھٹ کے سرت سینگ اور
لطفت کی بات یہ ہے کہ اس کے لیے آپ کو بہت معمولی
سمی پیس ادا کرنا ہو گی۔ آپ دنگی بھرے یہ پھم اس
پریشانی کا منہ نہیں دیکھ سکے۔ ہمارا اعلان ہے، ہم
پریشانیوں کو جرسے الکڑ پھیکے۔ میں پریشانی چاہے کسی بھی
شم کی ہو۔ یہی فرمت میں تشریف لایے۔ اپنی پریشانی کا
مکمل خاتم کرایے۔ ہزار میش شہزادے۔“

۱۴

عمارت بھی اور اس میں کئی سوکھ رہتے ہیں۔ یہ سب کے سب تجارتی
اداروں نے گھرے پرستے رکھے تھے۔ ان کمروں میں انہوں نے
اپنے دفاتر قائم کر رکھے تھے۔ زینے کے ساتھ عمارات کے مالکان
نے ایک چھوٹا سا کمرہ بنارکھا تھا، جس کے دروازے پر دنختمان معلوٰت
مولے معرفت میں لکھا تھا۔ کمرے کی کم کی کے دوسری طرف ایک
بوڑھا آدمی بیٹھا لوگوں کے سوالات کے جوابات دے رہا تھا، اور ان
واقعی نے بھی اُنگے پڑھ کر پوچھا:

”جبان ایڈن کا وفتر کوئی منزل پر بے؟“

”تیرمی منزل کہہ نہیں ہے۔“ اس نے کی اور ارسلان واقعی
بڑھیاں پڑھنے لگا۔ تیرمی منزل پر جانے کے لیے اس نے لفٹ کی
فرستہ جوہس نہیں کی تھی۔ اس پھری یا ساتوں منزل پر جانا پڑتا تو وہ
نہ درد نہ کامنے کرتا۔ تمہرے غیر دوستہ میں کے دروازے کے اپر
اسے بودھ لکھ نظر آیا۔

”جبان ایڈن کو؟“

دروازہ بند تھا؛ البتہ اس پر تختی لٹک رہی تھی، جس پر کمک
تھا، وفتر کھلے اور تشریف لے آیے۔ اس نے دروازہ دھکیلا
اور اندر داٹل ہوا۔ یہ ایک دریافت سائز کا کمرہ تھا۔ اس میں
چاروں طرف دیواروں کے ساتھ کر سیان بچی تھیں۔ ان کر سیوں پر دس
گیارہ آدمی بیٹھے تھے۔ سامنے دیوار پر آوریں، ایک تختی پر استھانی

۱۵

جانب ایڈن کو۔ ادارہ فلکیج بنی نوع انسان برگر روڈ نیشنل جیمزز۔“
اس پتے کے بعد اشتار حتم بوجی ہے۔ دوسری بار پڑھ کر ہمی
ارسان واقعی کی سمجھتے ہوئے اس نے ایک بار بھراں سے کید
ایک لفڑ کو رک رک کر پڑھا۔
”یہاں ہے: میں اس ادارے کی خدمات ضرور عاصل کروں گا۔“
وہ پڑھ رہا۔

اوقات ملاقات کے سلسلے میں کچھ نہیں لکھا تھا۔ نہ کوئی دون بیڑوا
گی تھا۔ اس نے سوچا، کیوں نہ خود سی چل کر دیکھ لیا جائے۔ ہو
سکتا ہے، دفتر کھلہ ہوا ہو۔ یہ سوچ کر وہ اٹھ کھلا ہوا۔ اس نے
لیکر جس سے اپنی کادر نکالی اور پھر برگر روڈ کی طرف روانہ ہو گی۔ وہ
ایک سرکاری محلے کا بہت بڑا آفس تھا۔ یوں کہ یہی، ملک کا کریڈم تا
تھا، لیکن ان دونیں ایک ایک بہت بڑی پریشانی میں بنتا تھا۔ اس تقد
پریشان تھا کہ اس کی دلوں کی نیزند حرام ہو گئی تھی، دن کا چین لٹ
گی تھا۔ اسے یہ محسوس ہوتے رہا تھا جیسے دھیتے بھی جنم میں چلا گی
ہے۔

برگر روڈ اس کی کوئی سے کافی فاصلے پر تھا۔ لاتھ آدم گھٹے
میں ٹھہرے۔ برگر روڈ پر ایک مناسب سی ہلکا پارک کے اس
نے کسی سے نیشنل جیمزز کا پوچھا۔ اسے اشارے سے بتا دیا کہ
نیشنل جیمزز کس طرف ہے۔ آخر دہ اس عمارت تک پہنچ گی۔ کمی نزد

چیلٹے ہوئے اندر وی روانتے کی لافت یڑھ گی۔ اس کے باہر ترنے میں آتی ہے آدمی گھنٹہ لگا۔ ازمان واقعی پریشان ہو گی۔ اس حساب سے اس کی بادی پار پاؤں گھنٹوں سے پہنچتی تھیں آسکتی تھیں۔ دوسرے کے کریمان آنسے کے بعد اب دہ سوچ راستہ کو کھینچیں یہ کوئی بخوبی تھم کے لگ تو نہیں ہیں۔ جو باقاعدہ گھر کوست کا عالی بتاتے ہیں۔ ان لوگوں کے اشتادات بخوبی اسی قسم کے ہوتے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو پھر، اس نے یہاں آکر اپنے وقت منایتے ہے۔ اس کی بے صیغہ میں محظہ تھے افذا خود تپلا گی۔ آخر اس سے ہدایت گی۔ اسکے کر اس بڑی کے پاس پہنچا اور دینی آوازیں بولتا۔

"معاذ یکجی، میں آپ سے ایک بات پوچھتے چاہتا ہوں۔"

"بھی مزدور پوچھیے۔" اس نے کہا۔

"اے اداہہ علم، بخوبی کے ذریعے تو لوگوں کی پریشانیاں دکھوئیں کرتا۔" اس نے اور بھی تجویزیں کیے گئے۔

"اس کی بات سننے کے لیے بڑی ہنس پڑی، پھر بھرپور انداز میں مسلکتے ہوئے لئے گئی۔"

"بھی میں، اسی کوئی بات نہیں۔ ہمارا اداہہ عملی طور پر لوگوں کی پریشانی دوڑ کرتا ہے۔"

لوگ کی بات سننے کے باوجود بھی اس کا الحسن نہیں ہوا ہاں وہ پھر اپنی کرسی پر جا بیٹھا اور ایک رسانے میں گام ہو گی۔ قدما فدا

کھا تھا۔ اس کے پیچے ایک نوجوان پہنچی دہلی بڑی ایک رجسٹر کھوئے ہیٹھی تھی۔ اس کے سامنے ایک چھٹی سی میز تھی۔ اس میز پر اس رجسٹر کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔ کھوئے کے دریان میں ایک بھی سی میز پھی تھی۔ اس پر اخبارات اور رسائل رکھے تھے۔ کچھ اخبارات اور رسائل کریں پر بیٹھے افراد نے سنجال رکھتے تھے۔ وہ سیدھا اس بڑی کی لافت بڑھا۔

"میں بھی طاقت کا خواہیں سندھ ہوں۔" وہ بولا۔

"آپ کا نام؟"

"میرا نام فرقان حمید ہے۔" وہ اپنا اصل نام بتاتے ہتھے رہ گی۔ فروہی اسے خیال آیا۔ اسے اپنا اصلی نام نہیں بتاتا چاہیے؛ چنانچہ اس نے فروہ کو سنبھال بیا اور بولا:

"میرا نام فرقان حمید ہے۔"

"شکریہ، تشریف رکھیے۔" باری آتے پر آپ کو اندر بیٹھیجایا جائے گا۔" بڑی نے کہا اور اس کا نام رجسٹر میں لکھنے لگی۔

اسی وقت ایک آدمی اندر سے باہر نکلا اور دروازے سے باہر نکل گی۔

"تمیم غان اند تشریف سے جائیں۔" بڑی نے رجسٹر پر تنقیح ڈالتے ہوئے کہا۔

ایک شخص کرسی سے اٹھا اور ناخنیں پکڑا ہوا رسائل میز پر

"آپ کو یہ پریشانی ہے؟" اس نے پوچھا۔

"پہلے تو آپ یہ بتائیے کہ اپنے اشتدار کے مطابق آپ پریشان ہو گئیں ہیں کہ اندر داخل ہوا تو اسے ایک بھیج سا احساس ہوا۔ یوں تھیں وہ کسی گھرے ہمال میں پہنچنے والا ہو۔ اس نے زہن سے اس خیال کو جھک دیا اور گھرے کا جائزہ یا۔ سامنے میز کے درمیں اپنے ایک بھیج وغیرہ سی شکل ہلا کوئی بیٹھا تھا۔ اس کا چہرہ بالکل بیٹھا تھا اور سر بالکل گوں۔ آنھوں پر یعنیک۔ اس کی آنھیں بہت بڑی بڑی تھیں اور ان میں ایک بھیج سی چک تھی۔ اس کے دلکش ہاتھ والی کرسی پر ایک اور چٹلا دبل آدمی بیٹھا تھا۔ اس کی شکل پارٹھیانی نیچ رہتے تھے۔ یوں لگتا تھا، بھی کوئی یقین اور ڈاڑھڑ ہو۔ ان دونوں کے علاوہ کھرے میں اور کوئی نہیں تھا۔ پہنچے دلبے آدمی کے آگے ایک رجسٹر کھلا رکھا تھا اور اس کے ہاتھ میں قلم تھا۔ اس کی آنھیں بہت پھوٹی تھیں۔ جسم کا رنگ گندمی تھا۔ جرس کی پڑیاں بہت بھری ہوئی تھیں۔

"بات تو واقعی پتے کی ہے؟" گویا آپ قیس اس وقت میں کے جب میرا منزہ محل ہو جاتے گا۔ اس نے خوش ہو کر کہا۔

"ہاں بالکل یہی بات ہے۔"

"آپ کے اس بجا بکے باوجود یہی یہ سوچ ریجم ان ہوتا رہیں گا کہ آخڑ آپ تین آدمی کس کی پریشانی دوڑ کر لیں گے اور کسی میں؟" ازمان واقعی پریشان۔

"آپ اپنے دہن کو پریشان نہ کریں۔ یہ کام ہمارا ہے۔ ویسے اپ کے اعلیٰ ان کے پیسے عون کر دوں کہ یہ ہمارا اصلی ذمہ نہیں ہے۔ پہنچے اصل ذمہ کا پتا ہم جانتے ہیں نہیں۔ ہمارے پاس کام کرنے والے

کر کے لفڑیاں گھنٹا بعد اس کی بادی آتی۔ بڑی کی زبان سے اپنا

ہم من کر دے پھر نکلا اور بھر اٹھ کر اندر کی لافت یڑھا۔ دروازہ و حکیل کر جب وہ اندر داخل ہوا تو اسے ایک بھیج سا احساس ہوا۔ یوں جیسے وہ کسی گھرے ہمال میں پہنچنے والا ہو۔ اس نے زہن سے اس خیال کو جھک دیا اور گھرے کا جائزہ یا۔

ایک بھیج وغیرہ سی شکل ہلا کوئی بیٹھا تھا۔ اس کا چہرہ بالکل بیٹھا تھا اور سر بالکل گوں۔ آنھوں پر یعنیک۔ اس کی آنھیں بہت بڑی بڑی تھیں اور ان میں ایک بھیج سی چک تھی۔ اس کے دلکش ہاتھ والی کرسی پر ایک اور چٹلا دبل آدمی بیٹھا تھا۔ اس کی شکل پارٹھیانی نیچ رہتے تھے۔ یوں لگتا تھا، بھی کوئی یقین اور ڈاڑھڑ ہو۔ ان دونوں کے علاوہ کھرے میں اور کوئی نہیں تھا۔ پہنچے دلبے آدمی کے آگے ایک رجسٹر کھلا رکھا تھا اور اس کے ہاتھ میں قلم تھا۔ اس کی آنھیں بہت پھوٹی تھیں۔ جسم کا رنگ گندمی تھا۔ جرس کی پڑیاں بہت بھری ہوئی تھیں۔

"تشریف رکھیے جناب۔" بھوڑے پر چھرے والے نے کہا۔

وہ اس کے سامنے والی کرسی گھبیٹ کر اس پر بیٹھ گئے۔

"آپ کا نام؟" بھوڑے پر چھرے والے نے پوچھا۔

"فرقان حمید۔" اس نے کہا اور گندمی رنگ والے رجسٹر میں آپ کے اعلیٰ ان کے پیسے عون کر دوں کہ یہ ہمارا اصلی ذمہ نہیں ہے۔

اس کا کام مدن ج کر کیا۔

"کامنا نکال دیا جائے۔ یعنی کی مطلب؟ اسلام واقعی

چونکر بولا:

"مطلب یہ کہ اسے آپ کے راستے سے بٹا دیا جائے۔"

"اوہ نہیں، میں ایسا نہیں چاہتا۔" اس نے گھبرا کر کی۔

"تو پھر دوسری ترکیب پر عمل یہ جائے گا۔ لیکن اس شفعت کے پاس آپ کے جنم کا کوئی ثبوت موجود ہے؟"

"بھی نہیں، ایسا بات نہیں ہے۔"

"تب پھر وہ پولیس کو کی بتائیں ہے۔ میرے چہے والا بولا۔"

"اوہ، مجھے سدی بات بتا چاہئے گی۔" دوامیں ایک سکاری افسر ہوں۔ میں نے کافیات میں پکھ گڑھ کر کے لاکھوں روپے کی لیے ہیں۔ شدہ دوگن سچے دولتے۔ جب کہ شیکا کسی کو دیا ہی نہیں گی۔ اس طرح ان شیکوں کی رقم خود دھول کر لی، کیونکہ سڑک

تو سہرے سے بخوبی ہی نہیں لگتی تھی۔"

"اوہ، میرے چہے والے کے منزے میں صرف زدہ اندمازیں

نکلا، پھر اس نے کہا:

"کہاں ہے، یہاں ایسا بھی ہوتا ہے؟"

"یہاں کی نہیں ہوتا۔ یہ تو ایک مثال تھی۔ میں نے تو

اس طرح نہ جانے کتنی دولت کی تھی ہے؟"

سیکڑوں کی تعداد میں ہیں ہیں۔"

"بہت خوب۔ خیر برائی میں ہو گی۔ اب میں اصل معاملے

کیا ہے۔ مجھے ایک شخص بیک میل کر رہا ہے۔ وہ مجھے

ہر رہ ایک بڑی رقم دھول کرتا ہے۔ روز بروز اس کا مطالباً پڑتا ہے۔

میں اسے یہودی طعن حلم ہے۔ اب اگر وہ میرے جنم کے بات

پولیس کو بتا دے تو میں گرفتار کریا جاؤں گا اور نہ جانتے عطا

مجھے کتنے سال کی سزا سُتھے۔ یہی وجہ ہے کہ میں اس کا مطالباً

پیدا کرنے پر بجھوڑ ہوں۔ ہر رہ اسے بخاری رقم ادا کرتا ہوں۔"

کا پہٹ پھر بھی نہیں ہوتا۔ وہ رقم میں اعتماد کا مطالباً کرتا رہتا ہے

یہ میں اس سے تینگ آگلی ہوں اور پاہتا ہوں میں طرف میتھے اس۔

چھٹکارا میں جاتے۔ یہاں سکپ کر کر اسلام واقعی خاموش ہو گی۔

میرے چہے والے نے فرمایا:

"اس کی صرف دو صورتیں ہیں۔ بزرگی کو تیر کر اگر اس شفعت

پاس آپ کے جنم کا کوئی تقدیری یا تحریری ٹھوٹ ہے، تو تم ا

سے وہ بُرَّت عاصلی کرے آپ کو دے دیں اور آپ اسے اپنے

سے ضائع کر دیں۔ اس طرح معاملہ ختم ہو جاتے گا۔ دوسرے یہ کہ

کامنا نکال دیا جائے۔ یہ کتنے کتنے میرے چہے والے کا ہم

ہو گی۔

"ہوں، آپ شیک کتے ہیں۔ خیر برائی اسلام واقعی ہے۔"

"تو پھر آپ اس دولت میں سے اس آدمی کو بھی حصر دیتے ہیں۔ یہ افغان نمبر ۵۴۹۳۲ ہے۔ دفتر کا نام بھی نہیں ہے۔"

لیکن ہر جا ہے۔ میرے چہے والے نے مسلکا کر کی۔

"آخر کب سک۔ اس طرح تو وہ ساری دولت اس کے پاس ہے۔"

پھر جائے گی۔ اسلام واقعی ہو۔"

"اور اس کا نام بلا آپ کو بیک میل کر رہے ہیں؟"

"خیر، یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس میں اس دھرمے آدمی کو

دولت سے ہٹائے بیرون کوئی چارہ نہیں ہے۔" اس نے پوچھ کر

ایسا۔

"مل۔ میکن۔ مم۔ میں۔"

"ہاں ہاں۔ میں جاتا ہوں، آپ ایسا نہیں چاہتے، میکن یہاں۔"

آپ تو منہن کریں گے تا۔ یہ کام تو ہمارے ذمے ہو گا۔ آپ

کہا۔ پھر اس کا پاس بھی لکھا دیا۔

"اب آپ بے نظر ہو کر گھر ہائی۔ چند روزہ تک آپ کا کام

لیجوان ٹھر کرے ہیں؟"

"اوہ۔ اوہ، اس کا معاملہ کتنا ہو گا؟" اس نے سکلا کر کی۔

جلائے گا۔ آپ کو فون پر خود بھی اعلان دیں گے۔ آپ ہیں دون

"صرف دو لاکھ روپے۔ ہم معاملہ کام کی توجیت کیے ہوں اور ان دونوں دن کے دروازے ہر دو قسم کی کسی سماں

لیتے ہیں۔" ہر سکے تو ایک سے ناکم آدمیوں کے ساتھ رہیں۔" میرے چہے والے نے بدلایات دیں۔

"یہ مجھے کب ادا کرنا ہو گا؟"

"آپ کو بعد میں بتا دیا جائے گا۔ اس وقت تو آپ اس شخص

"کیوں، اس کی کیا مزدودت ہے؟" اسلام واقعی نے یہ ادا ہو

کا کام اور پہنچا بیٹھا ہے جسی کہ آپ اس مکمل میں کام کرتے ہیں!

آپ کو پہنچا اصل نام بھی بتا دی پڑھے گا، کیونکہ ہم معاملہ بعد میں

"ایس طرح آپ کام کر کر جب داعیات ہوئی، آپ غلوں غلوں آدمی کے ساتھ تھے۔"

پہنچا اصلی ۳۲۰ اور پہنچا بیٹھا ہے۔"

"آپ لوگ یہاں بھی آگئے؟" اس نے کہا۔
"بیکم، اگر ہم نے ناشتا کی تو وہ شاہ جانے کی تھی۔ اپنے کام ان مرا مخصوصیت سے بولے اور ہمیں کلمہ اٹھے۔
مرا مکار۔"

"جی، کیا کی۔ وہ شاہ جانے کی تھی۔"
"ہاں، جنوبی پہاڑیوں میں ایک تیسری شاہ ملی ہے۔"
ایک قدم انجانتے لاش سک گئے اور چادر الٹ دی۔
اسنوں نے دیکھا، بیسی کے سردار کی لاش ان کے سامنے پڑی

"اُسے بات سے۔ اس معلوم ہوتا ہے، جیسے یہ پہاڑیں
لاش انکی رہی ہوں۔" شہزادیمیں ہوں۔

"آپ کا خیال بھی زوردار ہے گئی۔"

"تو کیا یہاں کسی اور کام بھی خیال نہ رکھا ہے؟" انہوں نے
کہا اور وہ مسکرے بغیر ترہ گئے۔ پھر اپنے کام مرا ہوئے۔
بیکم، ہم ایک گھنٹے تک واپس آ جائیں گے۔ تم چاہو تو
ناشتا کرو۔"

"لا جوں ولا قوہ۔ ان کے منہ سے نکلا۔"

"ہم بھی یہی کچھ کرتے جا رہے ہیں۔ آفیاں بول پڑا۔
کیا مطلب؟" وہ چونکیں۔

"مطلب یہ کہ اس کامے خیلان سے بچنے جا رہے ہیں۔
آخر دھیپ میں بیٹھ کر گھر سے روانہ ہوتے اور پہاڑیوں
میں اس مقام پر پہنچنے، جہاں وہ شاہ پانی کی تھی۔ ایس پی غازی
یہاں موجود تھا۔ انہیں دیکھ کر اس نے بڑا سامنہ بنایا۔"

"اوہ۔ ارسلان قادری کے متے سے خود نہ انداد نہیں ہوئے
اور پھر وہ تیری سے اٹھا اور کہے سے نکل گی۔
اس نے صرف اتنا پوچھا تھا کہ کیا ارسلان قادری صاحب
ہیں رہتے ہیں؟ میں نے اسے بتا دیا کہ ہاں بالکل بیسیں رہتے ہیں۔
ہر اس نے آپ کے دفتر کا نام پوچھا اور چلا گی۔"

"جی تھے اس سے اس کا ہم نہیں پوچھا۔" اس نے کہا۔
رسلان قادری جا بان ایڈن کو کے دفتر سے نکل کر ایک ہوشیار
میں گھس گی۔ دباں کافی دیر میٹھا چاٹتے پیتا رہا۔ دراصل اس پر
شدید قسم کی گھبراہٹ عادی ہو گئی تھی۔ وہ اپنی پریشانی کا یہ عمل سوچنے
کر جا بان ایڈن کو کے دفتر میں نہیں گیا تھا۔ یکن لمبوڑے پر چھے پڑے
سے بات چیز کے بعد اس پر یہ بات صافت فراہم ہو چکی کہ اسی

کے علاوہ اس سے کام کوئی مل جاتا بھی نہیں۔ پوچھ کر اس کے پھر
پر شدید گھبراہٹ کے آثار صافت دیکھ جاسکتے تھے۔ اس سے وہ اس
حالت میں کم نہیں جانا چاہتا تھا۔ وہ چالنے کی پیالی پر پیالی پیتا
رہا اور خود کو پر سکون پتا نے کی کوشش کرتا رہا۔ آخر اس نے
محروس یہ کہ اس کی حالت کافی سنبھل گئی ہے۔ عقل فاتح میں جا
کر اس نے اپنا پھرہ آپنے میں دیکھا اور پر سکون سامنے کر
پوچھنے سے باہر نکل آیا۔ گھر کے سامنے پہنچ کر اس نے کار کا بیان بیان
کیا۔ اس کا ملزم دوڑتا ہوا آیا اور پھر نکل کھول دیا۔

"ایک آدمی آیا تھا مالک۔ ملزم بولا۔
اوہ کر وہ اندر واصل ہوا۔ ابھی قدرتی دیر نہیں گزری تھی کہ فرقہ حید
اندر واصل ہوا۔ اس کے پھرے پر ایک مکار ہے۔"

"فُرْقَانِ مجھ سے ملنے کون آیا تھا؟"

"تھا ایک بڑے قد کا تدمی، اس نے اپنا نام نہیں بتایا۔"

"پھر۔ وہ مجھ سے کی چاہتا تھا؟" اسلام واقدی نے پوچھا۔

"بنا یا نہیں اس نے، پھر وہ چلا گی۔"

"عمر جو کا کوئی ہیں یا۔" اس نے کہا اور ایک بار پھر موجود

میں لمبوجل۔

ٹھیک دو دن بعد جب وہ جس فرقہ پسختا تو پھر اسی نے اسے

بتایا: "آج تھا جانے کی بات ہے۔ فُرْقَانِ مجید صاحب ابھی تک نہیں

کہے تھا۔"

"اپھا، ہو سکتا ہے، اس کی بیعت خوب ہو گئی ہو۔ میں ابھی

اس کے گھر فٹ کرے معلوم کر رہا ہوں۔" اسلام واقدی نے دھک

دھک کرتے دل کے ساتھ کہ۔ ان دو دنوں میں اس نے اس بات

کا فاص خال رکھا تھا کہ کسی وقت ایکاں نہ رہے۔ اس عرض کے

لیے اس نے اپنے ایک دوست کو پہنچ روز اپنے ساتھ گزارنے کی

دعوت دی تھی۔ دوست نے اس کی دعوت منظور کر لی تھی؛ پھر اپنے وہ

زیادہ وقت اپنے اس دوست کے ساتھ ہی گزارتا رہا تھا، اسی وقت

بھی دوست اس کے ساتھ فرقہ آیا تھا۔ دلت اور دوسرے شاعر کی وجہ

رسے اور جس پہاڑ پر سونے کے لیے یہیں ہے، پھر اس کے طالب میں دو دن

کو بیج تاشے کے دقت بجا یا۔ وہ نادھو کر اور ماشنا کر کے وہ اب
دقہ پسختا تھا کہ اس نے یہ فخر شنی۔

پرانی بیز پر بیٹھ کر اس نے فُرْقَانِ مجید کے گھر کے بیڑ داؤں کے
سلسلہ جلدی مل گیا۔ دوسرا طرف سے فُرْقَان کی بیوی کی آواز سن
کر اس نے کہا:

"میکو بھاگا!" = فُرْقَان کو آج یہ ہوا، ابھی سمجھ دفتر تینیں پہنچا۔

"میں خود بہت پریشان ہوں چنان، وہ ذات کا کھانا کھانے
کے بعد حسب معمول گھر منتظر تھا۔ لیکن اب تک وہ کوئی مہین
نہیں۔ میں نے اپنے عزیز دل رشتے داروں کو بھی فون کر کر معلوم
کر لیا۔ ان کے دوستوں کو بھی فون کر چلی ہوں، لیکن ابھی تک ان
کا کوئی سراغ نہیں ملا۔" یہیں فُرْقَان نے کہا۔

"اوه، یہ کہ درہ بی بیں بھاگا! ان حالات میں تو آپ کو پولیس

کو فون کرنا چاہیے تھا۔"

"ہاں، اور میں یہ کر لکھی ہوں۔ انہوں نے کہا ہے کہ میں بالکل
کفر نہ کروں اور یہ کہ وہ جلد ہی اپنیں ملائش کر دیں گے۔"

"اپھی بات ہے، میں بھی پولیس کو فون کرتا ہوں، تاکہ وہ فُرْقَان
کی ملائشی کے ساتھ میں سرگرمی دکھا سکیں۔"

یہ کہ کر اس نے سلسلہ کاٹ دیا اور اپنے واقعہ پولیس والوں کو
فون کرنا شروع کیا۔ انہوں نے اسے یقین دیا کہ فُرْقَانِ مجید کی ملائشی

فردا ہی شروع کی چاری سے۔ ملکہ تر کریں۔

اور پھر ٹھیک یہ کہنے لعنة سے اطلاع میں:

"فُرْقَانِ مجید کی داش جزوی پہاڑیوں میں مل ہے۔ آپ بعد میں

پہنچیں۔"

"کیا ہے، اس نے یہ بچ کر کی۔"

"اور یہ بچ مصروف نہیں تھا۔ خوت نے یہ بچ اس کے صحن

سے نکلوائی تھا۔ حالاً طراسے معلوم کیا کہ یہ کام ہونے والا ہے۔

مہمنان کو گھر چھوڑ کر بدجواہی کے عالم میں لا کر چلاستے ہوئے وہ
جنزوی پہاڑیوں تک پہنچ گیا۔ ایک ہنگر ٹرک پر اسے پولیس کا ایک
انشیل کھلا نظر آیا۔ اس نے اسکے اشارے سے اُسے مکنے کا
اشارہ کیا اور بولا:

"آپ اسلام واقدی تو نہیں۔"

"ہاں، میرا نام یہی ہے۔"

"تو پھر اس ہفت آجایتے۔ پھر منڈنست نازی آپ کا انتہا کر
رہے ہیں۔"

چند منٹ بعد وہ فُرْقَانِ مجید کی داش کو پیشی پیشی آنکھوں سے دیکھ
دا تھا۔ پولیس کے چند افسروں داش کا بغور معائنہ کر رہے تھے۔
اوہ فوٹوگراف تھویری سے رہے تھے۔

"اٹ میرے نہدا یہ کس نام نے کی؟" اسلام واقدی نے کہا
اوہ میں کہا۔

"ابھی تک کچھ معلوم نہیں ہو سکا؟ اب تھے شے کے پیٹن پر زخم کا نشان بست گیجیب دغیرہ ہے۔ اس نشان نے ہمیں پکلا کر رکھ دیا ہے۔ ایک بوس آفیسر نے کہا۔ لائیٹل اسے کر سیدھا اس آفیسر کے پاس آیا تھا؛ گویا یہ ایسی بیٹی خادی تھا۔

"کی مطلب؟" "چونگا۔"

"یہ دیکھئے۔ ایسی بیٹی خادی نے کہی تھا کہ لکھی بچھوں کی آواز ان کے کاؤن سے گراہی۔ انہوں نے دیکھا، فرقان جید کے گھولے پہنچ گئے تھے۔ اس کے پیروی پیچے بلکہ یہکہ کر روزبے تھے۔ ناش دیکھ کر ان کی آوازیں اودھند ہو گئیں۔ بیگم فرقان قاتل کو بلند آوازیں پر دھائیں دیتے گئی۔

اپ لوگ راک ٹاف بیٹھ جاتے اور ڈاہبر سے کام لیجئے۔ ایک بست ٹالہ ناک خادم ہے۔ اور ہم بھی کو اس کا ہر افسوس ہے۔ واقعی صاحب ذرا آپ ہی انتیں الگے جائیے۔

"آئیے بھائی، پلو میرت پھو۔ میں مبارے تم میں ہزار کا شرک ہوں۔ خدا تم سب کو صبر عطا فرمائے۔ مجھ سے ہو ہو سے گا۔ میں کروں گا۔"

وہ انہیں دورے گی اور گھاس کے ایک قطعے پر جٹا کر دلسا دیتے ہوئے بوٹ آیا۔

"ماں تو آپ کی کمر ربے تھے زخم کا نشان عجیب دغیرہ ہے۔"

"ماں یہ دیکھئے۔" "کہ کہ اسی بیٹی خادی نے وہ شے کے پیٹن سے چادر اٹ دی۔

"کہے ہی نے اسلام و اقدی کو ایک دھکا سارا کہ۔ وہ شے کے پیٹن پر ایک لمبا سازم خدا جو ایک لندھے سے لے کر نہیں تک پیدا کیا تھا۔ نشان عین نادت پر ہے کہ دھم ہو گیا تھا۔ اس نشان کے دونوں طرف خون ہے بہ کرم گیا تھا۔ وہ شے کے پیٹن پر پھر جلی زین ہے بھی خون جاہا ہوا تھا۔

"یہ بات بھی میں نہیں آتی کہ قاتل کو آٹا لمبا زخم رکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ وہ خبر سیدھا گھوپ کر بھی ہے سلکدہ: کام کر سکتے تھے۔ خادی کے۔"

"بات واقعی بھیب ہے۔" اسلام و اقدی نے بے خالی میں کہا۔

"آپ شاید سمجھے نہیں میں کیا کہنا چاہتا ہوں۔ بیٹی خادی تے بھجوپ سے بچتے ہیں کہ۔"

"کی مطلب؟" اسلام و اقدی پڑھا۔

"مطلب یہ کہ لاش پر زخم کا اور کوئی نشان نہیں ہے؛ گویا اس پوچھ لیں ہم سے پہلے فرقان جب کو زخمی نہیں کیا گی تھی۔ کسی ایسے شخص کے جسم پر جو بوقتِ حواسی میں ہو اور جس کے ناتھ پر بھی بندھتے ہوئے نہ ہوں، اس قسم کا زخم نہیں رکھا جا سکتے۔"

ویسے بالکل بیسح وقت تو پوست ملجم کی روپیت سے بھی معلوم ہو گا۔ کیا آپ ہے کہتے ہیں کہ رات نوبتے سے بارہ بجے تک آپ کملتے ہیں؟ خادی نے بیوو اس کی ٹاف بیٹھ ہوئے کہا۔

"میں اپنے گھم تھا۔ ان دونوں ہمراہ میں ایک مہمان آئے ہوئے تھے۔ میں رات کا کیا کہاتے کے بعد ان کے ساتھ شلمخ کھینچنے لگی اور پھر بادی اتنی بھی ہوئی کہ رات کے دونوں گھنے تھے۔ اسلام و اقدی نے فوراً کہا اور اس وقت اسے مبوتوسے چہرے والے کی ذاتت 7 حساس ہوا۔

"اور دھیان میں آپ بالکل نہیں اُبٹھے ہیں؟" "بھی نہیں۔" اس نے کہا۔

"فیر ہمیں تخفیت کا دائرہ بڑھا پڑئے گا۔ سب سے پہلے ہمیں اس جرم کی دبیر معلوم کرنا ہو گی۔ وہ معلوم ہونے کے بعد قاتل کی تخفیت پھیلیں رہا کہن۔ آپ کے گھم کا فون نہر کیہے؟" اسلام و اقدی نے بیز کسی بھلک لے گھم کا نہر اسے بتا دیا۔ وہ فوراً اپنی جیپ میں گیا۔ اس میں خون لگا تھا۔ اس نے اکھیجن کے ذریعے اسلام و اقدی کے گھم کے بزر طوات اور پھر بولا:

"آہو، آپ کون صاحب ہیں؟"

"میں عذنان و اقدی ہوں، آپ کو کس سے ہنا ہے؟" دھرمی

رات سے لیا گی۔

"اوہ۔" اسلام و اقدی کے مذہ سے نکلا۔

"اوہ میں بات کا مطلب یہ ہے کہ قاتل ایک سے زیادہ تر میڑا خیال ہے، وہ کم از کم ہمین آدمی ہے۔ ان میں سے وو۔

انہیں معمتوں سے پکڑ کر زمین پر ٹالیا ہوا کا اور تمہرے نے سے یہ لیسا زخم لکھا ہوا گا۔"

"ہوں، آپ ٹھیک کہتے ہیں؟" میں کے مذہ سے نکلا۔

"اوہ اس سے ایک اور مطلب بھی نکلتا ہے۔" خادی۔

اواس بچے میں کہا۔

"وہ کیا؟" اسلام و اقدی نے فوٹا کی۔ "ذجتے وہ کہنا کہ بھکڑا ہوا محسوس کر رہا تھا۔"

"وہ یہ کہ ایک لمبا زخم بناتے ہے ان کا کوئی خاص مقصد کیا تھا، یہ ہمیں معلوم کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی کے تمام دوستوں، رشتے داروں کے پتے بھی معلوم کرتے ہیں اور بھی کہ ان کا کسی سے کوئی ہلکتا تو نہیں تھا۔ یہ آپ کے ساتھ تھے؟"

"بھی ہاں تھا اس نے کہا۔"

"آپ سے ان کے تعقیلات کیتے تھے؟"

"بہت خوش گواری۔"

"ڈاکٹر کا نیوال ہے کہ انہیں رات دس بجے کے قریب ہلاک کیا

"کی آپ ارسلان واقعی کے بیٹے ہیں؟"

"بھی نہ۔"

"تو پھر یعنی، ارسلان واقعی یہاں موجود ہیں اور اپنے جہاں آوازیں کہا۔ سے بات کرنا چاہتے ہیں، لیکن وہ اس وقت کم میں موجود ہیں۔"

"آپ کے بیان کی تصدیق کر رہا تھا۔" میدہت، آپ
محسوس نہیں کریں گے۔ جہاں کام ہی ایسا ہے۔ مقتول سے متعلق

"ہماری قہار فون انہیں دے دیں۔ آپھرے کہا۔ بعد ای کام لوگوں کو تقشیں میں شامل ہی چاہتا ہے؛ حالانکہ جنم ان میں
سے صرف ریک ہوتا ہے، بلکہ بعض اوقات جنم ان میں سے ہوتا ہی

نہیں۔"

"مات ہم نے شعلن گیا ہے شروع کی تھی تا ہے غاری تے
واقعی کے بیٹے کی نقل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔"

"ہم نے آپ کو فون کر کے اس یہے بلا تھا کہ آپ نے پڑیں
تین تو، ہم تو نہ بھی بیٹھ گئے تھے۔" دسری طرف سے دو حادثت کی تھی کہ آپ کے استثنی کو تلاش کی جائے۔

لی گی۔

"ادہ نال یاد آیا، گیرہ بنے تو ہم نے کھل ختم کی تھا۔" وجا سکتے ہیں۔

"واقعی، تینیں لی ہو گی، ہم رات دونوں ہمک شعلن پھیتے
کو پریشان نہیں ہوئے۔ اور انہیں جلد از جلد فارغ کر کے گھر چلتے
تباہی کا باز دے دی جائے۔"

"گھر میں سب کوہ پوچھ رہے ہو۔ خیر تھے، دفتر میں وہ فون
کس کا ہے؟ تھا کہ تم فوراً دفتر سے روانہ ہو گئے اور مجھے کم پھر کر پڑھ
اس کے بعد ارسلان واقعی نے فرقان ہید کے کم والوں کو دعا
باتے بغیر کوئی پھر نہیں۔" اور اجنبی کاروں، دفتر کی ہلات روانہ ہوا، اسے اپنے سرستے یہ کہ

جادی بوجہ اسی ہو احسوس ہو رہا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی وہ
بھی سوچ رہا تھا کہ جہاں اینہے کو کوہی محاوڑہ ہی، دا کرنا ہے۔
کرتے ہیں۔ آپ کے اکاؤنٹ مژدروں مختلف بنکوں میں ہوں گے۔
اب اسے ان کے فون کا انتکار کرنا تھا اور رقم کی ادائیگی کا ملزم
شده رقم ریک بریٹ کیس میں جمع کریں اور ٹھیک ایک بیٹھے بعد
انہی خیالات میں گھرا وہ دفتر پہنچا۔ عین سی وقت فون

گھنٹی رنج اٹھی۔ اس وقت پھر اسی کمرے میں ہی موجود تھا
فون کے بالکل قریب، لہذا اس نے رسیدور اٹھایا۔ دوسری طرف
سکتے ہیں کہ آپ کا بریٹ کیس اڑا یا گیا ہے۔ لیکن اس پریزٹ
میں یہ نکھولیے گا کہ بریٹ کیس میں دو لاکھ روپے تھے۔ آپ
خواری ہست قدم تباہی کے لیے ہے۔

"آپ کوں صاحب ہوں رہے ہیں؟" پھر اسی نے کہا۔
"آپ رسیدور انہیں دے دیں، میں خود بات کر لیتا ہوں۔

"لیکن اس کی کیا ضرورت ہے، میرا مطلب ہے پور پور کا خور
چھانے کی۔"

"ووکٹے ہے، آپ کے ناٹھ سے بریٹ کیس اڑاتے وقت کوئی
دیکھے سے۔ اس صورت میں اگر آپ پور پور تھے چھانیں گے تو وہ کسی
قدح ہیزاں ہو گا۔" اس پھیل بھی سکتی ہے۔

"ادہ، آپ ٹھیک کئے ہیں۔" آپ واقعی ہست عقائد ہیں۔
"آپ کا کام کر دیا گیے سے اور اس خوبی سے کہ آپ پردا میں ایسا ہی کروں گا۔ آپ بے فخر رہیں، لیکن میں آپ سے چند

بھی حرف منیں تھے گا بیکن ٹھیک ہے تا؟"
"ضور پرچھے؟ دوسری طرف سے ای گیا؟" لیکن آپ کے اس پاس

کمرے سے مل گیا۔

"ہیڈو!" اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"آپ واقعی صاحب ہیں؟"

"اہ، آپ کون ہیں؟"

"آپ کام کر دیا گیے سے اور اس خوبی سے کہ آپ پردا میں ایسا ہی کروں گا۔ آپ واقعی ہست عقائد ہیں۔

"آپ کا کام کر دیا گیے سے اور اس خوبی سے کہ آپ پردا میں ایسا ہی کروں گا۔ آپ بے فخر رہیں، لیکن میں آپ سے چند

بھی حرف منیں تھے گا بیکن ٹھیک ہے تا؟"
"ضور پرچھے؟ دوسری طرف سے ای گیا؟" لیکن آپ کے اس پاس

کوئی موجود نہیں ہوتا پا ہے۔
”جیک ہے۔ سال یہ ہے کہ اس کے پہنچ پر آتا جما نہ کرے کروہ شمعیں رائی دوڑ جا کر ایک کار میں بیٹھ پکا ہتا تو اس نے کی یہی مزدودت تھی۔ اس نے دلی آوازیں کیا۔
شور پچا ووا:
”اس کا نامہ آپ کو بعد میں حملہ ہوا۔ اس ہمبو پر ذکر

کو پریشان کرنے کی صورت نہیں۔ آپ رقم اکٹھی کریں۔
لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے۔ اس سے پوچھنے لگے کہ کیا ہد
”رقم کے بارے میں آپ خلر د کریں۔ مل، میں ایک اور بات
جان پاہتا ہوں۔ اس روز بیٹھے آدمی آپ کے دفتر میں موجود تھے
کیا وہ سب کے بے اسی قسم کے کام سے آتے تھے؟
”خیل ہم ہر قسم کے پریشان لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔“
”اس نے رسیدور احیا تو لمبتوسے چھڑے والے کی آذاز کافی سے
ٹھٹ سے کیا گی۔

”ہم بتہت شکرے۔“
”ایک بہت گزر گی، یہ میں پوچھ فرقان حید کے قاتل کا کوئی

مراغہ نہ لے سکی۔ اسلام واقعی روذہ اس لیکے بارے میں
شائع ہوتے ولی خبروں کو خدا سے پڑھتا رہا۔ اس دوڑان وہ پیشے
مختلف بلکون سے ملحوظ اتر رہا۔ آخر جھوات کے نوزوہ صبح ہر
چھڑے والے نے یہ اعلاء دی تھی کہ رقم پہنچ گئی ہے۔ اس نے
ایک بریت کیں ہاتھیں لے کر گھر سے نکلا۔ ابھی کچھ ہی دوڑی کی
الطبان کا سامنہ یہا۔ یہ مدد ہی بیخڑہ خوبی سے جست کی تھا۔ اب
کہ ایک بیٹے تینکے آدمی نے بریت کیں اس کے ہاتھ سے بھپٹ
سوچا۔ اب وہ خوبی کی ہوئی رقم سے ایک الٹسری شروع کرے
کا اور کروڑوں میں کھیٹے گا۔
”ارے، ارے۔“

اس نے صبح سے اختار نہیں دیکھا تھا۔ اب اختار دیکھنے کا
خیال آیا۔ اسے ہبھی تو دیکھتے تھا کہ پوچھ کی تفییش لہوں تک
ہی پہنچی۔ اس نے اختار کی سڑیوں پر نظر دیا تو ان شروع کی۔ اچانکہ
ایک خبر پر اس کی تفڑی ایک کرہ گئی۔ خبر یہ تھی:
”ایک اور پر اسرا رہش،“
جنوپی پہاڑوں میں ایک اور لاش می ہے۔ اور رہے کہ

ایک بہت پیسے بھی ان پہاڑوں میں ایسی ہی ایک لاش
ہی تھی۔ اب تک اس کے قاتل کا سارا نہیں لکھا یا جا
سکا کہ یہ دوسری لاش مل گئی۔ اس کے بھی دیکھنے کی
سے ہات تک مہا زخم لگایا گی۔ یہ۔ لاش ایک نوجوان
آدمی کی ہے۔ ابھی تک اس کے دارثوں کا سارا جی
نہیں لکھا یا جا سکا۔ پوچھیں تفییش میں مہروف ہے۔“
خبر پڑھ کر اسلام واقعی کا پچھہ ست گیا، زنگ نہ دیکھی۔

”وہ ایک دم کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گی۔ پھر اسی کو بلانے سے
لے گھنٹی بھائی۔ وہ اندر آیا تو اس نے کہا:
”آپ جا سکتے ہیں۔“

”یہ ایک ضروری کام سے جادہ ہوں، ایک ڈیر پڑھنے کا
لے پکھ نہیں۔ تقریباً پندرہ مت بھد اندر سے ایک آدمی نکلنے تھا
جاؤں گا۔“

”بھی بستر۔“
”بھر بھک کر د کار میں بیٹھا اور جا بان اینڈ کو کے دفتر کا آدمی موجود تھے۔ لمبتوسے پھرے والے نے تاخوش گلار انداز میں

اس کی طرف دیکھا اور کہا :
 "ابھی ابھی تو ہمادی فون پر بات ہوئی تھی، پھر یہاں آئے۔ ابھی اس صورت میں کہ اگر شک ہو، شک ہوئی تھا پھر تو اس کی یہی مزدودت تھی۔ اگر کوئی سرا عنان آپ کے تعاقب میں یہاں تھا، لیں کے سنتے میں آپ کا نام تک ملیں آئے گا۔ یہ جیز تو آپ ہی گئی چوکے کی ہو گا!"
 "اوہ سوری، میں خود پر قابو نہ رکھ سکا اور یہاں دوڑا گیا۔ آج میں کسی وقت آپ کو اپنے کی بیانیات ملنے کے بعد فون کوں اس نے بوکھار کر کے۔

"ہمغ ایسی کی بات ہو گئی ہے۔ اس کے منزے سے حوالہ انداز میں نکلا۔
 "جنوبی پسالیوں میں کل پھر ایک لاش ملے۔ آج اجڑا۔" مان ہاں۔ میں نے بتایا تھا تا۔ یہ ہملا ایک نیلی دفتر ہے۔
 جنر شاخ ہوئی ہے۔ میں نے ابھی ابھی اس فجر کو پڑھا ہے۔ اصلی دفتر کسی اور نیکے ہے، جس کے بارے میں ہم کسی کو کچھ نہیں بتتے۔
 اس کے جسم پر رنجی کنٹے سے کرتات ملک ذمہ ہے۔ میں اب آپ جائے۔
 "یہ کیا معاملہ ہے؟"
 ایک بیجی سی ابھن ذہن میں یہے وہ لوٹ آیا۔ دفتر پنچا کو کسی
 کام میں ول نہیں لگ کر راتھا۔ سر دوڑ کا بسانا کر کے اندر کم کرے
 "آپ کو اس سلے میں کی کھڑا بہت ہے۔"
 "اس ملے تو فرقان حید والہ معاملہ ایک بار پھر بالکل تازہ۔" میں آرام کریں یہی یہی۔ اس عالم میں جانے کت و قوت
 لگدی ہے اور پھر فون کی لفڑی بھی۔ اسے اٹھ کر بیز پر آتا پڑتا۔ رسیدور
 جاتے ہاں۔
 "تو ہوتا ہے، آپ تو اس روز اپنے دوست کے ساتھ اچھا کر کان سے ٹکایا تو مبتدئے پھر سے دلتے آدمی کی آواز تی رویہ
 نوبک سے دونجے ہمک شفرنگ کھینچتے ہے تھے۔ آپ پر کون؟" ہمیں دادی صاحب۔ فرقان حید کو آپ ہر ماہ کتنی رقم دار کر رکھتا ہے؟

"یہ تو بھرا جی گی تھا۔"
 "ایک خاص زخم کے ذریعے سے اگر اس مارے دو جانشیں۔"

"پانچ ہزار روپے نہاد۔"

"بہت خوب۔ اب آپ دس ہزار روپے نہاد جیبان پڑھے۔ اسلام و اقدی کے ناتھ سے رسیدور چھوٹ گئی۔ وہ آسمان کو دیا کریں گے۔"
 "ایک مطلب ہے۔ اسلام و اقدی نہ دے ایکلا۔"

"پانچ ہزار تو آپ اس صورت میں دیا کریں گے۔ جب ایک نہاد کے ناتھ ہمیں دیا گئے تھے۔ اب پوچھ کیا تھا جسی بن پکھے تھے۔
 اس سے آپ ہمیں دس ہزار دیا کریں گے۔"
 "میں نہیں، میں نے قتل نہیں کی۔ یہ غلط ہے، قبول ہے۔
 اس نے دی جی آواز میں کہا۔

"ہمارے پویس کو مرد ایک فن کرنے کی مزدودت ہے۔" اس کے بعد پویس آپ سے سب کچھ خوبی اگلوانے کی:
 "اور اس ملے ساتھ میں آپ بھی پہنچیں گے۔" اسلام و اقدی نے کہا۔

"یہ صرف آپ کا خیال ہے۔ ہمادا اداہ ایسے کچھ کام کر شیر کرنا۔" دوسری طرف سے کہا گی۔ چند سیکنڈز کی خاموشی۔
 بعد آواز پھر آئی:

"ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو دس ہزار روپے کا چیک آپ ہمارے پتے پر روانہ کیا کریں گے۔ اگر اسی ماہ کی پانچ تاریخ تک پہلے موصول نہ ہوا تو ہم پویس کو فون کرنے کیلئے آزاد ہوں گے۔" اس

”اسی خبر کو دیکھو، گزشتہ جماعت کو بھی جنوبی پہاڑیوں پر ایک
دش ملی تھی۔ مل بھی جماعت تھی اور کل پھر والیں ایک دش می ہے۔
پہلے ہفتہ جب ہیں تے اس طریقہ مرفت ہاتھا جان کی کوچہ دلائی تھی
تو انہوں نے یہ کہ کہ اب ختم کر دی تھی کہ اس علاقے کے
پہنچنے والے سے ان کی بہت پرانی ان بن ہے۔ اگر انہوں نے
اس ملادے میں مہماں بڑائی تو اسے ناگوار گزرسے گا اور وہ نہیں
چاہتے، کسی کو خدا مرض کریں۔ یہ اس کا لام ہے، وہ خود یہی
تفصیل کرے گا، لیکن دوسری دش ملنے کا مطلب یہ ہے کہ
پہنچنے والے صاحب ابھی تک قاتل یا قاتلوں کا مرغ نہیں گا کے۔
وہ لوگون لاٹھوں میں بیکب ترین پیغمب وہ رُخ ہے جو پارا گیا ہے۔
”لاؤ، دیکھوں تے گست نے اخبار اس کے نامہ سے ملے یہ
فرستہ بھی اس کے ساتھ اس خبر پر جھک پڑی، پھر خرم ختم کر کے
بوجی۔
”ہاں، میں نے گزشتہ جماعت کو، اس دش کے ملنے کی جم
پڑھی تھی، لیکن کوئی توبہ نہیں دی تھی۔ میں اسے کسی کی نتھی
کا دروازی بھی تھی۔
”اور بات بولو گی بھی یہی تے
”لیکن دوسری دش ملنے کے بعد یہ بات کسی خرح کی جا
سلکتی ہے۔ آفتاب نے پڑا سامنہ بنایا۔

لاش کا گھم

”ایک بہتے میں دوسری یہ راہم اور لاش — اور اسی مقام پر
آنتابتے بُرپٹنے کے انداز میں کہ۔
”یہ کہ رہے ہو تم ہے آجھت پہنچا۔ وہ اخبار کا دوسرا حصہ
سنجائے بیٹھا تھا اور فرحت تیسرا۔ ان دنوں اپنے کامران مزرا
کی اینسٹینٹی سے بڑاتی تھی کہ ہر روز پر یہ اخبار کا مطالعہ خوب
کی کریں۔ چاہے سرخیوں کی عدد سبب یہ کی کریں۔ صبح یوں
سکول کی تیاری کا سنسد ہو گا تھا، اسی پیے اسی وقت اخبار و پیکن
کا وقت تینیں ملے تھے؛ پھرچ پچ وہ سکول سے آئے اور سکول
کام کرنے کے بعد جب اپنے کامران مزرا کے انقلاب میں چلتے کی
تیر پر بیٹھ جاتے تو اخبار کا مطالعہ کی کرتے۔ فرحت بھی ان
دنوں ان کے پاس تھی ہموئی بھقی۔ منظو علی فان لا کوئی پتا نہیں کیا
کہ دینا کے کس سے میں ہیں۔ رہے محمد رسول نہان، تو انہیں اپنی
تجارت سے ہی فرحت تینیں ملتی۔

"اگر اس لاش کے سنتے میں پچھلے چانتا چاہتے ہیں تو میری بات کا بھاول ہوں۔ کیا اس کے دارتوں کے بارے میں پتا پہل کیا ہے؟"

"ہاں" وہ شتر کے مشہور رئیس اخوان رضا کی لاش بھی۔ آپ اس سنتے میں بیٹے ملکے ہیں۔

اس کے ساتھ ہی آفتاب نے مشہور رکھ دیا اور فاتحناہ نماز میں ان کی درت دیکھتے ہوئے بلوے ہوا:

"دیکھا، میں نے یہ معلوم کر لیا کہ لاش کس کی بھی ہے۔" یہ کن اس سے فائدہ کیا۔ انکی اس کیس میں ما تھیں دلیں لگے۔

"مگی جا سکتی ہے، اگر دو توں لاٹھوں میں کوئی تعلق نہیں۔
جو چاہئے، خودت نے جواب دیا۔
"اور ابھی تک پوئیں اس نامش کے بارے میں کچھ معلوم
نہیں کر سکی؟ آفتاب نے طنزی بخوبی ملکہ کہا۔
"یہ کل کی بھر ہے۔ جو سکتا ہے، اس وقت تک پوئیں
ہست کچھ معلوم کر چکی ہو۔"
"ھمہرہ، میں پرمنند ش غاذی کو فون کر کے معلوم کر رہا ہوں:
"وہ نہیں کچھ بھی مشین بتایں گے۔" احصف نے کہا۔
"میں اپنا تعارف کرائے بیغز معلوم کر دوں گا۔ تم دیکھتے جاؤ۔
آفتاب نے کہا اور انہیں ملائے نہیں۔

"نہ دوائیں، ام خر جیں بھی اللہ تعالیٰ نے ناقہ پاؤں اور عقللوں
نماز سے دل آفتاب بونا۔
کیا مطلب؟"
"مطلوب یہ کہ میں اسی وقت اس لاش کے گم جا رہا ہوں تے
آفتاب نے فروڑا کیا۔
"مشکل کچھ فرماتے ہوئے نگہداشت

"راش کے خر" قدمت سے بھرا رہا۔
"اوه سوری، میرا مطلب ہے: ناش میں تبدیل ہوتے سے پہلے
وہ عخش جس کھن میں رہتا تھا، وہاں عارنا ہوں۔"
"تو یہ ہے تم سے۔ بات کو کچھ پڑھائے بنغ تو رہتی نہیں کئے

—
—
—
—
—

Digitized by srujanika@gmail.com

[View all posts by admin](#) | [View all posts in category](#)

"بھی اس کے پیسے ٹکی دن ڈار بھری جو ہجود ہے۔" آفتاب
لے کا اور ڈار بھری گھول کر اس میں گم ہو گی۔ تھر بنا پانچ منٹ
بعد اس نے سر اور پانچ لایا۔
"خوان رضا کے گھم کا شامل گی۔" اس کے مانع ہی وہ یہ
کاغذ پر پناہ قت کرنے لگا۔
"خوان رضا۔ کون خوان رضا؟"
وہی جو کل جنپی پاؤں میں ماش کی سمعت ہیں خاہتے
کہ کر آفتاب اٹھ کر، ہوا۔
"آفتاب واقعی جارے ہو گا۔"
"الا، جاتا ہی ہو گا۔" آفتاب نے لگ کر کہا۔
"لی خیال ہے فرمت اس کا ساتھ دی گا۔"
"اگر دیا تو یہ دوپٹے گا۔"
"یہری اور یہرے دوئے کی فکر نہ کرو۔ آفتاب نے کہا۔
اچکلے اور دروازے کی ٹفت قدم پڑھانے لگا۔
"اسے اسے ٹھہر، پستے آئنی کو تو پتا دو۔" فرمت نے گمرا
کر کیا۔
"دیکھو بھتی یہ رادقت صالح نہ کرو۔ اپنی وقت تو بریاد کری
رہے ہو۔ اگر چنان ہے تو چلو۔"
"چلو یار، تم بھی کیا یاد کرو گے۔"

حوالہ ہے کہ تم داں جا کر کی کرو گے۔ یہ انکل نہ راضی نہیں
ہوں گے۔

"سون، ان کے آئے میں ابھی ڈیرہ گھنٹا ہے اور ہم ڈیرہ
گھنٹے سے پسے واپس آ جائیں گے۔"

"یہ تم نے ہم کا حینہ کیوں استعمال کیا۔ ہم تو تمہارے ساتھ
نہیں جا رہے۔ آصحت نے چل کر کہا۔"

"حد ہو گئی۔ سہت بزدل ہوتا۔" اپنا جان اگر دنایا دی
نہ راضی بوسیں گے تو کیا بگر جائے کام تباہ۔ کس قدر بے موڑ
ہو گئے ہوتا۔ یوں لگتا ہے جیسے تمہارے دیدوں میں پانی پڑی
ہے۔ آفتاب نے ہری بوڑھیوں کے انداز میں کی۔

"فرمات، یکایہ الفاظ تم نے دا کیے ہیں۔" آصحت نے پوکھل
کر کیا۔

"لی میں تمیں بڑی بوڑھی نظر آہی ہوں۔" فرمت نے اسے
کھا جانے والی نظر میں گھورا۔

"عن، عن۔ تو پھر آفتاب کے اندر ہنڑو کی بوڑھی کی
روح گھسن گئی ہے۔"

"تم بیشتر باتیں بناؤ، میں تو پڑلات۔"

"یکن تم جاؤ گے کیسے؟ کیا اسیں پل غازی نے تین گھم کا
پتا بھی بتا دیا ہے۔"

"پکھ لوگوں کا خیال ہی ہے کہ یہ کام چھوٹے بھائی کا ہے۔
تھا ہے، وہ بہت لایکی آدمی ہے۔ بھٹے بھائی کی موجودگی میں
وہ من مانی نہیں کر سکتا تھا۔ اب اس کے بعد وہ ہر پھر کا ہلک
ہی گا ہے۔ اخوان رضا نے ابھی شادی بھی نہیں کی تھی۔ شادی
کرنے ہی وہ تھا کہ یہ حادثہ ہو گی۔ صفات غالباً ہے اخوان رضا
نے سچا بولا کہ اگر بڑے بھائی نے شادی کری تو پھر اس کے بھوی
پنچے دوست میں حصے دار ہو جائیں گے، لہذا اس نے بڑے بھائی کو
ہلاک کر دیا۔ پھلا آدمی کہا چلا گی۔"

"یکن میوبیت یہ ہے کہ قتل علی رات دس بجے کے قریب
ہوا ہے۔ پوست مارٹ کی روپورٹ یہی کہتی ہے۔ اور کل رات
اخوان رضا نے ایک مشور ہوٹل میں اپنے پند و مسوں کو دعوت دے
رکھی تھی۔ وہ تھیک نوچے ہوٹل میٹھان میں اپنے قمریا دس دوسریں
کے ساتھ داخل ہوا اور رات دوچھے تک وہ وہی دنیا کھاتے پہنچتے
اور جسن نہ ساتھ رہے۔ ان عادات میں پوسیں اس پر کس طرح حمل
کر سکتی ہے۔" دوسرے نے کہا۔

"اور پھر پوسیں کے لیے یہی کام ابھی ہے کہ اخوان رضا
کے جسم پر بالکل دیسا ہی زخم کا نثار ہے۔ جیسا ایک بفتہ
پستے میں والی فرقان حیدر کی لاکھ لے جسم پر ماحصلہ، جنکہ فرقان حیدر
اور اخوان رضا کا آپس میں سرے سے کوئی تعلق پوسیں سر تک پوشش

"بھی ہاں۔" بیسے ساق جا کر بڑا احسان کر رہے ہوں تھے
نے منہ بٹایا۔

آخر بیک کامان مرزا کو ہا کر تینون گھر سے نکلے۔ انہوں نے پا
تین باتیا۔ حقاً کہ کام جا رہے ہیں۔ بس، اتنا کہ بھا کر کچھ دور
حمل گھوستے جا رہے ہیں اور یہ کہ اپنکا کامان مرزا کے آئے سے
پسے ہی لوث آئیں گے۔

اخوان رضا کا گھر مسلم کا لوگی میں تھا۔ مسلم کا دنیا سب
سے بڑا گھر تھا۔ اور کامونی کا بچہ اخوان رضا کے بارے میں
جانشناختا۔ اس پیسے، نینیں اس گھر حمل پستھنے میں دیرہ ملکی۔ یا ان
قاتیں لے کر گوگاروں کے بیٹھنے کا انعام کیا گی۔ ق۔ ہر تھنچ
اواس نظر آئنا تھا۔ تینون یاں پستھنے کر بول کھلانے۔ انہوں نے یہ
تو سوچا ہی نہیں تھا کہ جس تھنچ کی مل داشت تھے ہے اسی کے
گھر میں تہذیت کے لیے آئے والوں کا جگہم ہو گا۔ لہاڑہ، ان کے
حالت میں وہ کیا کر سکتے تھے؟ تاہم انہوں نے اتنا فروری کی کہ
دوسرے لوگوں میں شامل ہو کر بیٹھنے لگئے۔ اور پھر ان کے کام اس
گفتگو کی ہوت لگ گئے۔ جو ان کے قریب یہی بیٹھے ہے میں
آجی دبی آواز میں کو رہتے تھے۔ تینون نے پہنچ پڑے دوسرے
حالت کر لیے اتنا کہ انہیں یہ نہ کہ: "لہنڈے کہ وہ ان کی باتیں میں
رہتے ہیں۔"

وہ اٹھ کر قنات سے باہر نکلے ہی تھے کہ انہوں نے اپنے
سائنس سے ایں بولی غازی کو آتے دیکھا۔ اس نے بھی ان یعنیوں
کو دیکھ لیا۔ انہوں نے چاہا، کتنی کڑا کر سکل جائیں، میکن اس نے
ایسی پیغامیں اور چیزیں دیا اور چلک کر بولا کہ
”اوہ بھو، یہ تو زخور دار آفتاب اور آصحت ہیں اور یہ تمہارے
ساتھ کون ہے۔ خیر ہو گئی کوئی تماری سیسیں یا کوئی رشتہ دار۔
شاد بھی اوہم کیسے آتا ہوا؟“
”جی، یہ۔ انہوں رضا تھے نا۔ بے چارے بہت ہی اپنے
آدمی تھے۔ غربیوں کے ہمدرد یقینیوں اور یہ آدمی کے سہارا۔ ایسے
آدمی کی اسی طرح اچانک مت پر کے صدمہ نہیں ہوتا، چنانچہ
ہم بھی سو گواروں میں شرکت کرتے چلے گئے۔
”اوہ بھو، تو یہ بات ہے۔ بھی بہت خوب، میکن حال ہے
ہے کہ مجھے فون کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اگر میں انہوں رضا
کے بارے میں اتنا کچھ معلوم تھا تو پھر مجھ سے فون پر مقتول کا
نام کیوں پوچھ رہے تھے۔
”فون، کیس فون جناب۔“
”اب تمارا کی پر وکار ہے ہو۔ میں اپنکر کامان مرزا سے تماری شکایت اور
کام۔ تم نے میرے معاملے میں دھمل اخلاذی کی، مجھے فون کر کے پریشان
کی اور فوری طور پر مجھے یہاں آئے پڑا۔“

کے باوجود معلوم نہیں کر سکی۔ نہ ہی احسان رضا کا فرقان حید سے
کوئی تعلق ثابت ہوا ہے۔ ان عالمات میں تو یہ میں احسان رضا
کو گرفتار کر ہی نہیں سکتی۔ تیسرا بولا۔

”چکھ بھی ہو، قاتل مزدور احسان رضا ہے، کیونکہ انہوں وقت
بھی غسل اور ہمدرد کو کون ہلاک کرنا پسند کرتا۔ وہ تو غربیوں
کی دل کھول کر بدد کی کرتے تھے۔ یہاں کو ان کے ناتھ سے
ہر ماہ دنیخی ملتے تھے، جنے لگتے غریب خاپ علماء کی فیض
وہ ادا کی کرتے تھے۔ ایسے آدمی کو کون ہلاک کرنا پسند کرتا۔
جو اتنے آدمی روئے تھے کہ ہے ہیں۔ ان میں انہوں رضا کے رشتہ دہ
تو بہت ہی کم ہیں۔ زیادہ تعداد تو غربیوں بیواؤں اور طالب علموں
کی ہے۔ شاید یہ لوگ سچ رہے ہیں کہ اب ہمارا کیسے ہے کہ
قانون کسی شخص کو بھی بغیر کسی محبوت کے تو گرفتار نہیں کر سکتے۔
”ہاں یہ تو یہاں ہے۔“

اور ان یعنیوں نے سوچا، اس وقت وہ یہاں سے اور زیادہ
معلومات حاصل نہیں کر سکتے۔ پھر اسی روز آئیں گے اور احسان رضا
سے موالات کریں گے۔ اسی ٹھم کے طرز میں کوٹیوں کے ٹھم کے
دوسرے افراد سے بات چیت کریں گے، شاید اسی طرح وہ کسی
یقین پر پہنچ جائیں۔

”تم اپنے ہاں گھر تو نہیں بھول آئیں۔“ آفتاب نے کہا اور
فرحت بھی ان کے ساتھ ہر کوئی کی طرف بڑھی۔
”اب تمارا کی پر وکار ہے؟“ فرمتے کھوئے کھوئے
بجے میں کہا۔
”پر وکار ہے کیا ہو سکتا ہے، ٹھم چلیں گے اور اپنے ہاں چھینجوئی
کے۔ یہ شخص شکایت مکانے بغیر نہیں رہے گا۔“ آفتاب نے کہا۔
”اضوس، تمارے ساتھ ہم بھی بلا دہر چھنے یہ آصحت بولا۔
”تو اب یہ ہو گیا ہے، میں آتا جان سے کہ دون گا کہ فون
صرحت میں نے کی تھا۔ تم دو فون نے فون کو ہاتھ بھی نہیں لگایا
تھا، بلکہ میرا ساتھ دستے سے انکار کر رہا تھا۔ یہ تو میں تھا جو
تم دونوں کو تبردستی گھر سے نکال دیا تھا۔“ آفتاب جلسے کے انداز
میں کہا چلنا گیا۔
”اب اتنے بھی انہارے تو پہاڑ کے تمارا جسم مجھے بیرون معلوم
ہو نے کے۔“ فرمتے نہاں اٹھنے والے انداز میں کہا۔
”کیا کیا تم نے؟“
”ابھی ابھی تو میرے کافوں کو ملنے والے رہے تھے۔ سنو، میں
تمہارے ساتھ بیمار کی شرک ہوں۔ انھل جو سڑا دیں گے، اس میں
سے آدمی میں دھمل کروں گی۔ آصحت انگ ہو جائے تو ہو جائے۔
فرحت نے اپنی بات کی۔

”اوہ سوری انھیم سے بھاری غلطی ہوئی۔ ہمیں معاف کر
دیجیے۔“ آفتاب نے ٹھم کر کی۔

”معاف کرنا یہری عادت نہیں۔ تم لوگ جا سکتے ہو، میکن
میں اپنکا کامان مرزا سے تماری شکایت ضرور کروں ہما۔
”ٹھم، یہ آپ شکایت کا خال ذہن سے نکال نہیں سکتے۔
آفتاب نے مصلحہ اندان میں کہا۔
”نہیں۔“

”تو کم از کم اتنے تو ضرور کر سکتے ہیں کہ ذرا نرم سی شکایت
لگا دیں۔“

”اب تم پلٹتے پھرستے تھا تو؛ ورنہ میں پکڑ کر بند بھی کر
سکتے ہوں، یہ رپورٹ لکھ کر کم تھے تاوانی معاشرات میں دھل
اندازی کی۔“ غاذی نے بہت کر کی۔

”آڈ بھی ٹھیں،“ بھاری شامت ہیں آزاد دے ٹکلی ہے۔ اسے
بجواب دینے بھی ضروری ہے۔ آفتاب نے بے چارکی کے عالم میں
مُرثت ہوئے کہا۔

”کے جواب دینا ضروری ہے۔“ فرمتے بے قیال ہیں کہ
کیونکہ وہ قنات میں سے نکلنے والے ایک چھوٹے سے قد والے
آدمی کی طرف متوجہ ہو گئی تھی۔ اس کے چھرے پر جلا کا سکون اور
خوشی کا احساس طاری تھا؛ گویا وہ یہاں سو گوار نہیں تھا، خوش تھا۔

"میکسی" اچانک فرحت نے بلند آواز میں کہا، لیکن ایک خال میکسی گلی کے ہوٹ پر نظر آئی تھی۔ میکسی رک گئی۔ اس کے ساتھ ہی وہ اس کی لافت بڑھے اور اندر بیٹھ گئے۔ اسی وقت پھر نے قد والہ گلی سے علی کر ایک کار کی لافت بڑھا۔ کار میں ڈرائیور پسے ہی تیار بیٹھا تھا۔ اس کے بیٹھتے ہی کار چل پڑی۔

"کمر چلتا ہے جذاب۔" ان کا ڈرائیور پوچھ رہا تھا۔
"بیجتی آفتاب،" عین جو ابھی اسی کار میں گیا ہے۔
رہائی صاحب نہیں تھے۔ جو ملتوں کے پھرے ہوتے ہیں اور جنہیں ہم انہیاں کرنے والے ہیں۔

آفتاب اور آصفت اگر بڑا گھنے۔ آفتاب یہ کہنے ہی لگتا تھا۔
فرحت، لیکن تبدرا دامغ تو نہیں چل گی، تم کون سے رحمانی صاحب کی بات کر دی ہو۔ پھر اپاچک اس کی سمجھیں بات آگئی۔ اس نے فوراً کہا۔

"اسے واقعی یہ تو دیجی ہیں۔"
"تو پھر تم تو بعد میں جائیدگے۔ پس ان سے ملاقات کر لیں۔ آج یہ بھی معلوم ہو جائے گا، ان کی راستش کہاں ہے؟
ٹھیک ہے، ڈرائیور صاحب، اس کار کے بیچے پڑی، یہنے اس سے آگے بخشنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ ہم ان کے گلہ اچانک پہنچ کر انیں چڑان کر دیا پاہتے ہیں۔"

"ایت ہائی،" میں کیا سن رہا ہوں۔ فرحت، تمہیں کیا کیا ہے
انقلاب کیسے ہے؟

"بس آگئی، اور ہاں، میں گھر نہیں چاہ رہی۔ اگر تم دونوں جلدی ہو تو جا سکتے ہو۔ میں صھر کو آ جاؤ گی۔"

"لیکن ایس پی غاذی سے ابھی اور جھٹپٹیں کھانا پاہتی ہوئے

"شیش،" میں اس شخص کا تعاقب کرنا چاہتی ہوں جو ابھی ابھی
قہات سے نکلا ہے۔ وہ ہم سے پہنچ قدم بیٹھے ہے۔ خیر، داد تم تو
کر نہیں دیکھو گے۔ جد از جلد سڑک پر پہنچ کر کوئی میکسی روکنے
کی فکر کرو۔ اگر یہ میکسی پر نہ گی تو ہم پسیل ہی اس کا تعاقب
کریں گے۔"

"اوہ جو،" پڑی پر اسرار بن رہی ہو۔
"دو پر اسرار لا شون کا معاملہ ہے، پر اسرار کیوں تر بخوبی
فرحت مسکراتی۔"

"اگر تیسری پر اسرار پاٹش مل گئی تو تمہارا کی حالت ہو گا، مجھ
تو یہ فکر کیسے جارہا ہے؟ آفتاب نے بھی جو اسے مسکرا کر کہا۔"

"دیکھو بھی، فکر نے اگر تمہیں مکمل ہوڑ پر کھایا تو ہمارا
کیا بنتے ہا۔ پھر ہمارا بھی تو خیال کرو۔" آصفت نے فوراً کہا۔

"کیا مطلب؟ یہ تم بھی مجھے کھانا چاہتے ہو۔ یہ تم اور جو
کب سے بن گئے؟"

"اپھی بات ہے۔" ڈرائیور نے کہا اور میکسی پھلا دی۔ دوسری اپاچک بیٹھے۔ فرحت نے مشودہ دیا۔
کار ابھی نہیں سے اوہ جملہ نہیں ہوئی تھی۔

"ہم چاہتے ہیں۔ آپ دریافتی قاصر بھی خاص رکھیں، میکسی کا تعاقب کرنے کی نہیں آئی کہ اس شخص
انہیں تعاقب کا شہر تھا جائے۔" آصفت نے ٹھوڑی دیر لگا کر کہا۔
"بہت بہتر۔" ڈرائیور بولا۔

فرحت پر جو شش کی کیفیتی طاری تھی جب کہ آصفت اور فرحت نے شوئے بیٹھے ہوئے
آفتاب صرف اس کا فل رکھنے کے لئے اس کا ساتھ دے رہے۔ یہ تو ڈرائیور کے بیٹھے تھا۔ ہم تو اصل بات بتائیں ہو گی۔

ابھی انہیں یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ فرحت کو اس پھرے کا
والے پر یہ شک ہے۔ یہ پوچھنے کا انہیں موقع ہی نہیں ملا تھا کہاں ہے؟

تعاقب تقریباً میں منٹ جاری رہا۔ آخر الگی کاہنے ایک
حدادت کے ساتھ رکھنے کا شکریہ تھا۔ اسے پر گرد و کپڑے وہ دایسیں ملٹ کر برآمدے ہیں چلنے لگا اور پھر ایک کم کے
ایک عدالت نیشنل پیغمبر تھی۔ چھوٹے قد دادے کو اتنا رہتے ہوئے کہ دروازہ دھکل کر اندر گھسن گی۔ تیغون شنے کے انداز میں آگے
کار آگے بڑھ گئی۔ ان کے ڈرائیور نے بھی میکسی روک لی اور وہ پڑھتے پڑھتے کہ اور اس کو کے ساتھ پہنچ کر نہیں اٹھا کر
جلدی جلدی اترے۔ ڈرائیور کا شکریہ ادا کیا۔ اس کا میل ادا کیا۔ دیکھی تو جایا ایڈن کو کھانا نظر آیا۔

اور تیزی سے نیشل پیغمبر میں گھس گئے۔ انہوں نے چھوٹے قد دادے
کو یہ چھوٹوں کی ملت جاتے دیکھا۔ وہ بھی اس کی لافت دیکھے بیخی میں۔

"اب تو بتا دو۔ آخر تم نے اس شخص کے تعاقب کی مزدوری
کو یہ چھوٹوں کی ملت جاتے دیکھا۔ وہ بھی اس کی لافت دیکھے بیخی میں۔"

"مینیں میرا ایسا خیال نہیں ہے، میکن یا جھر اس کا کوئی

"قاتل کے اندر بھتے بھی لوگ تھے، ان کے چروں کی عارِ حقیقی قاتل سے ہوئی۔
کیسی تھی؟" فرحت نے بڑا راست جواب دیتے کی جائے سوال کی۔ "شاید آج ہم نے وقت اور پیسے شائع کیے ہیں۔" ہفت
سب کے سب فیکن تھے، حد دریتے ادا س تھے۔ ان نے باہمہ نہیں کہا۔
سے اکثر رو بھی رہتے تھے۔ تو پھر کیا یہ میری بات کا جو بول تو صاف ہونے والا وقت تو کبھی کسی کو ملا ہی نہیں۔ ویسے لکھنے
ہے تو آسمت نے منزہ ترا کر کردا۔
"میکن کامیابی کی کوشش کو تو یہ بھی کی جا سکتے کہ تم نے گھر سے محل کر دقت اور
کردی ہوں۔ پہلے میری اس بات کا جواب ہی میتے کی کوشش کو تو یہ بھی عنان کیے ہیں۔"
"تم دونوں کو وقت اور پیسوں کی پڑھی ہے اور میں ان
دیکھ کر خود بھارتے، حساست کیا تھے؟"
بھر کیوں کے بارے میں سوچ رہا ہوں۔ جو ہمیں پڑھنے والی ہیں.
"بھم نے بھی تندے غمِ محوس کیا تھا؟"
"میکن یہ خفیہ تفات میں سے اس تدریج خوش و فرم اور پہلے یکوں انلی گھر پہنچنے والے ہی ہوں گے، جب کہ ہمیں ابھی کافی
باصلتے کرنا ہے۔
بٹش نکلا تھا، جیسے کسی شادی کا ویجھ گھا کر نکلا ہوتے۔ اپنے کام میں زرا
انہوں نے ایک میکنی پکڑی اور گھر پہنچنے۔ اپنے کام میں زرا
اور تم نے اتنی سی بات پر اس کا تعاقب کرنے کا
واقعی آگئے تھے اور میز پر بیٹھے اخبار دیکھ رہتے تھے۔ یکم کام میں زرا
لی۔
کیا تینیں اس میں کوئی عجیب باتِ محوس نہیں ہوئی، ایک سو بیٹھنے میں سرفہرست تھیں۔ ان کے قدموں کی آہٹ میں
لیکس قفل کا ہے۔ ذرا سوچو، جس کسی نے اخوانِ رضا کو کر انہوں نے سر اور اٹھائے۔
کیا۔ وہ اپنی کامیابی پر بہت خوش ہوا گا۔ خصوصاً اس صورت
میں کہ پولیس اب تک اس کا کوئی سراغ بھی نہیں رکھا۔ اپنے کام میں زرا نہیں رکھا۔
تو بھر کیوں سے اپنے استقبال کی امید میں تھے۔
"تو کیا تم یہ سمجھتی ہو کہ قاتل یہی خفیہ ہے۔"

"آپ نے وہ فخر پڑھی اتا جان، دوسری پر اس اراد لاش دا
آفتاب چک کر بولا۔

"ہاں پڑھ چکا ہوں۔ ایس پلی گزی کا فون بھی وصول
کر چکا ہوں اور یہ بھی جان چکا ہوں کہ تم تینوں کام سے آہٹ
ہو۔" انہوں نے سکرا کر کردا۔

"ایس نائیں اتا جان، آپ اتنی باتیں جان پکھے ہیں اور
پر گڑ بھی نہیں رہے۔ شیر ترپے۔ آفتاب نے بوجھا کر کردا۔

"خیر ہی تو ہیں ہے۔ دراصل اب میں بھی اس کیس نہیں تھے دراصل اس میں بھی اس کیس نہیں تھے۔ اپنی طرف متوجہ کیا ہے۔ آخر قاتل
کو اس قدر اہتمام سے زخم لانے کی کی مزدودت ہے۔ ذرا سوچو،

تے اس میں زخم لانے کے لیے یا تو پسے اپنے شکل کو مکمل طور
پر بے خوش کرنے پڑتا ہوا کہ یا پھر کم از کم دو آدمی پسے شکار کو

پکڑ کر زمین پر شا کر دبو پڑھتے رکھتے ہوں گے اور تیرا خیز ہے۔
ثان بناتا ہو گا۔ آخر ان لوگوں کو ایس کرنے کی یہ ضرورت ہے۔

"شاید وہ یہ بتا جا ہے ہوں کہ ان وار داروں کا قلعہ
ایک خاص گروہ سے ہے۔ اس میں مقتولین کے اد د گرد کے لوگوں
کو قاتل سمجھنے کی کوشش ہے کی جائے۔" فرحت بولی۔

"ویری گلا، تم نے بہت پتے کی بات کی۔" اپنے کام میں زرا
خوش ہو کر بولے۔

"لیکن اس تو نہیں کہ۔ گروہ جزوی پہاڑیوں میں کوئی خلاف
ویری گلا، تم نے بہت پتے کی بات کی۔" اپنے کام میں زرا

قانون کام کر رہا ہو، اور دونوں حضرات ادھر کل گئے ہوں اور ان نے ان کی کارروائی دیکھی ہو۔ آصفت سوتیں جس کم بجے میں ہوں، ہو تو وہ بھی بتا دو۔

”اس کا بھی املاک ہے۔“ آصفت نے قاتی میں موجود لوگوں میں سے ان تین کی لفظ کو

”ویکھنے یہ سے کہ فرقان حیدر اور انخوان رضا میں کوئی تعقین نہ ہے لفظ سنا دی۔ اپنام کامان مزا سوچ میں ڈوب کے پھر

بہت ہے یا منیں ہے۔“ آفتاب نے کہا۔

”ہم یہ بھی دیکھیں گے۔ پہلے تم ہے جاؤ کہ جان گئے ہے“ گویا لوگوں کا خیال یہ ہے کہ انخوان رضا کے قتل میں اس دن کی ایسی مرگ کر آئتے ہوں۔

”وہاں تو لوگ پہنچے ہی ہونے میں مددوت تھے!“ ”بھی ہاں ہے۔“

”جب کہ وہ کل رات ایک ہوشی میں اپنے دوستوں کے ساتھ گئے۔“

”بھی ہاں۔“

”اور فرجت۔ اس شخص کے تعاقب کے بعد یہ معلوم ہوا۔“ تو یہ فرجت کا خیال کچھ اور ہے۔ اپنکر کامران مرزا۔

”وہ بزرگ روڑ کی ایک عمارت نیشنل ہیمپر کے ایک دفتر میں پہنچا۔ کی تھا۔ کی تھا۔ کی تھا۔“ اس دفتر کا فتح نے سوچنے کے املاک میں کی بوجو کو دفتر کا نام اس کے ذہن سے نکل یہ تھا۔

”فرجت، میں تمہارا خیال مزبور سنوں گا۔“

”بات دراصل یہ ہے انکل کر میں نے ان دونوں کو ادا۔“ شاید جاپان اینڈ کو تھا۔ آفتاب نے مجبور کی تھا۔

”جاپان اینڈ کو۔ یہ کی تھام ہوتا۔ اپنکر کامران مرزا کے منشیت کی تھی۔ ہو سکتا ہے، میں نے بھی وقت ہی ضائع کیا سے مکلا۔“

”اور اس شخص کا موجودہ معاملے سے کوئی تعقین نہ ہو۔“ ”میرا خیال ہے، بودھ پر جاپان اینڈ کو شہین۔ جاپان اینڈ کو

کھا ہوا تھا۔“ آفتاب نے یاد کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہ۔

”ہاں خیر، یہ تو کسی غیر ملکی فوج کا نام ہو سکتا ہے۔“ اپنکر کامران مرزا ہے۔ پھر کچھ سوچ کر بولے۔

”تم یوں کرو کر ایک بختے کے تمام اخبارات اٹھا دو۔ میں دیکھ چاہتا ہوں کہ فرقان حیدر کے لیکس کے سے میں اب تک یا کہ

”بھی پر اسلام تو بھی بھی محسوس ہوا تھا،“ میکن میں نے

”عطاہ دیر بعد وہ چاروں اخبارات میں کم ہو چکے تھے اور بیکم شناز بھے بڑے من بناتی ہوئی سو ٹرین بن رہی تھیں۔ ایسا کہ اپنکر کامران مرزا پونک کر بولے۔“

”اس دفتر کا نام جاپان اینڈ کو تو نہیں تھا۔“

”بھی۔ اور بھی ہاں۔ بالکل میں نام تھا۔“ آپ کو کیسے معلوم ہوا؟“ فرجت کے بھے میں بلا کی حرمت تھی۔

”یہ دیکھو، میں کچن کی طرف سے ایک اشتار شائع ہوا۔“ اشتار کافی دیکھ پ اور جیران کن ہے۔ انہوں نے اخبار ان کے اپنے ساتھے چھتا ہوں۔ بزرگ روڈ پر اتارتے ہوئے اسے بڑے جاہی گا۔

”یہ ٹھیک دیتے گا۔“ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ نے آدھا کیس ہمارے ہوں۔

”چکر مزدود گرا ہے۔ تم تینوں یوں کرو کر خود اس دفتر کی طرف کر دیا ہے۔“ آفتاب بول پڑا۔

"آدھائیں، کی مطلب؟"

"ویکھئے ہا، یہ معاملہ دو آدمیوں کے پر اس اور قتل کا ہے۔ ان فتنی مشکل، بھتی واد۔ یہ نام تو کسی تادل کا بھی ہو سکتا ہے۔ یہ سے ایک کی محرمانی کے سے میں ہم جا سکتے ہیں، وہ سب کے آصفت نے خوش ہو کر کہا۔

"اس وقت ہم تادل کے ہم ہوں پر بحث نہیں کر رہے ہیں۔"

"توبہ ہے تم سے، بات کا بتکڑا بنادیتے ہو، آصفت نے آفتاب نے سے کہ جاتے والے بھی میں کہا۔

"تم تو اس طرح کہ رہے ہو، جیسے ہم روزانہ اس موضوع سے بنتے ہوئے کہا۔

"اب میں بتکڑا کی بات تو بنانے سے رہا۔"

"اچھا یار اب چلو، نصف کیسی ہی حل کرنے چاہیں۔ آصفت نے تلگ آگ کی۔

"تب تو میں ضرور جاؤں گا، دیکھو کہ جو کام ختم سے سے غالی نہ ہو، اُسے ہی کرنے میں تو ہذا ہتا ہے؟"

"تو پھر ایسا کہتے ہیں۔ تم اندر بیٹھ جاؤ۔ اندر جا کر کوئی فتنی مشکل ان کے سامنے رکھو۔ ذرا دیکھیں تو سی، وہ کی کہتے ہیں۔ ہم باہر ہی پھر کر تھا اتنا انقدر کرتے ہیں۔ اس طرح ہم میں سے کم از کم ایک پسند ہے گا اور ہم کو کر سکیں گے۔"

"بڑے بزرگ ہو یا زیاد اپنا پسلو صفات پہچاتے یہے جا رہے ہو، فیر تم بھی کیا یاد کرو گے۔ میں اندر جا رہا ہوں؟ آفتاب نے مٹتے ہوئے کہا۔

"ذرا سکھرو، کیا تم یہ بات بھول گئے ہو کہ انہیں صرف میں کہا کر کھو گئے ہی؟ فرمتے ہیں۔"

محرمانی کرنے کے لیے کہا تھا۔ فرمتے اسے ڈکا۔ وہ کچھ پڑھ کر گئی تھی۔

آدمیوں سے مل لینے کا پروگرام بنایا تھا۔ درہاتے کے باہر پھر اسی موجود تھا۔ انہوں نے اسی سے پڑھا:

"فرقان حیدر مرحوم کی جگہ پر جو صاحب آئے ہیں۔ میں ان سے ملاقات کرنا چاہتے ہوں۔"

"ابھی تک ان کی جگہ پر کوئی آدمی نہیں مل سکا۔ ان کے جھٹکا کام بھی بھی چیت صاحب ہی دیکھ رہے ہیں۔"

"چیزیں صاحب کون؟" انہوں نے پوچھا۔

"ارسان واقعی۔ فرقان حیدر اسی کے استثنے تھے۔"

"بہت توب، تو فرقان حیدر ان کے استثنے تھے۔" اسی کام سے بیمار ہو گئی۔ آصفت بولا۔

"جب اسے کسی کام میں حد دے بے دل پیسی محسوس ہوتی ہے تو پھر یہ اس کام میں ہر خطے کی پروا کے لیے کو دیرہ تھے۔"

فرمتے ہیں۔

"تو شیخ ہے، میں اسی سے مل لیتا ہوں۔ میرا کارڈ ان سک پہنچا دیں۔"

"جی اچھا۔" اس نے کہ اور کارڈ کے اندر چلا گی۔ اسے

وابس آنے میں چند منٹ لگے۔

"اندر آشیتے لے جائیے جناب۔" اس نے کہ۔

انپکٹر کامران میرزا فرقان حیدر کے دفتر کے دروازے پر پہنچا۔

دوسری طرف ایک بحث منجم کا خوش شکل آدمی بیٹھا تھا۔ انہیں



انپکٹر کامران میرزا فرقان حیدر کے دفتر کے دروازے پر پہنچا۔

دوسری طرف ایک بحث منجم کا خوش شکل آدمی بیٹھا تھا۔

رک گئے۔ اس کے گھر کے افراد سے پہنچے انہوں نے دفتر کے

ہے۔ آپ ان سے کہ سکتے ہیں کہ میں نے آپ کو صدر صاحب کا اجازت نام دکھایا تھا۔

"بہت سر جناب، فرقان حید بہت بی اپنے اور ایمان دار آمدید۔ تشریف رکھئے۔"

اس کے بعد میں گرجوٹی کے ساتھ ملکی سی پکڑ پڑتی تو انہوں نے خیال کیا۔ ان کی اچانک آمد نے شاید انہیں پریشان کر دیا ہے۔

"کی ان کا کوئی دشمن تھا؟"
"وفر تک حد تک تو ان کا کوئی دشمن نہیں تھا۔" اس نے کہا۔

"آپ کا مطلب ہے، گھر میں معاملات میں ان کا کوئی دشمن ہو سکتا ہے؟"

"میں کچھ کہ مہین سکتا ہے۔"
"ویسے مالی نمائندے ان کے حللات کیا تھے؟"

"اوسمط درجے کے تادی تھے۔"
"ان کی تخداد لکھنی تھی؟" انہوں نے پوچھا۔

"پندرہ سو روپے۔"
"بہت بہت شکریہ، اب میں ان کے چھپر اسی سے بھی چند

سوال کرتا پسند کروں گا۔ آپ کو کوئی اعزازی تو نہیں۔"

"کچھ تو لوئی اعزازی نہیں، میں غاری صاحب نے اُسے بھی یہی بہارت کر رکھی ہے۔"

"ان کی آپ تکر نہ کریں۔" یہ کہ کہ وہ باہر نکل آئے اور

انہوں نے دیکھ کر وہ نواز "اٹھ کھا" ہوا اور بولا:

"آپ کی آمدیہرے یہے یہر ان کن ہے جناب؛ بہر حال خدا آمدید۔ تشریف رکھئے۔"

اس کے بعد میں گرجوٹی کے ساتھ ملکی سی پکڑ پڑتی تو انہوں نے خیال کیا۔ ان کی اچانک آمد نے شاید انہیں پریشان کر دیا ہے۔

"یہ فرقان حید کیسے آدمی تھے؟" انہوں نے پوچھا۔

"معافت کیجیے گا جناب، میں آپ کے ہر سوال کا جواب دینے کے لیے تیار ہوں، میکن ایکن یہ ہے کہ اس پنی غاذی

صاحب نے بھے کچھ دیر پستے قوان پر یہ بذایت دی ہے کہ اس کیسے میں کسی کے کسی سوال کا جواب د دیا جائے، میکن اس کیسے اچارچہ صرف وہ ہے۔" اس نے مغفرت

"اوہ، تو یہ بات ہے۔" یہ آپ اس اجازت نامے کو پڑھ رکھ لائے ہوئے بھے میں کہا۔

"اوہ، اب میں کیا کروں جناب۔"

"بھلا صاحب بھبھ کے مقابلے میں ایس پنی غاذی کی یہ جب

"مجھے افسوس ہے، دراصل میں اس معاملے میں دل پھی لیئے پر بھجو رہو گا ہوں تے وہ بولے۔"

"ہم ایسی کیا بھجو رہی ہے۔"
"دیچپی ری میری بھجو رہی ہے۔ جس کیس میں بھے دل پھی

محسوس ہوئی ہے۔ میں اس میں دفل املازی کرنے پر بھجو، تو جاتا ہوں۔"

ان کی بند آواز میں بات چیت سن کر اسلام و اقدی باہر نکل آئے۔ ایس پنی غاذی انہیں دیکھتے ہوئے بولے:

"آپ نے ان کے کسی سوال کا جواب تو نہیں دیا ہے۔"
"دیا ہے جناب، انہوں نے صدر ملکت

دکھایا تھا۔"
"اوہ، اس کے منزے نکلا پھر بولا؛ اور انہوں نے معمول

کے کمرے کی سلامی بھی لی ہے۔"
"مجھی ان ڈاچر اسی نے کیا۔"

"یہ آپ اپھا نہیں کر رہے جناب، میں آپ کو دیکھ لون گا۔
ایس پنی غاذی نے پر بھئے۔"

"مجھے بہت انہوں ہے، میں کیا کروں؟" بات یہی فطرت
میں رچی ہوئی ہے کہ جس معاملے میں دچپیں محسوس کرتا ہوں، اس

کا تعلق کرنے پر بھجو ہو جاتا ہوں۔"

چھپر اسی کو جو اہات پر بھجو کرتے میں انہیں چند منٹ سے زائد
ٹھیک ہے۔

"تمکل سے کچھ دلوں پسے فرقان حید کچھ پریشان تو نہیں تھا
بھی نہیں تو ڈا اس نے کی۔"

"میں ان کی میز اور درازوں کی پیغمروں کو ڈاک نظر دیکھ
چاہتا ہوں۔"

"خود دیکھیے۔" اس نے انہیں اندر داخل ہونے کا اشارہ
کرتے ہوئے کیا۔

ادھر وہ فرقان حید کے وقت میں داخل ہوئے اور ہم اسلام

و اقدی نے ایس پنی غاذی کے نزدیک کر کے اسے املاع دی

انہیں کامران مرزا دفتر میں تعینت کی خوش سے پہنچ پکے میں
دوسری وقت سے اسی نے عڑا کر کیا:

"میں آرنا ہوں۔"
انہیں کامران مرزا نے میز کی پیغمروں کو بیغور دیکھا، پھر

درازوں کا بھی جائزہ یا، میکن کوئی کام کی پیغمز نہ ملی۔ آنحضرت نے
ہو کر وہ باہر نکل اور اسی وقت ایس پنی غاذی غصے میں بھرا
آتا نظر کریا۔

"آپ کو اس معاملے میں ٹھاگ اڑانے کا کیا حق ہے، جس کا تعلق کرنے پر بھجو ہو جاتا ہوں۔"

"خالص میرا کیس ہے۔"

"بنک میں تو حساب تھا۔ وہ تنخواہ لا کر بنک میں بیج کرا دیتے تھے: پھر اس میں سے تھوڑے تھوڑے پیسے نکال کر جیسے کہ خدا پہلایا کرتے تھے۔ جیسے کہ آفر ہے۔ فنا ہر ہے: وہاں اب کی بھاگوگا، چاہیس: پھاس روپے ہوں گے۔"

"ہوں، بھے ان کی چیز یہ دکھایے، یکوئی بھی تک ان کے تن کی کوئی وہ بھی کسی کی سمجھیں نہیں آسکی، میکن ان کا کارڈ دیج کر وہ بھی بچکائے تھے۔ یہ بیکھ کر انہوں صاف فاہر ہے، بیغیر کسی وہ کے تو انہیں پلاک میں کیا گی۔"

"ان کے کاغذات ان کی الماری میں رہتے تھے: غازی تھے۔ نے بھی اس الماری کا جائزہ یا تھا، لیکن انہیں کوئی کام کی

بیغیر میں کی تھی؟"

"ان کے اور میرے دلچیمیں ذرا فرق ہے۔ یہ اپنکے ہمراں کے پارے میں بتایا تھا وہ بوابات دینے پر مجبوہ ہو گئے۔ اپنے چاہے

تو آپ بھی میرا خصوصی اجازت نامہ دیکھیں گے۔"

"بھی نہیں، ہم نے آپ کو بہت نام سُندا ہے۔ آپ غذا

نہیں کر سکتے۔ آپ کی معلوم کرنا چاہتے ہیں؟" بیگم فرقان نے

کام اور الادوث بہر فوٹ کر لیا، پھر اسی بنک کو قون کیا۔

میخنے فوٹا، دوسرا طرف سے بواب دیا۔ اس پر انہوں نے

پہنچاون کرتے ہوئے کہا۔"

"میں یہ جانتا چاہتا ہوں کہ فرقان حیدر کے لاکوڈٹ ۱۹۷۵ء"

یہ کہ کہ وہ تمہرے اور دفتر سے باہر نکل آئے۔ اب ان رخ فرقان میڈ لے گھر کی طرف تھا۔ انہوں نے دیکھا، اس کا گھر معمول ساخت۔ اس سے دولت مندی کا انبار نہیں ہو رہا تھا۔ تی ہر سے آج کے دور میں پسندہ ہو رہے، ہمارا پائے والا شخص دولت مند

تو تنہ نہیں آ سکتا۔ فرقان حیدر کے بیوی بچے انہیں روتے تھے ان کا کارڈ دیج کر وہ بھی بچکائے تھے۔ یہ بیکھ کر انہوں

فروڑا کہا:

"میں جانتا ہوں، اپنے لوگوں کو ایسی پیغادی نے منع کر دے کہ ان کے علاوہ کسی اور کے ہوالوں کا بواب نہ دیا جائے

لیکن میں دفتر سے ہو آیا ہوں۔ ارسلان واقدی اور پیر حسینی نے بھی پہلے انہار کی تھا، لیکن جب میں نے انہیں اپنے اختیارات

کے پارے میں بتایا تھا وہ بوابات دینے پر مجبوہ ہو گئے۔ اپنے چاہے

تو آپ بھی میرا خصوصی اجازت نامہ دیکھیں گے۔"

"بھی نہیں، ہم نے آپ کو بہت نام سُندا ہے۔ آپ غذا

نہیں کر سکتے۔ آپ کی معلوم کرنا چاہتے ہیں؟" بیگم فرقان نے

بھراں ہوئے آغاز میں کہا۔"

"بہت تسلی سے۔" اس نے کہا۔

"فارہر ہے، آپ کے شوہر کی بھی بنک میں تو حساب ہو گا۔"

تھا۔ سب سے آخر میں ریک دوست رہ گی۔ یہ ایک بنک میخنے

تھا۔ انہیں بنک میں جا کر ہی اس سے ملن پڑتا۔ اس نے

بھی انہی خالات کا احمد کی ہو دوسرے کر پکھتے۔ اٹھتے

لیکوں؟" اپنکے کامران مژا بھوئے۔

"کوئی شخص بھی ہون پر یہ کہ کہ میں اپنکے کامران مژا

بات کر رہا ہوں، یہ بات پوچھ سکتا ہے۔ آپ یہاں تشریعتے

خا اور جس میں تھوڑی در پستہ وہ چینگ بھی کر پکھتے

خیال انہیں یہ آیا کہ اگر اس بنک کا میخن فرقان حیدر کا دوست

خا تو اس نے یہاں پہنچا اکاؤنٹ کیوں نہیں کھولا۔ ایک

دوسرے بنک میں کیوں کھولا۔ جب کہ یہ بنک اس کے گھر سے

بنتا نہ رہیک تھا۔ اس خیال نے انہیں سوچ میں ڈال دیا،

وہ فدا ہرے، وہ میخنے سے بوئے:

"آپ کے بنک میں اپ کے دوست نے اکاؤنٹ بھی تو

کھول دکھاتا۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں، اس میں کتنی رقم ہے؟"

"بھی باتا ہوں:

اس نے کم اور وہ یہاں رہ گئے۔

میں کتنے پیسے ہیں؟"

"بھی افسوس ہے جتاب۔ یہ بات نہیں بتاتی جاسکتی۔

اٹھتے، اپنکے کامران مژا بھوئے۔

"کوئی شخص بھی ہون پر یہ کہ کہ میں اپنکے کامران مژا

بات کر رہا ہوں، یہ بات پوچھ سکتا ہے۔ آپ یہاں تشریعتے

ہیئے تو آپ کو بتا دوں گا؟"

"بات تو یہیک ہے۔ میری میں حافظ ہوتا ہوں."

بنک کے اکاؤنٹ سے انہیں معلوم ہوا کہ اس میں ہر ٹ

نوے روپے ہاتھ تھے۔ اب تو وہ اور بھی چکراتے۔ کیس کے

سلے میں کوئی کام کی بات معلوم ہی نہیں ہو رہی تھی۔ اس

کے باوجود انہیں یقین تھا کہ فرقان حیدر کے قتل کی وہ تو

بہ ماں ہے۔ وجہ یہ ہے: یہی انہیں معلوم کرنا تھا۔ جوں ہے

وہ معلوم ہوتی، کیس حل کرنا آسان ہو جاتا۔ اب انہوں نے

فرقان حیدر کے دوستوں سے ملنے کی تھانی۔ فون پر انہوں نے

بیگم فرقان سے اس کے دوستوں کے نام اور پستہ معلوم کیے اور

اس میں پر نکل کھٹے ہوئے۔ تمام دوستوں کا ایک بھی بیان خا

کہ فرقان حیدر ہوت نیک اور شریعت آدمی تھا، اس کی کسی ت

کوئی دشمنی نہیں تھی۔ قتل والی رات ان سب نے اپنی موجودگی اور

مختلف جگہوں پر ثابت کر دی، لہذا ان پر بھی شکنہ نہیں کیا جائے

آئے۔ اپنے جشید بھر پور انداز میں مسکرا لیں اور یوں میں:
”فاروق، مسکرا امدازہ غلط ثابت ہو گی۔ کیس نہیں بتتا
اٹل آئے ہیں۔“

ادم خان رہمان فون میں زود شور سے کہ رہے تھے:
”یاد جشید، عفوب ہو گی۔“

اپنے جشید نے چائے کا کپ اٹھایا ہی تھا کہ فون کی گھنٹے بھی شوخ امداز میں کام
بھنگ لگی۔ کپ واپس رکھتے ہوئے انہوں نے رسیور اٹھایا۔ ان ”یکن انکل، یہ عفوب صاحب ہو کہاں کہے ہیں؟“ فاروق
کے سید کے سے پہنچے ہی فاروق بول آٹھا۔

”یہی، آگلی کوئی کیس۔“

”آج کل تم علم بخوم سیکھنے کی کوشش تو نہیں کر رہے؟“ یہرے ساتھ محمود اور فرزاد بھی میں۔
”اوہ، یکن تمہاری اچی کوئی ہوا؟“ خان رہمان نے پوچھا۔

”اے، کمال بے، تمہیں کیسے معلوم ہوا؟“ فاروق کے کام۔
میں بلا کی حیرت می۔

”خدا کے فعل و کرم سے بخیریت میں اور مسکرا مسکرا کر چائے
بی دی ہیں۔“ فاروق بولا۔

”ہمیں ناہیں۔ گویا تم دونل...“ محمود کے الفاظ میں۔ مجھے بھی ڈاکٹر انصاری نے مسکرا
میں رہ گئے، کیونکہ اسی وقت اپنے جشید نے کام تھا۔

”ہمیں، خان رہمان یہ تم ہو۔“ ”یکن انکل، انہیں یہ ہدایت ڈاکٹرنے تو نہیں دی۔“ فاروق
اور وہ تمہوں انکل کر اپنے اپنے کام رسیور کے قریب سے گردرا گیا۔

”اوہ اچھا، بہت افسوس ہوا سن کر، ویسے میرا خیال گی۔ ابھی ابھی تو فون پر تھا۔
انہیں ڈاکٹر سے یہ ہدایت لے بیٹھی چاہیے۔ اس کے بعد ہی“ فاروق کے ہوتے ہوئے میں کیا بول سکتا ہوں؟“ اپنے

اس ترکیب سے قائدہ اٹھا سکتی ہیں؟“ جشید بے چادرگی کے عالم میں ہوتے۔

”گویا آپ اس ترکیب سے خاندہ اٹھاتے ہیں۔ ذرا؟“ ”اوہ، سوری ایسا جان۔“ فاروق نے جھپٹ کر کما۔
بھی تو نہیں کیا؟“

”بھتی بات یہ ہے کہ میں نے ڈاکٹر کو مشورے کی فہرمان تو تم کسی عفوب و نسب کا ذکر کر رہے تھے۔“

صرف دوسروپے ادا کی تھی اور تم مفت میں جان بیٹھا۔ ”ہاں، واقعی عفوب ہو گی۔“ خان رہمان ہوئے۔
”بھتی کچھ پتا بھی تو چلے۔ عفوب کیسے ہو گی۔“

”آپ غلط سمجھے انکل، آپ کی جان تو ہیں اپنی جانوں۔“ ستویار، خسر میں ان دونوں ایک بہت بھی عجیب و غریب
بھتی پیاری سے، بھلا ہم اور آپ کی جان لینا چاہیں گے، مسکرا آئی ہوئی ہے۔ اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ ہر
دلاقوہ، بلکہ توبہ توبہ بھی۔“

”بھتی میرا مطلب تھا، معلوم کریں چاہتے ہو۔“ خان یحیل وہ دکھائیں گے، کل نہیں دکھائیں گے اور پر ہوں کل ولے
لپھنی ہنسی کی طرح نہ روک سکے، پھر ہوئے۔

”ہنیں دکھائیں گے اور کھیل بھی ایسے کہ آدمی کی عقل ڈالکر دچک جائے۔“

”ہاں تو غیر، تم بھی کیا یاد کر دے گے کہ کسی ریس سے پا انگلیاں دنیوں میں دینی رہ جائیں۔ آنکھیں چھٹی کی پھٹی اور مزکھ
تھا۔ میں تمہیں مفت میں تباہیا ہوں۔ بھتی الفادی صاحب۔ کے لئے رہ جائیں، سیاں ملک کے اس ان دھک سے رہ جائے۔

کی تھی کہ مسکرا مسکرا کر چائے پسینے سے صحت پر بہت نوشی اس کا لیکھ منز کو آئے گے۔ اور آخر میں تو گویا سکتے ہیں رہ
اٹھ پڑتا ہے۔“

”اوہ، کمال بے۔ یہ بات اچی جان کو کس طرح معلوم ہوگی جو جاؤں گا۔“ آج میں تھا نہیں جاؤں گا۔ کیونکہ سکن والوں
یہ تو وہی بتا سکتی ہیں۔ ارے ناہیں، یہ جشید کمال نے آج کے لیے ایک جیب اعلان کی ہے۔ یہ اعلان تم اخبار میں

پڑھ سکتے ہو۔ ہاں تو میں کہ رہا تھا کہ آج میں تمنا نہیں جاؤ گھبٹ کرے گی اور اس وقت ملک میں آئھہ مر جو مرکس دیکھ جائے گا۔ میرے ساتھ ہر بے بیوی نہیں تو پہلے ہی جانے کے لیے ہوں۔ فری مرتیز آج سب کے ساتھ دیکھوں گا۔ اب تم پر وہ فیض ہیں۔ تم سب لوگ بھی جاؤ گے اور پروفیسر داؤد اور شان صاحب کو فون کرو۔ اس کے بعد مجھے ان کے فیض سے آنکھوں کو، بھی جائیں گے۔ ”خان رہمان روانی کے عالم میں کتنے چند لمحے پھر اس امتحان کو پڑھو اور مرکس جانے کی تیاری شروع کر دو۔“ اگر تماری یہی خواہش ہے تو چند چلیں گے۔ وہیے ہیں ٹھیک سات بجے تمارے پاس پہنچ جاؤں گا۔ آنکھیں مرکس مرکس سے قلعوا کوئی دل پیش نہیں اور جہاں تک میر اپنے پروگرام شروع ہو جائے ہیں۔ وہاں تل و حمنے کی جگہ نہیں ہے، پروفیسر داؤد تو ہرگز نہیں جائیں گے۔ مال یہ ہو سکتا ہو۔ یہیں نے سب لوگوں کے لیے ملک پستے ہی قریب یہیں ہیں المذا کہ وہ شاستر کو بھج دیں۔ انپکٹر جشید نے کہا۔ ”خان رہمان نہیں محفوظ ہوں گی۔“

”ان کے تو فرشتے بھی جائیں گے۔ فون بھی اپنیں تم۔“ اے، تم نے ملک شہ بھی غریب یہیں پر انسپکٹر جشید بولے۔ کرو اور اگر وہ انکار کروں، تو مجھے اطلاع دے دینا، پھر دیکھا۔“ ہاں، اس لیے کہ میں جانا تھا کہ تم لوگ جانتے سے کسی نہیں کیا کرتا ہوں۔“ ”ابھی بات ہے، میں میر ایک مشورہ تو یہ ہے کہ تم پر وہ فیض تھا جب تم لوگ کسی کیس میں ابھی ہوتے، میکن میں اور پروفیسر صاحب کو معاف ہی کر دو، باقی سب کو سامنا ہوں، آج کل تم بالکل قادر ہو۔ ایسا لگتا ہے جیسے جنم لے جاؤ۔“

”ہرگز نہیں، تم نہیں جانتے، وہاں کیسے کیے گمالات دکھائیں۔“ اپھا ببا، کرتا ہوں پروفیسر صاحب کو فون یا انپکٹر جشید جانتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں، تم بھی اپنیں دیکھو۔ شروع ہیلے خان رہمان کی قدمی سے گھر کر کہا۔ دو مرہ ہات سے رسیدر میں نے بھی اس کی ہات کوچ قبوج نہیں دی سمجھی۔ کمی ماہ ہو گئی دیکھا۔ انپکٹر جشید نے پروفیسر داؤد کے بیٹر ڈائل کیے ہیں۔ اسے ہمارے شہر میں لے گئے ہوئے، پھر ایک دوست نسلہ فوراً ہی مل گیا اور پروفیسر داؤد کی بھراں ہوئی آفرازتی اس کا ذکر کیا اور دیکھنے پر بجور کی۔ یہی نہیں، وہ مجھے زبردہ ہے۔

”سلو، پڑھ فیسر داؤد پیکنگ۔“

”اسلام علیکم پروفیسر صاحب، یہ میں ہوں جشید۔“ ”بات یہ ہے کہ خان رہمان کسی ملن بھی مانتے پر تیار جو ہے۔“

”جشید، تم ہو۔ خدا کا شکر ہے، ہمارا فون تو کیا۔“ میں۔ اگر آپ نے انکار کی تو وہ آپ کی تجویز گاہ پہنچ تو سمجھ جاؤ۔ تم فون کرے یہی گھے۔ بھی میں ان دلے جائیں گے اور زبردستی آپ کوئے آئیں گے۔“ بہت پریشان ہوں۔ کیا تم چند دن میرے ہاں آ کر شہر۔ ہوئی سی۔ اس بسانے ”تم سے ملاقات گزار کرے۔“ پہکوں اور جہانی کو بھی نے کہ میرے پاس آ جاؤ بھی ہو جائے گی۔ سب لوگ مرکس دیکھنے میں ہوں گے اور میں تمیں اپنی پریشانی کی وجہ کا ان میں بتاتا ہوں گا۔“ ”آج کل تم فارغ ہو۔“ ”کوئی آپ کسی کے مامنے نہیں بتانا چاہتے۔“ انپکٹر جشید پریشان ہو گئے۔

”یہ تو میں تمیں ملاقات ہونے پر ہی بتا سکتے ہوں۔“ ”بالکل بھی بات ہے۔“

”خیر، ملاقات تو آج ہی ہو دی جائے۔“ ”تب تو ہمارے لیے مرکس جاؤ۔“ بہت ضروری ہو گی۔“ ”انپکٹر جشید سکرائے۔“ ”رہمان کا پروفیسر ہے۔“

”کی مطلب؟“ وہ چونکے۔

”خان رہمان آج سب کو مرکس دکھا رہے ہیں۔ ان کا اے۔“ ”سات نیکے خان رہمان یہاں پہنچنے گے۔ آپ بھی نہیں بنتے کہ آپ بھی ساتھ پہنچنے گے۔“

”میں اور مرکس؟“ پروفیسر داؤد سمجھتے ہیں اس کے۔

”بھی ہاں، آپ کے ساتھ شاستر بھی۔“ ”انپکٹر جشید سر۔“ ”ابھی بات ہے۔“ یہ کہ کہ پروفیسر داؤد نے رسیدر دکھ دیا۔

”بھی میں اس عمر میں مرکس دیکھتا کیا اپھا تکوں گا۔“ ”لو بھی مرکس جانے کی تیاری کرو۔“ انہوں نے کہ اور خان شاستر کو نیچجے دیتا ہوں، لیکن پھر ہماری ملاقات کہاں ہے۔ ”رہمان کو فون کرنے لگے۔“ وہ تو گوڑا فون کے پاس ہی بیٹھ چکے۔

اشتار کو دیکھیں؟ جس کی مافت خان رہان نے اشارہ کیا ہے؟
انہوں نے اخبار کھولا اور سرکس کا اشتار تلاش کرنے لگا۔
اس سے پہلے انہوں نے سرکس کے اشتار کی طرف توجہ دینے کی
صروفت بھی محسوس نہیں کی تھی، جب کہ اس وقت پاپکوں اخبار
پر لفڑی دوڑا رہے تھے۔ آخر درمرے سختے کے پہنچنے سے میں
انہیں وہ اشتار نظر آگیا۔ کافی بڑا تھا اور اس کے الفاظ
تھے:-

”ذینائے سرکس کا جو بہ۔
آپ کئی بھتوں سے ایسے ایسے کامات ہماری سرکس
میں دیکھ رہے ہیں، عقل جن کا احاطہ نہیں کر سکتی۔
ابھی تک کوئی شخص بھی یہ دعویٰ کرنے والا ہم تک
نہیں پہنچا کہ اس نے ان کامات کے باز کو جان یا
ہے۔ یہاں پڑے رٹے تعلیم یافت، پڑھنے لکھنے اور مختلف
غنوں کے ہر آئتے ہیں۔ ہم نے دعویٰ کے ساتھ انہیں
بلایا بھی ہے کہ آئیں اور ان کامات کی کوئی وفاصلت
کر کے دکھائیں، یہن پہنچنے والے صرف اتنے کر سکے ہیں
جادو ہے، یہ سرزمی ہے، کامات ہے یا ملک پیغمبر کی قسم
کا علم ہے، یہن کوئی شخص بھی معاملے کی تہ تک نہیں
پہنچ سکا اور نہ پہنچ سکے گا۔

ان کی آواز نئتے ہی بولے:-

”مان گئے تاپرو فیسر داؤد۔ مجھے مو فیضد یعنی تھا۔“

”میں کس طرح یقین تھا؟“ انہوں نے پوچھا۔

”اس طرح کہ ہر انسان میں ایک بچہ پھپا سمجھا ہے۔“

جوں جوں بوڑھا ہوتا چاہا ہے، یہ بچہ اور بھی پھٹٹا ہوتا چاہا۔

لہذا پروفسر داؤد کے انہوں بچہ پھپا میٹھا ہے، وہ سب سے

ہے، لیکن جلد وہ عمر میں ہم سب سے بڑے ہیں؛ لہذا اس

چھٹے پچھے اہمیت سرکس دیکھنے پر مجبور کر دیا ہو گا۔“

”بہول، شاید تم یہ ٹھیک کہتے ہو۔“ پیغمبر جیشید نے مل

کر کم اور پھر رسیود رکھ دیا۔ اسی وقت فرزاں بولی۔

”ایسا جان، پروفسر انکل یکوں پریشان ہیں اور وہ کہا

ہے یہ وہ آپ کو کان میں بتانا چاہتے ہیں؟“

”وہ مجھے کان میں لپتی پریشانی کی وجہ ہی بتانا پڑا ہے۔“

”انہوں نے مسکرا کر کہا۔“

”کوئی، چکر، چلت، معلوم ہوتا ہے۔“ محمود نے لگک

کے انداز میں کہا۔

”ماں، پروفسر انکل بلا دب و پریشان نہیں ہو سکتے۔“

نے کہا۔

”تم بلا وجہ اپنے ذہنوں کو پریشان نہ کرو۔ آؤ پہنچ۔“

”یکوں فرزاں، کی تھیں ہمارے ساتھ بیٹھنا پسند نہیں؟“ شاستر
نے شکایت بھرے لیجے میں کہا۔
”یہ بات نہیں شاستر، ہمارے دیکھ کسی وجہ سے پریشان
ہیں اور وہ پریشانی کی وجہ ایسا جان کے کان میں بتائی گے۔ تم
جانتے ہیں،“ پھر سے کان کس قدر تیز ہیں، لہذا میں ان کے کان
میں تباہی کے باوجود سن سکتی تھی۔
”اودہ ماں، پریشان تو انہیں کہتی روز سے میں بھی محسوس
کر رہی ہوں۔“ شاستر بولی۔

”بھی اس میں فکر مند ہونے کی کیا مزدودت ہے۔ ہم بعد
میں ایسا جان سے معلوم کر لیں گے۔“ فاروق بولتا۔

”ثابت ہوا، تم عقل سے پیدل ہو۔“ محمود نے کہا۔

”اپھا، ذرا میں بھی تو سلوں تو یہ کس بات سے ثابت ہوا۔“

”اس بات سے کہ جو بات پروفسر انکل ایسا جان کے کان
میں بتانا پہنچتے ہیں، یعنی ہم سب سے چھپا کر، وہ ایسا جان بھلا
ہمیں کوٹکر بتائیں گے؟“

”واقعی، اس طرح تو محمود کی ہی بات درست ثابت ہوتی
ہے۔“ خالد نے مسکرا کر کہا۔

”ایسی کی تسلی محمود کی اور محمود کی بات کی۔“ قاروہ تے

بکر پہنچ کر کہا۔

آج کے دوسرے پردوگاروں کے بعد آخڑی پردوگرام
ہماری سرکس کا ہی نہیں، پوری دنی کی سرکس کی تاریخ
کا، ایک اتنا عجیب کارنا مہ ہو گا، جسے خاموش نہیں کیا
جائے گا۔ آج ہم نے محمود کے مہروں کو، جادو
کے بھائی وادوں کو اور کالا علم کے عاملوں کو یہاں
دھرت دی ہے۔ اس کمال کے بعد دو لوگ اپنی رائے
بھی پہنچ کر گئے۔ یہ بھارا دعویٰ ہے۔ آج کا ہمی
پروگرام تمام پردوگاروں پر بھاری ہو گا۔

”یخچرات دیگر سرکس۔“

اشتار نے ایسی حیرت میں ڈال دیا۔ آخر دو سرکس جائے
کی تیاری کرنے لگے۔ ٹھیک پہنچ آئنے پہنچے وہ سرکس پہنچ پہنچ
تھے۔ خان رہان نے ایک بکس محفوظ کراں کھا تھا۔ اس میں
پسندہ سیٹیں بیٹھیں جب کہ وہ کل بادہ تھے، لہذا وہ آسانی سے
اس میں سما گئے۔ پہنچ سب سے الگ قطار میں بیٹھے۔ ان کے بعد
بیگ جیشید اور شاستر بیٹھیں تھیں۔ پھر وہ تینوں۔ خداوند نے اپنے پیغمبر
جیشید کے ساتھ بیٹھنے کی کوشش کی تھی، میکن، پیغمبر جیشید نے
مسکراتے ہوئے اسے پہلی قطار کی مافت دھکیل دیا۔ وہ جانتے
تھے، فرزاں پروفسر داؤد کی پریشانی کی وجہ جانتا چاہتی ہے۔
”کاش! ایسا جان مجھے اپنے ساتھ بیٹھنے دیتے۔“ (فرزاں بھر بڑا)

بھیسا کہ آپ اخبارات میں اشتار دیکھ پکے ہوں گے اور
یہ بات آپ کو معلوم ہو چکی ہو گی کہ ہم آج تھری
پروگرام میں سرسوں کی تدریج لا ایک ایسا پروگرام ہیش
کر رہے ہیں جس کی کوئی وضاحت پیش نہیں کی جاسکتی
ہیں لیکن جس کی موجود ہیں ۔ ہم نے اپنے درجے
کے چند داکٹر بھی بولے ہیں ۔ وہ بھی اپنے تجربے کا
چھوڑ پیش کریں گے ۔ مسیر ہم صرف ہیڈن ٹرم کا علم پختے
وں ہی سیاں موجود ہیں ۔ وہ اپنی راستے پیش کریں گے
کہ اعلم جانتے والے بھی بدلے گئے ہیں ۔ ان کا خیال
پیش کی جائے گا اور اب ہم اپنے پسے کھل کی ہفت
آتے ہیں ۔

آواز آواز ہو گئی ۔ معمول کے مطابق پہلے کھنڈ آتے ۔
چھوٹے چھوٹے قدوں والے مخنے ۔ انہوں نے اپنے کو دیکھ کر
سارا ہاں تھہڑا زینادیا ۔ مخنے کے قریب شفیں ایک پیسے
کی سائیکل پھاتا ہوا اندر دافعی ہوا ۔ اس نے سائیکل کو خوب
ہی اسلئے سیستے چکر دیے اور لوگوں سے خوب داد و صدی کی
خون اسی قسم کے کھیل پیش ہوتے رہے ۔ اس میں کوئی شک
نہیں کہ بہت سے کھیل ایسے پیش کیے گئے کہ اس قسم کے کھیل
انہوں نے پہلے کسی سرسک میں نہیں دیکھے تھے ۔ مثلاً ایک شفیں

"ارے مگی ۔ مروڑ کے منز سے نکلا ۔
لیک ہوا ؟" نادنے لگرا کر کہا ۔

"غفت ، فاروق گاہیز میرے پیر پر پڑا ہے ۔
فاروق ، اپنے پیر کو سمجھا تو ۔ فرزانے اسے گھوڑا ۔

"اب یہاں سرسک میں کس طرح سمجھا ہو ۔" فاروق نے برا
سامنہ بنایا ۔

"ہاں میں تو واقعی تک دھرنے کی جگہ نہیں ہے ۔
انہوں نے دیکھا پورا ہاں چاروں طرف سے کچھ بھی بھر گی تھا
اور لوگوں کی آمد کا سلسہ ابھی تک ہاری تھا ۔

"ستا ہے سو روپے والے ٹکٹ پانچ پانچ ہو روپے میں فروخت
ہو رہا ہے ۔" فرزانے کی

"لیک ہیں نے تو یہ بھی ستا ہے کہ پسیں نے ملکیش بیک
کرنے والوں کو گرفتار بھی کر لیا ہے اور اب سوروپے والہ ملک
ہو روپے میں ہی بک رہا ہے ۔" فاروق نے خون آواز میں کہا
"دھست تیرے کی ت محدود نے جھلا کر کہا ۔

اسی وقت ایک تیر گھنٹی بیجی ۔ پورے ہاں پر سکوت
خواری ہو گیا ۔ سب کی آوازوں کا لگا جیسے گھٹ کر رہا گیا ۔ پھر
ایک تیر آواز جو سرگوشی معلوم ہوتی تھی ، ہاں میں گوئی خنکی لگی
"ہم اب اپنے آج کے پروگراموں کا آغاز کرتے ہیں ۔"

"بہت غدر سے دیکھی گا ہاؤں ، پیک تک نہ چکیے گا ۔
لیے کھل دوز روز دیکھتے کو نہیں ٹاکرتے ۔ یہ آپ کی زندگی
کا یحہت آجھے کھل شایت ہوتے والا ہے ۔ آپ آج کے بعد
پھر بھی ایسا کھیل نہیں دیکھ پائیں گے ۔ اپنے خواص جنم کر لے
کر وردار والے ہاؤں اگر باہر پہنچے جائیں تو بہتر ہے گا ۔
اگر دو پار لوگوں کے ملٹ فیل ہو گئے تو تو میں داری انداز پر
نہیں ہو گی ۔ ہم نے پہنچے ہی اعلان کر دیا ہے ۔ کھیل بہت ہوں گے
ہو گا ۔ آپ دڑ جائیں گے ۔ ہم نے پوس کو بھی پہنچے ہی کہ دیا
ہے کہ کسی کے ناشکیل کی خدمت داری ہم پر نہیں ہو گی ۔ ہم
پندرہ منٹ دیتے ہیں ۔ اس تاریکی سے فائدہ اٹھا کر کر وردار
حضرات باہر پہنچے جائیں ۔ چمکپائے نہیں ، شرمائیے بھی نہیں ۔ یہ
زندگی اور حیات کا کھیل ہے ۔ اٹھ جائیے ہیں کے دل کر وردار
ہو ڈرا ڈا سی بات پر دڑ اور ستم جاتے ہوں ۔ یہاں نہ بیٹھے رہیں ۔
ہمارا اس میں کوئی نقصان نہیں ہے ۔ آپ لاہی قائد ہے ۔
ان الفاظ کے نہیں میں سے تو کوئی کھرید دل نہیں ہے ۔

"کیا خیال ہے ، ہم میں سے تو کوئی بھرپور دل نہیں ہے ۔
فرزاد بولی ۔

"تمہارا اپنے بارے میں کی خیال ہے ؟ فاروق نے من بنایا ۔

رنگ میں آیا ۔ اس نے ایک اندھا سٹوپر سب کے سامنے
ابلا ، اسے چھپا اور پھر سب کے سامنے نکل کر کیا گی ۔
جلد ہری اسے ایک ایکاٹی آتی اور لوگوں نے اس کے منزے
ایک پروردہ نکلتے دیکھا ۔ پونہ رنگ میں درڈنے گا ، وہ اس کے
تیچے جا گا ۔ پونہ اور تیر جا گا اور جھاگتے جھاگتے پورا مرغ
بن گی ۔ لوگوں کی آنکھیں حرث سے پھیل گیں ۔ ان کی دیکھی
ہر سے بُرھی ہل گئی ۔ اس کے پار جو دن بھروسہ تھا
آخڑی کھل گا ۔ اس دوران فرزان مژہ کر اپنے والد اور پرور
وادوہ کی طرف بھی دیکھتی رہی تھی ۔ میکن ایک بار بھی منہ اور
کان قریب قریب نہیں دیکھ سکی تھی ۔ وہ جیران بھتی کہ پردہ ضریب
اصل نے اب تک اپنی پریت نی کا ذکر کیوں شروع نہیں یہ
وہ سرسک کے کھیل میں اس قدر محظوظ ہو گئے کہ اپنی پریت نی جھول
گئے ۔

"آخر اٹھائی گھنٹے بعد ایک بار پھر وہی بھرا تی بھی سرسک
ستائی دی ۔

"اور اب ناظمین ، آخڑی کھیل ۔

ان الفاظ کے سامنے ہی رنگ پر اندر چاہا گی ۔ ان کے
مردوں پر علیت بیب بھی مدھ پڑ گئے ۔ پونہ ہاں تم تاریک ہو گی
آواز ایک بار پھر ابھری ۔

"ہل، یہی بات ہے۔ سرکس تو ابھی یہیں رہے گی اور اس کی بعد تو اس کی مخصوصیت میں اور احتفاظ ہو گا۔ مگر سے پہاڑی دیکھنے والا ہو گا۔"

"تو کیا یہ لوگ آخڑی کیسی روز پہنچ کریں گے؟" فاروق نے بیہان ہو کر کہا۔

"خدا چانے یہ تو کل ہی معلوم ہو سکے گا۔"

"ایسا معلوم ہوتا ہے، جیسے یہ لوگ کوئی ہون کے قسم کا میں ہوں۔ حق تو یہ ہے بیٹھی کر میں زندگی میں پہلی مرتبہ سرکس دیکھنے آیا ہوں۔ میں ان کھیلوں کو بالکل فضول اور مداری کے کھیل خیال کرتا تھا، لیکن اس سرکس کے کھیل کم از کم جانتے والا ہے، وہ تو ان لوگوں کے بیان کے مطابق سب

"تو کیا انہیں ہون کے قسم کے کھیل دکھانے سے روکا ہیں؟"

"یہ ایک ہیں الواقعی سرکس ہے۔ حق ہے، اس قسم کے کھیل دکھانے کا اس کے پاس اجازت نامہ ہو گا۔" خان رضا ہوئے۔

"ہوں، آپ کا خیال ٹھیک ہے۔"

ٹھیک پندرہ منٹ پہلے شنبہ جل اٹھیں۔ وہی آواز

ایک بار پھر آہوی اور ان کے کاؤں سے مللتے گی۔

"آخڑی کیسی یہ ماد تو نہیں کہ کل سے یہ سرکس

"جیسے جناب، اس وقت یہاں جتنے لوگ ڈرپول موجود تھے۔"

"سب تشریعت کے لئے ہیں اور یہ اچھا ہی ہوا؛ ورنہ ابھن پیدا ہوئے کاملاں تھا۔ اب اس صدی کا حیرت انگریز تین اور تا

کالی یقین کھل پیش کیا جاتا ہے۔"

"بہت مضبوط دل ہوں۔"

"پروفسر امبل، کیا آپ اپنا جان کے کام میں پرستشی کی

وہ بہت پچھے ہیں؟" فاروق نے دلی آواز میں کہا۔

"نہیں۔ میٹی، سرکس کے کھیلوں نے مجھے اس درست خوار

دیا کہ پچھے تباہ کا خیال ہی نہیں آیا اور آپ جو کھیل پیش کی

جانے والا ہے، وہ تو ان لوگوں کے بیان کے مطابق سب

سے زیادہ حیرت انگریز ہو گا؟ ملنا میں پچھے تباہ کی پوزیشن میں

نہیں ہوں۔ حق تو یہ ہے بیٹھی کر میں زندگی میں پہلی مرتبہ

سرکس دیکھنے آیا ہوں۔ میں ان کھیلوں کو بالکل فضول اور

مداری کے کھیل خیال کرتا تھا، لیکن اس سرکس کے کھیل کم از کم

بداری کے کھیل نہیں ہیں۔" پروفیسر مادو کہتے چلے گئے۔

"میرا بھی یہی خیال ہے۔" اپنکرٹھیت بدلتے۔

"ہمیں یہ تو میں آپ سب کو یہاں لایا ہوں۔" خان رضا

نے خوش ہو کر کہا۔

"آپ دیکھتا ہے کہ یہ آخڑی کھیل کیا ہے؟"

"آخڑی کیسی یہ ماد تو نہیں کہ کل سے یہ سرکس

"کسی دوسرے شہر میں منتقل ہو رہی ہے۔" شاشتہ بولی۔

"نہیں بھی، آج کے کھیلوں میں سے یہ آخڑی پروفیسر

ہے۔" خالدہ کہا۔

ادبیات سے اگر کوئی پیچے گر جائے تو اس کی بُڈی پسل ایک بُوکتی ہی

اس کے اوپر پیچھے ہی چادر آدمی دنگ میں داخل ہوئے۔ انہوں نے

کندھوں پر ٹکڑی کا ایک پچھہ فٹ لبایا۔ اٹھا رکھا تھا۔ اس

پیچھے کے اوپر ایک پیرا ڈھلا کر ہوا تھا۔ پیچھے سے کافی ادبیات

گواہ پڑتے اور پیچھے کے درمیان میں بھی کوئی پیچہ موجود ہی۔

انہوں نے پیچھے دنگ کے پیچوں زخم پیچھے موٹے گھٹے پر رکھ دیا۔

اب بھوکھوئے اس کے اوپر ڈھلا کر پہنچا اٹھایا تو سب

لوگ پوہنچ اٹھے۔ پیچھے میں ہے بے پیچھے جوڑے ہوئے تھے،

جو بیوں کی تیز روشنی میں پچک رہے تھے۔

"ہربالی فرمائ کر دس آدمی اور اندر آ جائیں اور یہ دیکھ لیں

کہ خیز مخصوصی سے تھے میں جوڑے ہوئے ہیں یا نہیں اور یہ

کہ خیز پوری طرح دھار دار ہیں یا نہیں۔ اور یہ بھی کہ خیز

زم لوہے کے تو نہیں ہیں۔ کوئی وزنی چیز ان پر گرسے تو

ٹڑ تو نہیں جائیں گے۔ ان چار میں سے یہکے کی وجہ تھے

الٹھا کر لائے تھے۔

ایک بار پھر اس کے قریب آدمی الٹھا کر دنگ میں

داخل ہوئے اور انہوں نے خیز دنگ کو اپنی طرح دیکھا بھالا، پھر

اعلان کیا:

"خیز بہت مضبوطی سے تھے میں جوڑے ہیں۔ بہت تیز دھار

آغا آتا ہے ہو گئی۔ رنگ میں کھلنے والے دروانے!

ایک فوجان آدمی محدود ہوا۔ اس کے پھر پر جھوٹی میڈیا

بھی۔ وہ بھرے بھرے جسم کا آدمی تھا۔ اپنکرٹھیت دکھ

دیتے تھے۔ اس نے دنگ میں آکر چاروں طرف جک کر کہہ

کو سلام کیا اور پھر تقریب کرنے کے اذان میں لکھ لکھا:

"میرا نام جان مایکل ہے۔ آپ میں سے دس آدمی

اکر میرے جسم کو اپنی طرح مٹوں گر دیکھ لکھے ہیں کہ

میں نے کوئی قولا دی جاس نہیں پہن رکھا۔ جسم پر جھوٹی

پاس کے سما پچھے ہیں ہے۔ ہر بانی فہر کر دعا جددی دیں

آدمی اندر آ کر دیکھ میں۔"

اس کی دیغاست پر دنگ کے قریب میٹھے ہوئے پیچھے آدمی

اور دنگ میں پہنچ گئے۔ انہوں نے جان مایکل کا جسم، اپنی طرح

کر دیکھا اور پھر انہوں نے اعلان کیا:

"ان کے جسم پر کوئی نلا دی جاس نہیں ہے۔ عالم پر

ہیں۔"

"مشکل، اب آپ وہ اپنی سیٹوں پر چلے جائیں۔"

دس آدمی والیں پہنچیں پر چلے گئے۔ اس کے بعد جو

مایکل رسی کی سڑھی کے ذریعے اپنر جھٹکھے لگا۔ بیان مک

وہ سرکس کی پھٹ مک پھٹ گی۔ پھٹت بہت اپنی بھی۔ اس

کر اپنے فیصلہ دیں، لیکن اس نے میرے ذمہ دہتے کام کوئی امکان
ہے؟ ”قطعاً نہیں؟“ یعنی آدمی بلند آواز میں چلاتے۔

”پشاڑم کے ماہر جواب دیں۔ کیا یہ کوئی بہت سُرِمَمَہ
کمال تو معلوم نہیں ہو رہا۔“

۱۰۵ بھی کچھ سنیں کی جاسکتے۔ گرنے کے بعد ہی جائزہ
لے کر فیصلہ دیا جا سکتا ہے۔ ایک شخص نے، الحکم کر کر۔
بجیب سی شکل اور صورت کا آدمی تھا۔

”چھٹے یوں ہی سی۔ ہم آپ کی راستے بعد میں میں
لے۔ اور میرا خیال ہے۔ یعنی جواب کا علم والے دین کے
لہذا گفتگو شروع کرتا ہوں، لیکن اس سے پہلے میخرا جا حب آپ
سے پچھلتے چاہتے ہیں۔“ کہ کہ جان ماہیکل خاموش ہو گی۔ ساتھ
ہی بھائی ہوتی تھا گوئے گلی:

۱۰۶ اب آپ اندازہ لگا پکھے ہوں گے کہ ہم کس قدر ہوں گا
کھیل پیش کرنے والے ہیں اور یہ پہلی صرفت ایک بارہ کھیل پیش نہیں کی جا
دی۔ ہم ہر ملک میں صرفت ایک بارہ کھیل پیش کرنے ہیں۔
آج کے بعد آپ کے ملک میں یہ کھیل دوبارہ پیش نہیں کی جائے
گا۔ یہ زندگی کا کھیل نہیں، سرفی صد موت کا کھیل ہے۔ لکھی
کے تختے کا اپنی طرح جائزہ یا چاچکا ہے۔ یہ زیادہ موٹے

والے ہیں اور فولاد کے بنے ہوئے ہیں جو مژہ نہیں سکتے۔“
۱۰۷ اعلان کر کے دس کے دس آدمی اپنی سیٹوں پر پڑھتے
اب جان ماہیکل نے اوپر سے کہا:

”چھڈو بھتی، میرے مدھارو، تم کہاں ہو؟“

”خوار“ ہی چھت پر دائیں ہائیں چار آدمی خودار ہوئے۔

۱۰۸ چاروں آئئے سائنس کے جھوڑوں پر پیٹ کے بل لیٹ گئے
دایں ٹافت والوں نے جان ماہیکل کا ایک ایک پیر تھے کے
پاس سے پڑھ یا۔ دوسرا ٹافت کا جھوڑا عکروارے کہ جان ماہیکل
کی طرف آیا اور جان ماہیکل نے اپنے ۲۴ قھر رہی کی یہ طرفی سے
چھوڑ دیے۔ وہ ایک دم سائنس والے جھوڑے کی طرف گرا اور
اہلن نے اس کا ایک ایک لاقعہ کلانی پر سے پڑھ یا۔ اب وہ
چار آدمیوں کے ذمیلے پیٹ کے بل فنا میں لیٹا ہوا تھا۔ اسی
طرح یہی یہی اس نے کیا۔

۱۰۹ ہاں میں موجود ماہرین اگلے بڑھ کر جائیدے ہیں۔ اتنی
اوپرائی سے کوئی شخص ان خجروں پر گزر کر زندہ تو نہیں رہ سکتا
اگر کسی کا یہ دعویٰ ہے، کہ وہ زندہ رہ سکتا ہے تو آئے اور
اس طرح ان خجروں پر گزر کر دکھائے۔ میں دس ہائی گفتگو
لگوں گا۔ دس پر میرے چاروں مدھار مجھے چھوڑ دیں گے۔ میں
سیدھا ان خجروں کی طرف پیٹ کے بل جاؤں گا۔ ڈاکٹر صاحب جان اماں

کے یہی حکومت سے مرثیقیت حاصل کیا تو حکومت کو یہ بتا دیا
تھا کہ ہم لوگ خدا کو نہیں مانتے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ دنیا
کسی خدا کی بنا تی ہوئی نہیں ہے۔ انسان کی موت اور زندگی
بھی خدا کے زندہ میں نہیں ہے۔ تقدیر کوئی چیز نہیں ہے۔
لہ افسان ہی سب کچھ ہے۔ آپ کی حکومت نے ہمارے
اس عقیدے پر کوئی اعتراض نہیں کی تھا۔ حکومت کا کتنا
حکم اس ملک میں بھی ہماہب کے لوگ دہنے میں پچھے
ایسے بھی سر پھرے ہیں جو خدا کو نہیں مانتے، لہذا اگر آپ
ووں اس عقیدے کے بیس تو ہیں اس پر اعتراض نہیں کرنا
چاہیے۔ تاہم یہ ضرور ہے کہ اس عقیدے کا پرواہ لیٹا دیں
کیا جاسکتے، تسلیع نہیں کی جاسکتی؛ لہذا ہم نے اچھا کہ سرے
تے اپنے اس نظریے کی تبلیغ نہیں کی۔ اس وقت ہی یہ اعلان
اں ہے کہ کتنا پڑا کم اگر اس دنیا کو بناتے اور انسانوں کو پیدا
کرنے والا کوئی قادر ہے تو ہیں اسی خجروں پر گئے ہاں ہوں،
وہ مجھے پچا کر دکھاتے ہیں۔

جان ماہیکل کی آواز میں بلا کی نفرت تھی۔ تماشائی ساکت
لہ گئے، ان کے ہوتے نفرت سے ٹکڑے گئے۔ کسی کو یہ بات
معلوم نہیں تھی کہ اس قسم کا کوئی کھیل دکھانے سے پہلے قدا
بڑوگ دبر ترکی شان میں ایسے الفاظ کے جائیں گے اور وہ

۱۰۸ سمجھتے کہ پہاڑی نہیں ہے کہ آپ یہ خیال کر رہے ہوں کہ
مجنون تھے یہیں جسے جایتیں گے۔ لوگ ان پر دباؤ ڈال کر دیکھ پڑے
ہیں، لیکن جان ماہیکل کا آپ سے ایک مطابیہ ہے۔ اس
لہاکن ہے، ایک شخص کی زندگی اتنی سستی نہیں ہوتی کہ سو
سورہ پر کے ٹنکت کی غافم قربان کر دی جاتے۔ جان ماہیکل آپ
سے حوال کرتا ہے۔ چھلانگ لگائے میں صرف چند منٹ باقی
ہیں۔ آپ جان ماہیکل کی پچھے ہد کرنا چاہتے ہیں تو کر سکتے
ہیں۔ وہ دیکھنا چاہتے ہیں، موت کے اس کھیل کی آپ یہ
قیمت ادا کرتے ہیں۔

۱۰۹ میخرا کے لفڑا ختم ہونے کی دیر تھی کہ رنگ میں نوٹوں
کی بادشاہ ہونے لگی، جو نوٹ رنگ تک نہ پہنچ سکے، اہلین
دوسرے تماشائیوں نے اٹھا اٹھا کر آگے پھیلایا۔ چند ہی منٹ
میں وہ نوٹوں کا دھیر لگ گیا۔ خجروں والی تختہ ان نوٹوں
کے نیچے چھپ گیا۔ پھر رنگ میں دس آدمی داعمل ہوئے۔ ان
کے ہاتھوں میں پلاسٹک کے بڑے بڑے بیتلے تھے۔ وہ ان
تھیلوں میں جلدی جلدی نوٹ بھرتے گئے۔ اس کے ساتھ ہی
جان ماہیکل کی بلند آواز گوئے گلی:

۱۱۰ ”اتنے ہیں یہ آدمی نوٹ بیج کریں، آپ میری بات میں ہیں۔
آپ کے ملک میں جب ہم داخل ہوئے اور ہم نے سرکس دکھانے

بھی ایک مسلمان ملک میں پکھ دو گوں کا چہرے سخن سے سرن
لگئے۔ اپنکے جیش اور ان کے ساتھی بھی ان میں شامل تھے۔
بھی پیغمبر کی آواز ابھری۔
اپنکے جیش نے جیسے جیسے اس وقت ملک میں اتنی دولت
بھی کر پکھ ہوں کہ سادی زندگی بینٹ کر خرق کروں تو بھی ختم نہیں
ہے توگ کھن کا پرچار کرنے آئے ہیں۔ یہ ایسا نہیں کر سکے
میں اب انسین اس ملک میں کوئی کھیل پیش نہیں کرے
توگ خدا نہیں۔ یہ دیتا مقنای طیبی عمل سے بنی ہے اور اب
میں تمام شاخوں کا وقت منانے کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔
میں گنتی شروع کرتا ہوں۔ ایک....."

"ایسی بات پہلی مرتبہ سامنے آئی ہے۔" خال رحمان بوت
"میں آج یہ روز سے یہاں آ رہا ہوں۔ کبھی ایسا نہیں ہوا۔
اچانک پیغمبر کی آواز ستی دی:

"جان نائک! یہ کیوں کھو اس ہے۔ ہم نے حکومت سے
حمد کیا تھا کہ اپنا عقیدہ کسی کے سامنے نہیں رکھیں گے۔ عکس
کو پورا پورا نہیں ادا کریں گے، میکن تم نے بھرے مجھے میں
کیا کہ دیا۔"

"اس وقت میں آناد ہوں۔ خیزوں پر گستے والا ہوں۔
مجھے اسی کی کوئی پرواہ نہیں۔ مجھے مسلمانوں سے لغت ہے۔ الہ
خدا آج جنک میرا کچھ نہیں یکھڑ سکا اور نہ آج بکھڑ سکے گا۔
آپ کو یہ رہے یہ الفاظ ناگوار گزرے ہیں تو آپ مجھے مرسک سے
علیحدہ کر دیں۔ میں پہلی پرواہ سے اپنے ملک سرحد جاؤں گا!"

دشت دے کر اپنے حق میں بیان دینے پر آمادہ کر دیا ہو۔
پروفسر داؤڈ بوسے۔

"جیش، تم کوئی فاموش ہو، کی تم کوئی رائے نہیں دو گے"
"میں بحث رہا ہوں۔ جان نائک میرا خیال ہے۔ ہمارے ملک
میں شاید ہی دوچار لوگ ہپنٹر میں کے اچھے ماہر مل سکیں گے۔

یہ واقعی ایک خوت ناک ترین کھیل تھا۔ جان نائک ایک انسان میں میں خیزوں والے تختے کے اوپر تنا پوچھا۔ آن کی آن
میں وہ یچھے گستے والا تھا۔ تھاشی ساتھ روک کر بیٹھ گئے
ان نائک نے ان لوگوں کو کیسے تلاش کریا؟"

"دو۔ دو کنٹے کے انفاذ میں کر تریا دہ تر لوگوں
کو اس سے ہمدردی نہیں رہ گئی تھی۔ پھر بھی یہ ایک انسانی
زندگی کا سوال تھا۔ ایک کنٹے کے بعد وہ کچھ دیر کے پیسے دک
لیا۔

"تو پھر اتنا جان، آپ اس مرسک کو بند کراہے ہیں۔
میرا تو خیال ہے کہ یہ مزدور پینا ٹرم کا چکر ہے۔
پروفسر داؤڈ بڑھ گئے۔

"یکن سیال ہپنٹر میں کے ماہر بھی تو موجود ہیں۔" خال رحمان بوتے۔

نے اعتراف کیا۔

"ہو ساتا ہے کہ، پینا ٹرم کے ماہر ان کے اپنے آدمی ہوں۔

یا اگر انہوں نے یہاں سے ہی پکھ لوگ بولئے ہوں تو انسین کچھ

"پھر میں اس مرسک کو نہیں چلتے دوں گا۔ ان پر کھن کی

سو قی صدھوت

تسلیغ کا اذام لگا کر ہلک سے محل جانے کا حکم دے ۔ ” اس طرح تو دو منٹ گزر جائیں گے ۔ قادرق نے پریشان ہو کر لی ۔ ”

یکن ایا جان کیوں۔ یہ جان مائیکل کے یہ انفصال میں یہ بھی تو دیکھو کہ اس وقت لوگ کس قدر ساکت کو اپنے مذہب سے پشاکتے ہیں۔ ” محمود بولا۔ اور ہمارا مجھے ہیں۔ دنیا اور دنیا کی ہر پیڑسے لے خڑ، اگرچہ اپنے اور پے مسلمان تو خیر اپنی جگہ سے شے سے ہم سب یہ جانتے ہیں کہ جان مائیکل ان خیفرین پر گئے کے نہیں ہوں گے، یہکن بعدے ملک میں نہ جانے کہتے ایسے وحدتی نہیں ہوتے ہیں۔ انہوں نے کوئی نہ کوئی تو والی تکبہ ہیں، جو جان مائیکل کے ہی انداز میں ہی سوچتے ہیں۔ کچھ لارڈ ہی بولگی۔ جس سے اسے کوئی فرقان نہ پہنچے۔“ اس پر بھی یقین نہیں کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہوں بات تو ٹھیک ہے۔ کچھ بھی ہو، یہ ہم لوگوں کی کو، دخواز بالد، معراج کی سعادت نصیب ہوئی بھی اور ہمارے گیوں کا بھیجت ترین اور انوکھا ترین کھیل ہے۔ تعالیٰ سے ملنے آسماون پر گئے تھے۔ نہ وہ وحی اتنا نہ کہ ”پارادیت“ انہوں نے جان مائیکل کو کہتے سنے، یہکن اس کہتے ہیں۔ ایسے لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ دخواز باشادہ پچار کھنے کے بعد صرف چند سینکنڈ کے لیے رکا، لوگوں کی خدمت میں حضرت جبریل امین خدا تعالیٰ کے احکامات سے اس کا چہرہ سمرخ ہوتے دیکھا۔ ریگن ابھر آئی ہیں۔ چند نہیں آتے تھے۔ وہ اپنی طرف سے ہی یہ ہاتھ بتایا کہ میلانہ بعد ہی اس نے کہا:

ایسے لوگ جیب جان مائیکل بیسے آدمیوں کی پاپیں سنئے۔ ”پاچھ، پچھ، سات“ سات کہ کر بھی وہ رک گیا۔ اب ان کے ایمان اور دُول جاتے ہیں اور اگر کوئی چاہتے تو ان کے دل پورے ذر شور سے دھک دھک کرتے گے۔ آسمانی سے اپنی خدا سے ملنکر کر سکتا ہے۔ ”ایکٹم جشنیوں“ آئندہ نوں تو فوج لوگوں کے دل جسے اپنی کر عین میں لے گئے۔ اسی وقت جان مائیکل نے کہا۔ ”اب۔ ان کی پلیس چھپکنے پرند یوگیئں۔ اچانک انہوں نے تینیں۔“ اور یہ کہ کر وہ بھر رک گیا۔ ادھر استھنا۔ جان مائیکل نے پیچ کر کہا۔ ”سلالوں کے خدا۔ اگر تو واقعی ہے تو مجھے ان خنزروں پر والے کافی مشکل میں نظر آ رہے تھے۔“

گھنے سے بچا کر دھکاٹ اس کے ساتھ ہی اس نے کہا:

دوس ۔
اس کے منز سے دس تکلا تھا کہ چادوں مدد گاروں نے
کے ہاتھ پر چھوٹ دیے۔ وہ تیر کی طرح نیچے آیا اور زین
خیال ہے، مجھے رنگ میں جا کر دلھننا چاہیے۔ اپنے پوشیدہ
پر گرا۔ اس نے منز سے ایک بھیانک پیچھے نکلی۔ پیچھے
رنہ خیز ہی کہ تمام لوگ تھرا اٹھئے۔ انہوں نے اپنے چھوٹے
پلپی کی بڑی دوڑتی محسوس کریں۔
بڑے شمار لوگوں نے تو اسے گرتے دیکھ کر فرما ڈیکھوں
اور انہیں ان کا مشورہ مناسب معلوم ہوا۔ پہنچ پہنچ اپنی
کر لی بھیں۔ پیچھے من کر جب ہمیں ٹھیک ہیں تو بنتے کہ
تم خیخ اس کی کمر کے اوپر نکلے ہوئے تھے! بگویا خیخ!
اپنائیک ہال میں بے شمار پیچھیں اپھریں۔ یوں لگائے جسے لوگ
باش میں آگئے ہوئی اور پھر ایک جگہ نصیح گئی۔ لوگ یہا
دھندنہ دروانوں کی طرف پھانگئے تھے۔ افاقتی میں ہست سے
کمزور آدمی اور پچھے کچھے تھے۔ ایسے میں لا وہ طپسیکر پر آواز
ابھری ۔

”اف خدا“ یہ خبر تو خون آلود ہیں لے فردا نہ قہر خواہ ”جذبہ“ ٹھہر جائیے۔ اصل کھل تواب شروع ہوا ہے۔
لنجھے میں بولی۔
اور جسی آپ بھاگ کھڑے ہوئے ہیں میں تے پسے ہی کہ
”ئا!“ اور اس کا مطلب ہے، جان ماں کل مر جائے کمزور دل لوگ پھٹے جائیں۔ آپ سب تو بسادر ہیں۔
 محمود کی ہڈا نبے جان بھتی۔
”کیا— کیا ہم خواب دیکھ رہے ہیں، یا پھر اس خدا کو چھپا جان ماں کل کے جسم کا معائنہ کریں گے اور آپ کو یہ

بیتاں گے کہ وہ زندہ ہے یا مر گیا ہے۔ اس کے بعد آپ سے بھی اور من بھی مرنے میں پھر بڑا کر بھی۔ پسناہم کے، اہرین کی رائے تھیں گے۔ کالا جادو جانتے ول انہوں نے اعلان کیا :
بھی اپنی رائے دیں گے۔ ذرا تو صفر یہ ۔ پسناہم سے کام تھیں یا یہ اور نہ یہ کالا جادو ہے۔ یہ زیادہ تو لوگ یہ المذاسن کروں گے؛ تاہم اکتوبر فی صد موت ہے۔ سونی صد موت ۔

کے باوجود بھی بھاگے؛ اولوں کا سلسلہ کافی دیر تک جاوی ۔ "سونی صد موت" لوگ بڑھ لے۔ ان کے چہرے مت گئے۔ خدا کر کے ہال میں سکون ہوا۔ ایک بار اور اپنی طرح، مہین ان کر دیں، اس نہ ہو کہ بعد اب میں ڈاکٹر صاحبان سے گزارش کروں گا کہ وہ آئندہ آپ لوگ کیسی، ہم سے اندازے کی عطا ہو گئی یہ میغز کی آئیں اور جان مائیکل کا معائنہ کروں ۔

"تین آدمی جن کی شکل صورت ڈاکٹروں بھی تھی؛ اُنہوں نے پھر جائزہ یا۔ ڈاکٹروں سے بھی ایک بار پھر میں داخل ہو گئے۔ انہوں نے جان مائیکل کی تینیں دل کی جم، اور اپنے پستان کی درخواست کی تھی، لیکن میغز وہی سونی صد موت قدر اور آنکھوں کی تباہیوں کا جائزہ یا اور پھر تباہیوں نے ایک زبان بنا دیا۔ اب رنگ میں جان مائیکل کی لاش کے سوا کوئی تباہی نہیں کہا : میغز کی سرگوشی پرے ہال میں گوئی ۔

"یہ پاکل مر چکا ہے۔" "جان مائیکل؛ لوگوں کو ممتازی موت پر سو فیصد بیتیں؟" یہ
ہال پر سکتے خاری ہو گی۔ انہوں نے آج تک کسی میرنے۔ ہرباتی فرمائے اس کھیل کا آخری حصہ بھی مکمل کر دیا۔
ایسا کھیل تھیں دیکھا تھا، جس میں کوئی سچا یعنی مر جاتے۔ میغز کے یہ اندازہ سن کر انہیں یوں لگا جیسے اس کا
پستان کا نوں پر بیتیں تھے۔ اسی وقت انہوں نے تیسرا بیٹا پیلیں گیا ہو۔ وہ ایک مردہ آدمی سے مجاز طب تھا۔ اس مردہ
پسناہم اور وہ سے علوم کے ماحر بھی آج میں ۔" تیسرا بیٹا جسم سے پھنسنے پر یہی جائزہ اور جس کا خون سب
پارخ آدمی اور رنگ میں آتے۔ انہوں نے اول اپنی آنکھوں سے بستے دیکھ پکھے تھے۔ ابھی وہ میغز کا داعی
تھیں، انکھوں کے ملاواہ رنگ کے چاروں طرف کا جائزہ یا۔ آنکھوں پر جان کے بارے میں سوچ بھی رہے تھے کہ میغز نے پھر کہا :

"تینیں تم نے مائیکل، شاید تم مجھ سے ناداعن ہو گئے؟ بھوٹ و خودی کا ایک ایسا عالم تھا، جیسے جان مائیکل تھیں، ہنود
و بھوٹ، ہم مقابلے کی خلاف ورزی تھیں کر سکتے۔ اپھی چلو، دلے کے بعد زندہ ہو گئے ہوں۔ ہال میں اُنکی کچھ بوجی
تھیں سرکس کی م Lazot سے اگل تھیں کروں گا؛ البتہ تم اپنے سچے بوتا یاں تھیں، بجا رہے تھے تو وہ صرف اپنے جیش اور
ملک میں سرکس کا کوئی کھیل پیش نہیں کرے گے۔ اس کا دلکشاں کے ساتھی تھا۔ اس کا دلکشاں کے ساتھی تھا۔

ہو اور ان سب لوگوں کو سلام کرو۔ تاکہ کھیل ختم کرنے کا۔ ایسے میں پید و فیر داؤ کے منزے نکلا :
کیا جاسکے۔"

لوگ یہ محسوس کر رہے تھے۔ جان مائیکل ایک بھی نہ تیجے ایسی محسوس ہوا ہے میں کوئی مداری کا تماشہ دیکھ
اُنکے لگا اور میغز کو گرفتہ کر دیا جاتے ہو، یاں اسی وقت کرفائی ہوا ہوں۔" اپنے جیش مسکرا کر ہوئے۔
انہوں نے دیکھا، جان مائیکل کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی۔" کیا مطلب؟" وہ پوچھنے۔

اور اس کے جسم میں حرکت دیکھتے ہی لوگوں کی پیشیں مل گئی۔" اس میں مردہ ناداعن کی صفائی دکھاتی تھی ہے۔" وہ بلوے۔
ان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں، متن کھنے کے کھنے دہ کرنے۔" یہ کہ رہے ہو جیش، بھی سندیافات ڈاکٹروں نے اس کی
کے سانس اور پیچ کے سانس نہیں رہ گئے۔ ہال میں اس کا تصدیق کی تھی۔ خان رجمان نے حیران ہو کر کہا۔

تماشا ہوئی میں سے شاید کوئی ایک بھی یہ تینیں سوچ سکتا۔" ہاں، یاں منے کے بعد آج تک کوئی زندہ تھیں ہو سکا،
جان مائیکل سونی صد موت کے بعد زندہ سلامت اٹھ کر اسیں پہنچوں نے مزدود ایسے محنتے دکھاتے ہیں اور ایسے رنجی
انہوں نے دیکھا، وہ لڑکھا تا ہوا اٹھ رہا تھا۔ ایک منٹ کے بعد مل کوئی پیغمبر تھیں آئے تھا، ہندا یہ لوگ کس طرح ایسا کوئی
کے بعد وہ بالکل سدھا کھڑا ہو گیا۔ اس نے پانچ پکڑے پہنچوڑے دکھائے تھے میں۔ اس کھیل میں صرف وہ بھی یا تیس بوسکتی
پرست ہٹا کر چاروں طرف کے تماشا ہوئے کو دکھائے۔ اس کا دلہی یا تو یہ پسناہم کا کملہ تھا یا پھر ہاتھ کی صفائی۔
پر کوئی نشان تھیں تھا۔ پہنچا ہال تماشا یوں کی تباہیوں سے۔ انہوں نے اپنے ذہن اپنے ہوئے محسوس کیے۔ اپنے جیش
اٹھا۔ ہر کوئی دلچسپی وار تایاں بجا رہا تھا۔ ان کے پیچوں ایسا بات کی طرح ان کے ذہنوں میں تھیں بیٹھے رہی تھی۔ تایاں

三

116

ابھی تک جادی بیٹھیں۔ اور پھر جان ہیکل کے ہاتھ کے اٹاٹا نہیں تھا، یونہنکے سپنا ڈرم کا کوئی ماهر یا ان موجود تمام تماشیوں کو سے مجھوں پوکر ہی لوگوں نے ہاتھ روکے۔

"ناخرين، آپ لوگ میرا کمال دیکھ پچھے۔ افسوس میں باہر رہ جاتا اور یہ دیکھ دیت کہ در اصل تماشا ہوں کو یہ کھل ملک میں اب کوئی اور پر وکارم پیش نہیں کر سکوں گا۔ بوش، دھکایا جا رہا تھا۔ لہذا میں کہ سکتا ہوں کہ یہ کھل ہپنائززم کا نہیں عالم میں ایسے الفاظ کہ گی جو مجھے نہیں کہا چاہیں تھے۔" یہ کہ کر وہ بیٹھ گیا۔ اس کے ساتھ ہری دو کامے رنگ ایک دن آئے والے ہیں۔ جب لوگ سری ٹری سوچنے پر بھوک کے آؤں اُٹھے۔ انہوں نے بتایا؛ وہ کالا جادو جانتے ہیں۔ جائیں گے۔ میں ملاقات کے لے آئے والوں سے بہت کرمہ دوں کہ یہ کھل ھادو کا نہیں تھا۔

سے ملتا ہوں۔ آپ لوگ اگر مجھ سے کچھ پوچھن چاہیں تو بے کہ یہ کی تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے سے دن کے اوقات میں تشریف لائے ہیں۔ میں آپ لوگوں میں اپنی طرح معاملہ کی تھا۔ میری بیٹی ملکی تھی۔ دل بتاؤں گا کہ دنیا میں کی ہو رہا ہے۔ دنیا کے لوگ کیا سمجھتے ہیں؟ دم انہی بھی بند چوکی تھی اور آنکھوں کی پتلیوں میں کوئی حملت نہیں تھی۔ ان حالات میں آخر آپ لوگ اس کھیل کو کیسے ہیں۔

اسی دلیل سے پسے کر میں کھیل نہم ہونے کا اعلان کروں گے اور دروازے کی ٹھٹ بڑھ گی۔ ساتھ ہی میختز کی گواہ ایکھری کے ہمراہ اور کاہ جادو کے جانستے ولے اپنی رائے تماشی تھوڑا بیسیں اپنے ناظرین سے ایجادت پا جوں گا، آج کے پیش کر سکتے ہیں۔

عجیب سی شکل صورت والا آدمی اٹھا، کھیل پیش کریں گے۔ جان ماں گل کی بالوں سے اگر کسی کو کی تھا کہ ابھی وہ اپنی رائے نہیں دے سکتا۔ اس نے کہ تھی اور روحانی تخلیق پرستی ہو تو میں معافی پا جاتا ہوں۔ آئندہ جہاں تک میں نے اندانہ رکھا یا سے، یہ بہتازگار کام (اس کا کوئی کھیل پیش نہیں کریں گے۔

لے کر باہر نکلنے لگے۔ انہوں نے پروفسر راڈ
آواز سنی:

شیطان القاط

"چند تھے، تم کس سوچ میں گم ہو؟"

انہوں نے ٹرک کر دکھا، اسکی وجہ

میں گم ہتے۔ یہ وہ فیسر داؤڈ کی آواز سننے پر ہے۔

”میں سوچ رہا ہوں، یہ کھل کھوں

"جی۔ کی مطلب؟" محمود اور فرزاد ایک ساتھ بے شے۔ لوگ ترکس کے دروازوں سے ہاٹر تکل رہے تھے۔ ہال غانی "ہاں، میں سوچ رہا ہوں، یہ میں آٹھ کیوں دکھایا گیا۔ لیکن دروازوں پر اس قدر رش تھا کہ باہم نہ کتے۔ لوگ اسی کھیل سے کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں؟" مغلب ہودہ تھا۔ ایسے میں یہ لوگ اپنی ایتھر کرسوں پر بتے۔ "بھائی غائب و است کرنا ہے۔ میں میں کی نیکیوں نے مجھے تھے۔

ہے۔ تم نے دیکھا نہیں۔ رنگ میں نوٹوں کی بارش ہو گئی تھی۔
”ماں“ میں تے دیکھا تھا۔ اس کے باوجود میں یہ موجود
”چلو جب شدی، یہاں سے نکل چلو۔ مجھے ایسا محظی ہو رہا ہے۔
آپ کو کیا جووا پر ویرس؟ انکمپنی بیشہ بولے۔

موجود ہوں، آخر ان لوگوں کا مقصد کی ہے؟ اپنے بخشید میں شیطانی سرکس ہو۔ یہ ایک لفظ چاپا کر کا اور پروفسر داؤ نورد سے اپنے شیطانی سرکس پر فیر انہی نام تو کسی نادل کا بھی بو جائے۔ ان کی آنحضرت اور خودت سے چیل گئیں۔ ملتے ہے فاروق نے خوش ہو کر کہ زیکن پھر سنبھالے احوال کو اپنیں اس کا طرح اعلیٰ تھے اور ہم خودت نہ ہو تو دیکھو، محسوس کر کے اس کی مکمل استدھار گئی۔

سب بھی حیران ہوئے بیغز دہ کے —
”آپ یہ کن چاہتے ہیں پر وہ سڑ
یہیں جو کچھ یہی کن چاہتے ہوں، گھم چل کر کوں گا۔ اب ہیں

”سات رنگ سرکس والے شیطان کے پیرہ کارہیں“ پروفیسر داؤد
بُوے اور وہ سب بُونک اٹھے۔

”کی مطلب ہے اپنکم جشید نے کما۔

”یہ لوگ غذا کو نہیں اانتے۔ اس کا اعلان تو انہوں نے
خود کر دیا ہے، لیکن یہ بات یہ پھاگے ہیں، وہ دراصل یہ
ہے کہ یہ شیطان کی پوچھا کرنے والوں میں سے ہیں۔“

”لیکن دنیا میں کچھ دوگ شیطان کے پوچھنے والے بھی ہیں؟“
”نا، اس میں کوئی شک نہیں۔ جب سے یہ دیانتی ہے،

شیطان انسانوں کو سبھتے راستے سے بھکانے پر تما جوابے۔

اللہ تعالیٰ نے بھی اسے کھلی اجازت دے رکھی ہے، کیونکہ اسے تعالیٰ
اسے بتانا پڑتا ہے کہ ناقر ان لوگ ہی تاکام ہوں گے۔ شیطان

سب سے بُرا ناقر ہے۔ وہ دنیا میں ناقر انوں کی تعداد میں
ہے کہ کہنے کی نظر میں رہتا ہے۔ لوگوں کے دونوں سی گم کرنا

اسی کے بُیکن لائق کا کیبل ہے، لیکن صرف ان لوگوں کے دونوں
میں جن کا ایمان کامل نہیں ہوتا، ایسے لوگ اسیے بلکاءے

ہیں آجاتے ہیں، بگولی اس وقت پری دنیا میں شیطان کے چیزیں
بُو جو دیں۔ ان لوگوں کا کہنی یہی ہے کہ دنیا کا کوئی قدما نہیں ہے

انہیں جو کچھ ملتا ہے، اپنی کوششوں سے ملتا ہے۔ جان، بیکل اور
سرکس کے دوسروں لوگ بھی اسی گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ خود

”بہت اچھا، تو پھر آئیے۔“ وہ اٹھ کر ہوئے۔
دوہاڑے سے نکلنے میں انہیں ترقی باہمی مفت تھے۔

غدا کر کے وہ کاروں تک پہنچے اور اپنی کار میں بیٹھے ہوئے
پروفیسر داؤد نے اعلان کرتے ولے اعلان میں کہا:

”آپ لوگ یہرے گھر میں رہتے ہیں، عقیقہ باتیں وہیں
لیکن پروفیسر صاحب،“ تو یہرے گھر میں بھی ہو سکتی

”نہیں جشید، تم نہیں جانتے۔“ پروفیسر داؤد کا تصریح
کہا۔ سب ہمراں سختے کہ پروفیسر کو ہو یہی گی ہے۔

”آج ہے جھوٹا ساق قادر رہا،“ جواہر پروفیسر کی تحریر گارہ
پہنچا۔ پھر سب لوگ ڈرانک روم میں آگئے۔

”بھائی صاحبان،“ آپ لوگ اگر چاہے تیار کریں تو اپنے
بہتر رہتے گا۔ اس وقت ملازمہ کو جگتا کسی طرح بھی مناسب
ہو گا۔ یہ اسلامی اصولوں کے خلاف ہے۔

”جُنک بے بھائی جان، آپ ملکر نہ کریں تے شہزادیگا
اور اٹھ کھڑی ہوئیں۔“ نیکم جشید نے بھی ان کا ساتھ دیا۔

ان کے جانتے کے بعد اپنکم جشید پروفیسر داؤد کی طرف
ہوئے اور پوچھے:

”نا، تو پروفیسر صاحب، اب بتائیے، کیا کتنا چاہتے ہیں
اور اس قدر پر اس امر کیوں بن رہے ہیں؟“ آپ

”بس تو پھر، تم بے قصور ہو۔“

”لیکن پروفیسر صاحب،“ میں یہ بات مانتے پر تیار نہیں ہوں گے

لے، آپ اس بات سے اس عذر مک خوف زدہ ہو گئے تھے۔ مزدور
کوئی اور بات بھی ہے۔“ اپنکم جشید ان کی حرف بغور دیکھنے چاہئے
بُوے۔

”تم بہت چاہاں کو جشید پروفیسر داؤد دیکھے سے مکمل
ہے اُنھے بُوے بُوے۔“

”اپھا بھروسہ میں نہیں بتتا ہوں۔“
یہ کہ کہہ دکھ سے ملکے اور دنہ ہوئے۔ اپنے کو ملتے رہے

لے کہ پروفیسر دکھ سے یکوں چلے گئے ہیں اور کہاں چلے گئے
ہیں۔

”آج تو پروفیسر انکل ہمارے گھان کرتا رہے ہیں۔“ محمد بُو

”ادے باپ دے۔“ فاروق نے بُوکھو کر کا نوں کو ہاتھ
لکایا اور پھر انہیں پری چکر جیمح سلامت پا کر پر سکون ہو گی۔

”یاد،“ اس قدمے پر کی تو نہ اڑایا کرو۔“ اس نے کی۔

”اچھا، اب نہیں دلوں گھر۔“ محمد نے پوچھے خلوص سے کی۔

”اُحضر پروفیسر کماں لگے ہیں۔“ گھان رحمان بے چین بُوکھو
گئے ہوں گے۔“ پروفیسر داؤد نے کہا۔

”پا انکل نہیں۔“ گھان رحمان نے مددی سے کہا۔

”لیکن پروفیسر صاحب،“ میں یہ بات مانتے پر تیار نہیں ہوں گے۔

”آپ اس بات سے اس عذر مک خوف زدہ ہو گئے تھے۔ مزدور
کوئی اور بات بھی ہے۔“ اپنکم جشید ان کی حرف بغور دیکھنے چاہئے
بُوے۔

”تم بہت چاہاں کو جشید پروفیسر داؤد دیکھے سے مکمل
ہے اُنھے بُوے بُوے۔“

”اپھا بھروسہ میں نہیں بتتا ہوں۔“
یہ کہ کہہ دکھ سے ملکے اور دنہ ہوئے۔ اپنے کو ملتے رہے

لے کہ پروفیسر دکھ سے یکوں چلے گئے ہیں اور کہاں چلے گئے
ہیں۔

”آج تو پروفیسر انکل ہمارے گھان کرتا رہے ہیں۔“ محمد بُو

”ادے باپ دے۔“ فاروق نے بُوکھو کر کا نوں کو ہاتھ
لکایا اور پھر انہیں پری چکر جیمح سلامت پا کر پر سکون ہو گی۔

”یاد،“ اس قدمے پر کی تو نہ اڑایا کرو۔“ اس نے کی۔

”اچھا، اب نہیں دلوں گھر۔“ محمد نے پوچھے خلوص سے کی۔

”اُحضر پروفیسر کماں لگے ہیں۔“ گھان رحمان بے چین بُوکھو
گئے ہوں گے۔“ پروفیسر داؤد نے کہا۔

”پا انکل نہیں۔“ گھان رحمان نے مددی سے کہا۔

ہمارے ہلک میں بھی یہ سوچ رکھنے والے بہت بڑی تعداد میں
ہو جو دیں۔ ایسے لوگ بھی نام کے مسلمان ہیں؛ وہ انہوں نے

ٹوہر پر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ کوئی غدا نہیں، نہ ہر سے کے بعد کوئی
حباب کا کتاب ہو گا، پھر کیوں سادی زندگی ایک ایسے ان دیکھنے کا
کی عبادت کی جائے، جس کا کوئی وجود نہیں ہے۔ یہ لوگ بے

دن ہیں۔ ایسے لوگوں سے اسلام کو بہت حظہ ہے۔ جیسیں ایسی
جلسوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔

”لیکن انھیں، آپ سرکس میں خوف زدہ کیوں ہو گئے تھے؟“
محمد نے گھان چوکر کی۔

”اس یہے کہ میں یہ کچھ گی تھا کہ یہ لوگ شیطان کے پھیلے
ہیں۔ اس کے پیروکار ہیں۔ جو کام وہ کرتا ہے، وہی کام انہوں

نے شروع کر رکھا ہے؛ مگر اسی کسی جگہ انہیں کو خوف زدہ ہیں
ہو جانا چاہیے، اگر مجھے پہنچے یہ بات معلوم ہو جاتی تو میں ہرگز
سرکس کا اُنچہ نہ کرتا۔“

”پھر تو میں معافی چاہتے ہوں۔“ گھان رحمان بُوے۔

”معافی کی کی مزدورت ہے۔ اس میں مہماں کوئی قصور نہیں
میرا خیال ہے، آج سے پہنچے ایسے شیخاتی العاذ تو کے ہی نہیں

گئے ہوں گے۔“ پروفیسر داؤد نے کہا۔

”پا انکل نہیں۔“ گھان رحمان نے مددی سے کہا۔

لتمادی سمجھ میں آ جائے گی۔

انہوں نے نعمتوں میں سے دعوت نامے لکھاے اور اہمیت کھول کر دیکھا۔ یہ ایک عدد دلار کی ایک چھوٹی سی ریاست سے آئے تھے۔ دعوت نامے ایک ادارے کی طرف سے تھے۔ اس ادارے کا نام ہرث اینڈ برت سوسائٹی تھا۔ یہ نام پیر پیدائشی اپر بر سیاہ جو دعوت میں پھیپھا ہوا تھا۔ ان عروض کے گرد نیلا خالیہ تھا۔ دلائیں کوئے پر ایک چھوٹی سی چکنگڑ بنی تھی۔ دعوت نامے کی رو سے ادارے نے پروفیسر کو دعوت وی تھی کہ وہ اس سوسائٹی میں پڑھے آئیں۔ انہیں ایک لاکھ روپے امداد تجوہ دی جائے گی۔ اس کے علاوہ ربانش کے لیے عالی شان کو تھی، لہار، مازوں کی ایک فن بھی دی جائے گی اور بھی وہ جس پیز کام طایر کریں گے، انہیں دی جائے گی۔

”میں، انہیں موقع ہی میں مل سکا۔ تم کس کے کھینچنا ہم اس حد تک کھو گے کہ پریشانی کا خیال تک میں آیا۔“
”کیوں نہ ہو، اکابر ہی شیطان کے چیزوں کے کرتب تھے۔“
”تیرے نفاسے میں پھر ہی تائید تھی۔“
”میں خط ایک ہی فرم
اسی وقت پروفیسر واؤد اند داخل ہوئے۔ ان کے باقیہ
بھی ٹاپک میں ہی لکھا تھا۔ دستخط میں کیے گئے تھے۔
”میں نفاسے تھے۔ انہوں نے اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے انہیں
ان دعوت ناموں کو خود سے پڑھنے کے بعد انہوں نے پروفیسر
کو اپنکر جشید کے آگے ٹال دیا اور ہوئے۔“
”جشید، ان دعوت ناموں کو پڑھو۔ میرے خوت کی وہ
اداد کی طرف دیکھا، انہاد ایسا ہی تھا، جیسے کچھ نہ سمجھے ہوں۔“

”اوے۔“ فزانہ پر ہنگی۔

”اوے کس خوشی میں نکلا تمارے منزے سے۔“ غارہ قبول
”اوے صرف خوشی سے ہی نہیں۔ رنج، غم، خوف اور پریش
کے عالم میں بھی نکل سکتا ہے منزے سے ہے محمود نے اس کے
علم میں احتاظ کیا۔

”بہت اچھا اردو والان صاحب۔“ فاروق نے پھٹ کئے بھٹکے
کم اور پھر فزانہ کی طرف مڑا۔ یکن ان فزانہ تو اس کی طرف رکھا
ہی نہیں رہی تھی۔ اس کی نظریں تو اپنکے جشید پر جی ہیں۔

”تیر تو ہے،“ یہ سمجھے اس طرح کیوں گھونٹا جا رہا ہے؟“
”کیا پروفیسر اکل اپ کو سرکس میں اپنی پریشانی کی وہ بتا
پھلے ہیں۔“

”میں، انہیں موقع ہی میں مل سکا۔ تم کس کے کھینچنا

”وہ سے خط میں لکھا تھا کہ آپ نے ہمارے پیٹے دعوت
نامے کا کوئی بجاوں نہیں دیا۔ ہرباتی فرا کر فوڑ بجاوں دی۔“
”ترے نفاسے میں پھر ہی تائید تھی۔“
”میں خط ایک ہی فرم
اسی وقت پروفیسر واؤد اند داخل ہوئے۔ ان کے باقیہ
بھی ٹاپک میں ہی لکھا تھا۔ دستخط میں کیے گئے تھے۔

”میں نفاسے تھے۔ انہوں نے اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے انہیں
ان دعوت ناموں کو خود سے پڑھنے کے بعد انہوں نے پروفیسر
کو اپنکر جشید کے آگے ٹال دیا اور ہوئے۔“
”جشید، ان دعوت ناموں کو پڑھو۔ میرے خوت کی وہ
اداد کی طرف دیکھا، انہاد ایسا ہی تھا، جیسے کچھ نہ سمجھے ہوں۔“

”تو کیا جشید، تم بھی کچھ نہیں سمجھے؟“

”اپنکر جشید نے ہمارا ہو کر ان کی طرف دیکھا۔ اور پھر
ایک نظر ان تینوں پر جشید پر ڈالی۔ اچانک ان کے دماغ میں
ایک جھکا سا ہوا۔“ وہ سرہ بھی لئے ان کے منزے سے نکلا۔

”اوہ۔“

”اور ان کی آنکھیں ہیرت سے بچل گئیں۔ محمود، فاروق اور
فرنانہ اور دوسروں کی ہیرت کا کوئی شکانا نہ رہا، یعنی ان کی ہم
میں خاک بھی نہیں کیا تھا۔“

○

چند لمحے سک گھری غاموشی طاری رہی۔ آٹھ فاروق کی
ان سب کو ہوش دخواں کی دنیا میں سے آتی۔

”یا اہمی، یہ کیا، محرابے؟“ اس نے یہ افلاطونی لکھت کر ادا کیا۔

”میں سمجھ گی پروفیسر صاحب۔“ اپنکر جشید ہوئے۔

”یعنی ایسا جان، ہم بالکل کچھ نہیں سمجھے۔“ محمود بولا۔

”میں جانتا ہوں، تم کچھ نہیں سمجھ سکے ہو، نکر نہ کرو۔“

”اپ مطلب یہ کہ جشید ہزور انہادہ رکا چکا ہے کہ کیا معاملہ ہے؟“
”ہاں تو پروفیسر صاحب، اب جب کہ آپ یہ دعوت نامے سب سامنے سمجھے دکھا پکے ہیں۔ یہ بھی تباہیں کہ کی آپ کی معلوم

بھی طلب ہے۔ یہ ہرث اینڈ برس سوسائٹی شاید ملزومتیں وغیرہ دکا لے لے تو پھر جنیت کی ذمے داری اپ پر ہو گی۔
کی کوئی فرم ہے۔ اس نک میں کسی ادارے نے یا حکومت نے
پروفیسر میرزا ”
آپ کی خدمات حاصل کرنے کا پروگرام بنایا ہوا گا: چنانچہ یہ خط بھی ٹائپ میں تھا اور پیچے کسی کے دستخط تھیں تھے خط
انہوں نے ہرث اینڈ برس سوسائٹی کے ذمے یہ دعوت نامہ بھول کے الفاظ پڑھ کر وہ خاموش رہ گئے وہ لوگوں کی وجہ میں گم ہو گئے۔
اس کے بعد پوچھا خط یا تو دھمل آئیز ہو گا یا اس میں کوئی ایسی ” ۲۰۰۳م آپ نے ان کے دعوت ناموں کا جواب کیوں نہیں دیا۔
تجویز ہو گئی جس نے آپ کو تحریک کر دیا اور سی بات ایسا تھا اس تو جواب دے یہ کہتے ہیں ” خان رحمن نے سوال کیا۔
بھیجے بنتا چاہتے تھے ”
”کیوں انکل ایسی بات ہے ؟ فرزانہ نے بے قرار ہو کر ان سلسلہ دعوت ناموں کے پیچے پروفیسر میرزا ”
”کیا ہے ؟ پروفیسر دادو ہوئے۔
کیا ہے ؟“ پروفیسر میرزا ”
”ہاں جیسا کہ میرزا اخوند تھا، جنیت نے بالکل درست امدادا، تو پھر چھٹا خط پا کر آپ پریشان یکوں ہو گئے ؟“
لگایا ہے۔ یہ چھٹا خط بھی دیکھ لوئے۔ انہوں نے جیب سے ایک ” ۱۰۰۳ میں سے کہ اس میں دھملی موبود ہے۔ اگر اسیں میرزا
اور خط نکال کر دکھایا۔ یہ خط بھی ہرث اینڈ برس سوسائٹی کے دعوت نامہ تھے ہے اور وہ مجھے باقاعدہ ملائم رکھنا چاہتے ہیں،
اپنے دھملی دیتے کہ کیا جوائز ؟ میں ملذمت کروں یا نہ کروں ؟“
”آپ کو اس سے پہلے بھی یعنی چھٹا خط لکھے جا چکے ہیں۔“
”آپ نے ان میں سے ایک کا بھی جواب نہیں دیا ہم نے
جس شخص کو بھی دعوت نامے ارسال کیے اس نے کام کرنا
کہاں وہوت ناموں کی طرف کوئی توجہ نہیں دی تھی، لیکن اس خط
منظور ہے۔ لوگ جھڑاڑھڑ آ رہے ہیں اور خوب دولت کیا
رہے ہیں۔ ایک آپ ہیں کرشم سے میں نک میں ہوئے۔“
”پھر کوئی بات نہیں۔ آپ گھبرائیں نہیں۔ میں دیکھوں گا کہ
یہ ہمارا آخری خط ہو گا۔ اگر آپ نے اس کا بھی جواب نہ

وہ کہتے ہیں ” انسپکٹر جنیت ہوئے۔

” ارسے ” فرزانہ کے منزہ سے اچانک نکلا۔ اس کی آنکھ اور پھر ان کے منزہ سے اوفہ محلی یا تھا۔ پروفیسر دادو کہتے
ہیرت سے پہلی لگنے۔

” پھر آگئی ارسے ” فاروق تے منہ بنیا۔ ” ۱۰۰۳ کام طلب ہے، ان تینوں خطوط کا کوئی نہ کوئی تھقہ اس
” اب کیا ہوا ؟“ خان رحمن ہوئے۔ ” کس سے مزدہ ہے ؟“ فرزانہ نے کھوئے کھوئے امداد میں کہا۔ اور
” جھرت ائینز۔ انتائی جھرت ائینز۔ ہم سب سرکس نے پالاں خط اپنی طرف گھیٹ ہے۔ دوسرے ہی تھے سب ان خطوط
تھے کہ اچانک پروفیسر انکل وہاں خوت تدہ ہو گئے۔ جیب کا بیک گئے اور بندہ اسیں پڑھنے اور دیکھنے لگے۔ پروفیسر دادو
بیٹھے تقریباً تین گھنٹے گزر گئے تھے۔ ۲۰۰۴ یا ۲۰۰۵ تھوڑا توڑ زد کہ اپنے انسپکٹر جنیت شروع امداد میں مکارنے لگے۔
” ہو گئے تھے اور وہاں سے ہم سب کو سہتے اپنے گھر کیا۔“ پہلی میں ہر لمحے احتاذ ہوتا جا رہا تھا۔
” واقعی ” یہ بات تو رہ ہی گئی۔ ہماری عقول پرست
پتھر پڑ گئے ” محو نے بھلاک کر کہا۔

” اور پھر بھی پرانے زمانے کے ” فرزانہ مسکراتی، پھر
داکو سے بولی ” ” آپ نے بے یا نہیں انکل ”
” میں کی بتاؤں، اپنے ایجاد سے کیوں نہیں پوچھتیں ہو۔
بات سمجھ لگئے ہیں۔ یہ تم بھول گئیں، ان دعوت ناموں کے
لینے کے بعد جب جنیت نے میرزا طرف پکھا تو سمجھنے کے اخدا
دیکھا تھا تو میں نے ان سے کہا تھا، تو کیا جنیت تم بھی
نہیں سمجھے۔ میرزا یہ بات سن کر انہوں نے مجھے ہمراں ہو کر کہا

”بے نیتھر نکلا اب تم نے“ ”حمد پھاڑ کئے والے بھیں پول۔
ان حالات میں اس سے اچھا نتیجہ اور نکاح بھی کی جاسکتے
ہے۔ فاروق شریف انداز میں مسکرا۔
”فرزاد، کم از کم بھے تم سے ایسی اہم نہیں تھی؛ اپنے جشید
کی آواز ان کے کافون سے مگوان۔
”تو پھر آپ کو اس سے کسی اہم تھی دیا جان؟“ فاروق حیران

سیاہ چمکا در

جون جون وہ ان خطوط کو پڑھتے اور توڑے دیکھتے گے ہو کر بول۔
کی ابھی پڑھی چل گئی۔ ایکھن اس سے تھی کہ آخر ان ظاہری جشید ان کا بھی کیا قصور۔ سمجھی وگ سرکس کے لکھیوں
میں اور سرکس میں کیا تعلق ہے۔ اسی عالم میں کمی منت ہے۔ اسی قدر جو گئے تھے کہ وہ بات نوٹ نہیں کر کے، جو میں
یکن وہ کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکے۔
”ابا جان، آخر میں ایک نتیجے پر پہنچنے میں کامیاب ہوئے باتیں یاد آگئی۔ خاص طور پر آخری کھلی میں تو دو گون کی محنت
ہوں؛“ اچالنک فاروق نے سر اور اخata ہوئے گا۔ اتنا کوہنگی تھی، پھر بھلا یہ بے پارے کس طرح وہ چڑیاں
میں تو سمجھا تھا، شاید تم سب کو سائب سونگھ گیا ہے۔ اپنے جنہیں اپنے جنہیں کیا کیا۔
خوش ہو کر بولے۔

”تم اور فرزانہ اسے تیز نظر میں سے گھوڑنے لگے۔
”چلو پھر بتاؤ، تم نے کیا نتیجہ نکلا ہے؟“
”میں ذرا ایک فون کروں۔“ اپنے جشیدنے کا اور فون
یہ کہ آج ہم سب کی عقلیں گھاس پھرنے چلی ہیں؛ پرکس کے نہر لگتے ہیں۔ سند قداہی میں لیا۔ انہوں نے
لا جائیں اور بسیور رکھ دیا۔ دو صل انہوں نے پروفیسر اودھی

بھر بگاہ کے گرد سادہ لباس ملے مقرر کئے کی بدلیات دی بھر بول، بھر بکھر کی خیر اہم نہ سمجھی کرو۔ بعض اوقات یہی معمول بھر بھین
کی تھا۔ ایک بھائی اس کے بھر بھی اسی کیس کو حل کرنے میں مدد دے دیتی ہیں اور اگر ان کی
کوئی گلے۔ پروفیسر داؤ پریشان ہو کر بولے۔ اوت توہم تھی جاتے توہی جیسی جسیدگی پڑھ جاتی ہے۔ پروفیسر جس
”هزاری نہیں، میں تے یہ اقدم احتیاط کے طور پر کب اپارٹمنٹ پلے چکے ہیں۔“ یہ ان کی ذات ہے کہ انہوں نے
”اب تم یہ کہنے کا ارادہ رکھتے ہو؟“ ان خطوط کو بغور پڑھا اور دیکھا، لہذا سرکس دیکھنے کے دوام
”بم صحیح ہوئے سرکس کے میسرخ سے ملاقات کریں گے، انہوں نے ایک خاص چیز کو دیکھ کر شاید پریشانی محسوس کی۔
جان ماڈل سے بھی میں گے، پھر پورے سرکس کا دیکھ کر، ”مری خاتون میں نے چونکہ ان خطوط کو پہنچنے ہیں دیکھتا، یہیں کہیں
گے۔ اگر مجھے وہ چیز دوسروں کے کہروں پر بھی نظر آئی تو وہ اسے ”میں اور کام پوری طرح لکھ رکھے تھے۔“ اس سے میں
ماں کیل کے کہروں پر نظر آئی تھی، تو اس کا مطلب یہ بھاگافت میں بھر بکھر کی توہن کی جو ان خطوط کو دیکھنے کے بعد یہی
واقعی آپ کے سر پر ہے۔ اس صورت میں میں حتیت کی جو اس طرح سے تعلق رکھتا ہے۔ یعنی میں نے یہ جان یا کہ اس سرکس کے کم از کم
حقائقی اتفاقات کرنے پر مجبور ہو جاؤ گا اور ممکن ہو تو ہم کہیں توہن کا تعلق ان خطوط سے مزدہ ہے۔
کا یوریا بستر بندھوں کی طرف سے نکلا دوں گا؛ ورنہ ہرمت کیا؟ ”میں بھگ گئی ابا جان، آپ ہمیں کچھ نہیں بتائیں گے۔ آپ
جان ماڈل سے میں پریشان ہوئے کہ ہزوڑت میں ہو گئی۔ اپنے بھتی بیکھر کی ہم آپ کے ساتھ سات رنگ سرکس میں جائیں
جشید کہتے چلے گئے۔

”کی آپ ہمیں بالکل کچھ نہیں بتائیں گے۔“
”میں،“ سیرا خیال ہے۔ تم تینوں نے اپنی سرخ ہنگوں کا ”یا۔“ یہ اندازہ میٹھا ٹھیک سے ہے۔
رکھنا چھوڑ دیا ہے۔ تم یہی بدلیات کو لکھوں گے ہو۔ یہ میں ”فرزاد یو ٹھری“ سادے اندازے تو غلط نہیں ہو سکتے اس کے۔
تم سے نہیں کہ رکھا کہ ہر چیز کا بغور جائز، سا کرو۔ یہی، بھاگ نے میں بھیں کر کیں۔
بھر بکھر کو اپنی طرح دیکھا بھالا کریں۔ چھوٹی سے چھوٹی اور جھوٹی۔ تو تم کہوں بچہ جا رہے ہو۔“ فرزاد ہنسی۔

سب ا manusے مرے سے غلط ہوں اور وہ توکی پر و فیر صاحب کو
پھر بھی نہ کہیں۔ وہ بولے۔

" تو پھر ہم رات کو بیہیں کیوں نہ سُم جائیں، تاکہ پر و فیر
خان رہا۔

" مل ہر طرف بے نکار ہو جائیں۔ " فراز نے بچہ پر وہیں کی۔

" ماں یہ بھیک رہے گا۔ " پر و فیر خوش ہو کر بولے۔

" خیر یونہی سی۔ "

خان رہا اور ان کے بیوی بچن نے بھی بات دیں
گزارنے کا فضلہ کیا۔ بچوں نے اس فضلے پر خوب ہی تو شی کا
انکل کیا۔ پھر فضلہ یہ بھا کے پیچے دیکھ کر رہے ہیں رات کوئیں کے
اور بڑے دوسرے کم ویں میں۔ کوئی اور تجربہ لگا کے تمام
دروازے اندر سے بند کریے گئے۔ اس وقت تک سادہ بس
ولے بچن پکے تھے۔ اپنکی بخشیدنے انہیں چند بذایت دیں اور
اپنے کمرے میں آگئے۔

یہیں ان کی امیدوں کے خلاف رات کا باقی حصہ ہاں تک
شہر سے گزرا۔ صبح تاشٹے کے بعد وہ صرکس کی طرف روانہ
ہو گئے۔ کوئی اور تجربہ لگا۔ تک سادہ بس والوں کی زرخواری
ہیں۔ اس کے باوجود اپنکی بخشیدنے کی بذایت کے مطابق پر و فیر
داد دار شاستر نے خود کو ایک کمرے میں بند کر دیا۔ یہ کرہ
بہت محفوظ تھا۔

" جلت ہے میرا بوکا۔ " فاروق نے اس کی نعل اتاری
سکرانے لگے۔

" بھی بخشید، صرکس کے معائنے میں مجھے بھی شریک کر
خان رہا۔

" جب کہ میں معافی پاہوں کا، کیونکہ میں ان دونوں ہیں
م Schroedt ہوں تے پر و فیر بولے۔

" بھیک ہے، ہیں کوئی اعزاز نہیں۔ "

" ایسا معلوم ہوتا ہے، جیسے سات رہاں صرکس ہیں لیک
کیس دیتے والی ہے۔ " محمود نے کہ اور سب سکرانے دیے۔

" یہی بات مجھے پرینگ کر رہی ہے؟ اپنکی بخشیدنے اے
جی کی مطلب۔ آپ اور کیس ملنے کے خیال ہے یہیں ہو جائیں۔

بات پکھ عجیب سی ہے۔

" یہ بات نہیں۔ پر و فیر فیضی اس بات کی سے کہ کیس اے
کیس میں پر و فیر صاحب نہ ایک جائیں، کیونکہ تماہ ڈنیا میں

دور دوازے کے چھٹے سے تک تک جا پہنچتا ہے۔ وہ ملک
غیر جانبدار تک ہے۔ اس سے ہماری کوئی دشمنی نہیں ہے۔

" کی آپ یہ خیال کر رہے ہیں کہ ہیں اس تک کہ اپنے
اختیار کرنا پڑے گا۔ "

" بمال شاید، میں کا امکان ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کہا

دیکھنے لگے۔

دو صل وہ بہت صبح ہیرے آگے تھے۔ شاید وہ

سونج بھی نہیں سکتے تھے کہ کوئی دس وقت ملنے آجائے گا۔

اس نے انہیں صبرت بھری نکلوں سے بچا اور بولے:
" آپ کا تعقل پولیں سے ہے؟ "

" بھی ماں، ہم وردی میں نہیں ہیں۔ کیے تو ان کا کوئی دکھ
دولی۔ "

" بھی مال، ضرور۔ اس نے کی۔

انہوں نے اپنا کارڈ مکال کر دکھا گا۔ اس نے کارڈ پڑھا
اور پھر بولا:

" میرا تام ایلن پو ہے۔ میں میخچ مٹر سکٹ کا ہائے پو ہوں؟

اس نے تعداد کرایا اور مصائب کے ناقہ بڑھایا۔ اپنکی بخشیدنے
اس سے ناقہ ملایا اور پھر اس کے پیچے اندر داخل ہوئے۔

انہیں ہر طرف نیچے ہی نیچے نکل آرہے تھے۔ ایک طرف صرکس کے
لا اور بھی کھڑے نکل آئے۔ ان میں ناٹھی بھی تھے۔

پھر جو کے درہیاں سے چلتے ہوئے ایلن پو، ہنڑا ایک نیچے
رہنے والی بھی، انہیں اس نے یاہر بھی سُم لے کا اشنازی کیا تھا۔

پھر بارہ مکال اور انہیں بھی اندر داخل ہونے کا انتباہ پا۔
انہوں نے دیکھا، اندر ایک بہت سوئے جسم کا آدمی بیٹھا تھا۔

اس کی انہیوں میں نیزند بھری بھی۔ جسم پر ابھی سک رات کا
باس تھا۔ اس نے بیٹھے بیٹھے ان سے ناقہ ملایا اور بولہ:

" بچھے صبرت بے جواب، اس قدر صبح سویرے آپ نے میں

صرکس کے لیے ایک بہت بڑا میدان یا گی تھا۔ کڑی کے
دروازے تک گائے گئے تھے اور خاردار تاروں سے چار، دیواری بناں

گئی تھی۔ بڑیے دروازے پر انہیں دو چوکیدار نظر آتے۔ وہ کاروں
سے اُتر کر دروازے کی ٹفت پڑھتے تو پوکیار چونکہ کہ انہیں

دیکھنے لگے۔ دراصل وہ بہت صبح ہیرے آگے تھے۔ شاید وہ

سونج بھی نہیں سکتے تھے کہ کوئی دس وقت ملنے آجائے گا۔

" کی بات ہے جناب؟ "

" ایک میخچ صاحب سے مل ہے۔ "

" یہاں وہ تو ابھی سورہ ہے ہیں۔ " ایک چوکیدار نظر آتے۔

" کوئی بات نہیں، انہیں جگا دو۔ ان سے کو۔ پولیں کے

پکھ آدمی طاقت کرنا چاہتے ہیں۔ "

" پولیں۔ " دو چوکیداروں کے مت سے ملھا۔

" ماں۔ "

" اپنی بات ہے، میں ان کے استشٹ کو خبر کرتا ہوں۔ "

" بھیک ہے، اپنکی بخشید بولے۔ "

" ان میں سے ایک چوکیدار اندر چلا گی، وہ صرا دروازے پر

ہی کھڑا رہے گا۔ انہیں بھی دروازے پر کھٹے رہتا پڑا۔ قریباً

پانچ منٹ بعد پہ چوکیدار آئا۔ اس کے ساتھ ایک بے قد

کا ایک آدمی بھی تھا۔ یہ بھی غیر ملکی تھا۔ نزدیک آئے ہے

رات والا کھل باتھ کی مفہوم تھا یا پہنچنا فرم کا کیاں۔
”دیکھیے جناب، میں آپ کی تمام یادوں کے جواب تو میں
سلت ہوں اور آپ کی دوسری ہدایات پر عمل بھی کر سکتا ہوں، میں
یہ راز نہیں بتا سکتا۔“

”کیوں؟“ اپنے جو شدید نے ناخوش گوار بیجے میں کہا۔

”اس سے یہ کہ یہ ایک کاموں پاری راز ہے۔ اگر ہم یہ راز
دوسروں کو بتانا شروع کر دیں تو پھر ہماری سرکس کی معمولیت کس
لئے روکنی ہے۔ دوسری سرکسوں والے بھی اس قسم کے کھل
دکھاتے نہ آتی گے۔“

”یہ سرا و عده ہے کہ یہ نا راز دوسروں تک نہیں جاتے گا۔“

”بھی افسوس ہے۔ میں اس بارے میں آپ کو کچھ نہیں بتا
سکتا۔“ اس نے کندھے اپکائے۔

”غیر آپ کی مری۔ پس میں جان ماں کیل سے ملنا پڑنے کر دیجہ۔“

”متعاف کیجیے گا جناب، ہم چب بھی کسی حلک میں جاتے ہیں
اپنے یہ ایک دلیل کا بنو دست کر رکھتے ہیں، یکونکہ ہر حلک کا پرانا
پرانا قانون ہوتا ہے اور ہمیں کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ اس حلک میں
چبکے حقوق کیا ہیں یا ہم پر کی کچھ قسمے داریاں عالیہ ہوتی ہیں۔“

”یہ ٹھیک ہے، یہنکہ اس کے پاؤں دینہ میں اپنا اعلیٰ نام
ہوں۔ جان ماں کیل سے خود بھی ملنا پاہتا ہوں۔ اس پرے سرکس
معاشرہ کرنا چاہتا ہوں۔ اور سب سے اہم بات یہ کہ مجھے بتائی
جاؤ۔“

سماں آتے کی زحمت کیوں کی۔“

”آپ کے کل کے پروگرام میں نے بھی دیکھے ہیں۔ آپ نے
جان ماں کیل کے بارے میں کی فیصلہ کیا ہے۔ میں اپنے حلک کو ر
نہیں پر ایسے لوگوں کا درجہ حاصل کرتا ہوں، یوں ہمارے مدھب
کا مذاق نہیں، ان کا مدھب پچھے بھی ہو، مجھے اس سے غرض نہیں
وہ اپنے طریقوں کے مطابق زندگی گزادرتے رہیں میں ان کی طرف ہوں
اٹھا کر بھی نہیں دیکھوں گا۔ یہنکہ گواہ کر دیتے والے پرے گیلانے کے
اجاہات ہرگز نہیں دی جا سکتی۔“ میں جانتا ہوں دیسرے حلک میں
نگرور خیالات اور گھبڑا یاداں کے لوگ ہے تھا تھا میں، ان میں یہ کہ
بڑی تعداد بہت زیادہ تکمیل یافتہ لوگوں کی بھی ہے اور کچھ تعداد
غربوں کی بھی۔ بو غربت کی دیر سے ایسے لوگوں کی باقتوں میں ا
سلکتے ہیں، مہذا میں رات بھر پریشان رہے۔ اسی سے صبح سویرے
یہاں آگیا۔ آپ اپنا فیصلہ تائیے۔“ یہاں حلک کہ کر پڑھنے پڑھنے
خاہوش ہو گئے۔

”میں بھرے مجھے میں ہی جان ماں کیل پر پابندی لگ پکا ہوں
مشترکاٹ نے پر سلوک آزاد میں کہا۔“

”یہ ٹھیک ہے، یہنکہ اس کے پاؤں دینہ میں اپنا اعلیٰ نام
ہوں۔ جان ماں کیل سے خود بھی ملنا پاہتا ہوں۔ اس پرے سرکس
معاشرہ کر سکتا ہوں یا نہیں۔“ انہوں نے ڈاپر والی سے کہا۔

”میں کہا۔ محمود، فاروق، فرنانہ اور خان رنجان نے بھی چونکہ کر ان
کا طافت دیکھا۔ شکو ہی بیاست بھی ہیں کی ایک کپنی ہرثاں یہ
بہت کو سائی نے پیر و فیسر وادو کو چار خطوط لکھتے ہے اور یہ دھمکی
نما دعوت دی جائی کہ وہ ان کے لیے اپنی خدمات وقت کر دیں۔“

”آپ یہ معلومات کے بالکل میں پریشان نہ ہوں۔ مجھے تو
بھی معلوم ہے کہ اس سرکس کے تمام لوگ بھی شکو کے ہی ہیں۔
یہ ٹھیک ہے نا۔“

”ٹھاں، یہ ٹھیک ہے۔ شاید آپ نے دفتر فاروج میں ہمارے
کاغذات دیکھے ہیں جا کر۔“ اس نے اپنی گھوڑتے ہوئے کہ۔

”ایسی کوئی بات نہیں۔ بعض انسانے میں بڑی آسانی
سے لگا یا کرتا ہوں۔ ہر بانی فر، کر آپ اپنے دلیل کو فون کریں؟“

مشترکاٹ تھیسے میں رکھے فون پر دلیل کے نمبر ڈائل کر کے
لگا۔ شاید اپنی عارضی طور پر فون لگا دیا گی تھا۔ دوہنٹ کی
کوشش کے بعد کہیں چاکر سلسہ ملا۔ مشترکاٹ دلیل سے لگفت گو
کرنے لگا۔ آخر اس نے ریسیور رکھتے ہوئے کہ۔

”دلیل صاحب آرہے ہیں۔ انہوں نے ہماریت کی بے کوچب
ملک، نہ بیخ جائیں۔ آپ کو معاشرہ نہ کرنے دیا جائے۔“

”ٹھیک ہے، پھر یہ سرکس ایک عریقی فرم کی جیشیت رکھتے ہے
انہی سے میں آپ کے دلیل کو معلوم کیے بیخز کوئی قدم نہیں اٹھائیں۔“

سرکس کا معاشرہ کرنے کا حق رکھتے ہیں اور یہ کہ مجھے آپ کو سرکس
دکھانے کے علاوہ ہاتھی باقی بھی بتانی ہا بیسیں یا نہیں۔ اس پر
میں چھارا دلیل ہی میں کچھ بتا سکتا ہے：“

”ٹھیک ہے۔ آپ اپنے دلیل کو فون کر کے جائیں۔“
وہ اپنے گھم میں ہی ہو گا اور اگر وہ نہ آئے تو اسے میڑا
بتا دیں۔ شاید وہ آپ کو فون پرہی بتا سکے گا کہ میں سرکس
معاشرہ کر سکتا ہوں یا نہیں۔“ انہوں نے ڈاپر والی سے کہا۔

”کیا یہ بہتر نہیں ہو گا جناب کہ آپ معاشرے کا وقت شام
کو طے کریں۔“ مشترکاٹ نے نرم آواز میں کہا۔

”ہرگز نہیں، اگر میں نے جان ماں کیل کی زبان سے اپنے نہیں
کے بالکل انت اظفاظ نہ سُنے ہوئے تو میں بھی سرکس کے معاشرے
کی ضرورت نہ سمجھتا۔ یہنکہ ان حالات میں میں فونی معاشرہ کر دیا
گا اور جان ماں کیل سے ملاقات بھی۔“ ویسے مشترکاٹ، اس پرے
کا ہلک کون ہے اور کیا وہ بھی یہیں موجود ہے۔“

”بھی نہیں۔ وہ سرکس کے ساتھ نہیں رہتے۔ ان ۷۷
راہبر ڈین ہے، وہ اپنے گھم پری رہتے ہیں۔“

”اوہ یہی ان کا گھر ریاست شکو میں ہے۔“ اپنے جو شدید پیغام
ہوتے ہے میں بولے۔

”آپ کو کیسے معلوم ہوا؟“ مشترکاٹ نے جرحت بھرے
انہی سے میں آپ کے دلیل کو معلوم کیے بیخز کوئی قدم نہیں اٹھائیں۔“

کے۔ معاملہ اگر ملکی فرم کا ہوتا تو اس وقت تک میں معاف نہ شروع کر سے باتھ طایا اور بوئے۔ آپ سرکس کا معاف نہ کس لیے کرتا چاہتے ہیں؟

” ذات کے پروگرام میں خدا سے انکار کا پروگرام ڈیا گیا ہے۔“ خدا چانے میں کیا دیکھنا چاہتا ہوں۔“ وہ پڑھتے، مسلمانوں کی دیکھنا چاہتا ہوں، یہاں اس کشم کا نہ پہنچ، اشتہار و عزہ تو ہو جو دن کا ایک پوچھیں یہاں نظریہ پھیلاتے کے لامہ ہے۔ سیکھیں تو وقت اپنے جشید کو کوئی خال آیا۔ انہوں نے مسلمانوں سے کہا:

” یہی سمجھ لیں۔“ ”آخر آپ دیکھ کیا چاہتے ہیں؟“

” خود کیجیے۔“ وہ بولا۔ اُنہوں نے پسند تو ہمود، فاروق اور فراز نام کے مسلمانوں میں فتنے کی حفاظت کروں۔ یہ خال کیے بیز کہ ان لوگوں کا تذہب کیے اور یہ اطلاع دی کہ یا تو تینوں آج نہیں آںکھیں گے اور اگر ایسے دین کیا ہے، ان کے خواست کیا ہیں؟“

آپ کا خال بالکل ٹھیک ہے۔ اپنے جذبہ سکرے۔“ آپ کے بعد انہوں نے اکرم کے نام پر دیکھ کیجیے۔

” تو پھر آپ کو تلاشی سے پسے تلاشی کے دار دکھائیں۔“ اکرم، میں اس وقت سات رنگ سرکس میں موجود ہوں۔ اداپنی اور اپنے ساقیوں کی تلاشی دنیا ہو گی۔“

” وارثت تو یہ پاس نہیں ہیں، لیکن میں وارثت کے بیز“ جی بہت بہتر۔ میں سمجھ گی۔“ دوسرا طرف سے دلی آواز تلاشی لینے کا حق رکھتا ہوں۔“ وہ بولے۔

” میں کہا گیا اور انہوں نے رسیور رکھ دیا۔“ اپنا، وہ کیسے؟ وہیں نے مذاق اڑک دلے لیجے میں کہا۔

” ان الطاڑ کا مطلب یہ تھا کہ سرکس کی نگرانی شروع کر دی جائے۔“ اس طرح — یہ کہ کہ انہوں نے اپنا شخصی اجازت نام آخر خدا کر کے دیکھیا۔ انہیں اپنے جشید کے سامنے کر دیا۔ دیکھنے سے یہ میرت بھری تقدیم سے

دیکھا اور بولا:

” ٹھیک ہے جناب، آپ بے شک تلاشی لے سکتے ہیں۔“ اُنہوں نے بھی میں بولا:

” دیکھنے کا۔“ ” فرمائے جناب، میں آپ کے کن سوالات کے جوابات دوں۔“

” میکن پسے آپ ہماری تلاشی توے لیں۔“ اپنے جشید

” ہاس کی ضرورت نہیں۔ صدد حملت کسی معمولی آدمی کے لئے اور اس بسا میں ایک مشترک کی پیغمروں پر وہ حقی اور اس پیغمبر پر دیکھنے دے سکتے؟“

” نہیں۔“ ” خود، فاروق اور فراز نام کی نظر میں جم کر دہ گیں۔ آن واحد میں

” سرکس کا ایک بیک یہوں بدل گیا۔“ دیکھنے اپنی سوتھی بیکوں ہو گئے تھے اور یہ بات بھی ان کی سمجھیں ہیں؛ آنکھی کہ ان

” بیانی اور یہ کہتے ہوئے بھئے سے نکل گیا۔“

” آپ ان کی ہر پڑاٹ پر حمل کرنے پر مجبور ہیں۔“ اب انہیں معلوم ہو گی تھا۔

” کے بلنے کے بعد مسلمانوں پر دائیں طرف جیب کے ادپر ایک جان نایکل کے پیڑوں پر دیکھیں طرف جیب کے ادپر ایک

” اس کا مطلب ہے۔ پسے میں جان نایکل کو میں بلاؤں سیاہ پچھاڑ بھی سمجھیں۔“

” جی ہاں۔“ انہوں نے کہا۔

” پانچ منٹ بعد جان نایکل بھئے میں داخل ہوا۔“ اسے

” چھرے پر قدرے جنگلہٹ کے آثار تھے۔“

” یہ کی وقت بے ملاقات کا۔“ اس کا حامیہ سرکس

” کی طرف تھا۔“

” اپنے جشید کو سی و قوت مناسب معلوم کو اتنا ہے من۔“

"صرف ایک شریں۔ ہر ملک کے سب سے بڑے شریں
وں کھل پیش کرتا ہوں۔"

"اور وہ اتفاق بھی کہتے ہیں، 'جو رات کے ساتھ
بھی نہیں'، نہ جانے کل مجھے اچانک کیا ہو گی تھا۔ کسی مسلم
ملک میں میں نے یہ اتفاق کرنے کی کوشش نہیں کی۔ غیر مسلم ملک
میں بھی احتیاط کرتا ہوں۔ لات شاید میراداع اپنی بلگ سے ہوں
لیا تھا۔ اس نے پرستکون آوازیں جواب دیا۔"

فرزادہ کا سوال

ان کے ذہن پر کچھ اُبھر سے گئے۔ "وہی باتیں جو سکنی ہیں
یا تو جان مائیکل کا تعلق ہرث اینڈ بروٹ سوسائٹی سے ہے یا:
ہے؟ انہوں نے اچانک سوال کی۔

چھکاڈ صرف ایک اتفاق ہے، میکن اگر یہ ایک اتفاق تھا، اُن
محفوظ، فاروق اور فرزاد کی نظریں اس سے متعلق ہیں۔
بہت سچت ایک اتفاق تھا، میکن خاہ ہے، اس وقت وہ سوچتا
بالدربر بھی فرق نہیں تھا، میکن خاہ ہے، جان مائیکل، بلکہ مشرک سکاٹ
سمندر میں غلط نہیں لگا سکتے تھے۔ جان مائیکل ان کے سات
مووجود تھا اور چہرے پر سوالیہ نشان سجائے ان کی طرف بفر
سک رہا تھا۔ آخر اپنکر جشید بولے:
"رات جو آپ نے پرستگرام پیش کی، کیا ہر ملک میں پڑیں
کہتے ہیں؟"

"بھی نہ۔ میکن یہ پرستگرام ہر ملک میں صرف ایک بارہ بیان
کیا جاتا ہے۔ اس نے کہا۔

"ہر ملک کے ہر شریں یا صرف ایک شریں، انہوں نے پڑا۔"

"جی ہاں، اُن دونوں ہمیں سرگس کے بیٹے کچھ اچھے فن کاروں
کی ضرورت نہیں، کیوں کہ ہمارے چند بوارے طالب علم فوت ہو گئے
ہے۔ اس سے ہم نے ہرث اینڈ بروٹ سوسائٹی کی خدمات حاصل
کرنے تباہ۔

"اُن تینوں کو خوبی طور پر بیان جوایا تھا۔"

"جی بہتر۔ مشرک سکاٹ نے کما اور اپنے نائب ایمن پوک
کو اشارہ کیا۔ وہ تینھے سے ملک گیا۔

"یہیں تینوں نے رات کوئی کھل پیش کیا تھا؟"

"کیا ان تینوں نے کہ مشرک جان مائیکل اپنے پکروں پر سیاہ چھکاڈ کی
بنوائے ہیں؟"

"اوہ، آپ خلط بھے؟ جان مائیکل قوڑا بولا۔

"کیا مطلب؟"

"یہ یہ چھکاڈ اپنے پکروں پر بناتا تھا، بلکہ یہ مجھے نہ
بناتی ہرث اینڈ بروٹ سے میں تھیں۔ وہ ہر اس آدمی کو جسے بھو
پڑھتے تھے ڈالی، ٹام اور بلگو، بذردا غل پوئے، ڈالی
وہ ملazمت دولتے ہیں، ایسی بہت سی چھکاڈیں دیتے ہیں۔ اُنہیں سالی کی یوں صحت مند ہو گئی تھی۔ ٹام، ایک فوجان
وہ انہیں اپنے پکروں پر سفا دی کریں۔ اس طرح انہیں بہت اُنل سما اور بلگو اور ڈھرڈھر۔ ان تینوں کی انہیں تسلی تھیں۔
شہر ملتی ہے۔ لوگ بھی ان کے احسان کا خیال کرتے ہوئے انہیں تے دیکھا۔ ان تینوں کے پکروں پر بھی چھکاڈیں گلی ہوئی
چھکاڈیں لگائیے ہیں۔"

"اوہ، تو یہ بات ہے۔ اپنکر جشید نے پوچھے ہوئے اُنہاں مائیکل اسیں بتا چکا تھا۔

میں کہا۔ پھر وہ مشرک سکاٹ کی طرف مڑے:

"بہت بہتر۔ مشرک ایمن پو آپ کو پوری سرگس دکھاویں گے۔"

"ان فن کاروں کے نام بتائیے جو مشرک جان مائیکل کے۔"

مگویا تینیں خود بھی معلوم نہیں کہ تمہارا سوال کس مخاطب سے
ناجواب تھا۔ انہوں نے خوش بُر کر لیا۔

”بھی تینیں تو۔ میں نے تو یونہی ایک سوال پوچھ دیا تھا۔
اور مجھے اچھا لگا ہی یہ بات یاد آگئی تھی کہ مل کر تو ہم میزبان
کی بھائی ہوئی آواز سن رہے تھے، اس وقت یہ اتنی بار ایک
لہوں ہو گئی۔ بس یہ خیال آتے ہی میں نے سوال پوچھ دیا ہے فرزانہ
نے دضاحت کی۔

”اس کے باوجود میں یہی کہوں گا کہ تمہارا سوال بہت دبجو
تھا۔“ وہ پرستود مسکرا رہے تھے۔

”لویار فاروق، اس شیطان کی غار کے تو سوالات بھی لا جاؤ
ہوئے گے۔“ محمود نے بڑا سامنہ بنا کر لیا۔

”تو اس میں کچھ نہیں کی کیا صورت ہے؟“ فاروق بڑھا دیا۔
”آخر کس طرح آتا جاں، میں تو کچھ نہیں سکی کہ سوال ہ
کتاب تھا یا غیر لا جواب۔“ فرزانہ کے لیے میں وہ تک بلکہ حیرت
تھی۔

”بھی، عذر کرو۔ سمجھ جاؤ گی۔ محمود، فاروق یہ تم اس
سوال کا جواب دے سکتے ہو، کہ فرزانہ کا سوال کس طرح لا جواب
تھا؟“ اپنے جشید ان کی طرف تھے۔
”بھلا ابا جان، ہم کس طرح بتا سکتے ہیں۔ سوال کرنے والی
نہیں کہتے۔

”میری موجودگی مزدی تو نہیں۔“

”بھی تینیں“ اپنے جشید بولے اور اٹھ کر نہیں کہ
کی طرف ہی تھے کہ فرزانہ بول پڑی۔
”ایک منٹ آتا جائے۔“

وہ اس کی تہذیش کر چکا۔ اٹھے اور مرکر اس کی
دیکھنے لگے۔ فرزانہ دھیرے سے مسلسل آئی اور پھر بولی:

”مشترک است، مل کر میں تو آپ کی آواز بہت منی اور
بھراں ہوئی تھی۔ اس وقت آپ بہت بار ایک تک
باقی کر دے گیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟“

”آواز کو پر اسرار بنا کر پیش کرتا ہوں، تاکہ لوگوں پر
کا زیادہ سے زیادہ اثر ہو۔“ اس نے کہا۔

”بھت بہت شکریہ۔“ فرزانہ بولی اور اپنے جشید مسلسل
ہوتے نہیں سے باہر نکلے۔ درمرے ان کے پیچے ملے ان
ایں پوچھی تھے۔ باہر نکلے ہی اپنے جشید نے ولی آواز میں اس
میں لما۔ اس سے پیٹھے وہ نیچے کے اندر انکریزی میں لگتے
رہے تھے، یکونکہ مرکس کے دلگ اردو زبان آسانی سے بول اس
نہیں کہتے۔

”فرزانہ، تمہارا سوال لا جواب تھا۔“
”ویسا مطلب چیز فرزانہ پوچھ دیتی۔“

”اُن لوں کا، کیوں کہ انسان اشرفت المخلوقات ہیں؟“ وہ سارے
وہ انہیں ایک ایک خیر دھکتا پھر۔ یہی نہیں میں انہیں
یاں بڑھا فن کا رنگ آیا۔ اس کی آنکھوں میں تیز چک تھی۔
اک نہیں میں چند جیب و غریب سی پیچریں نظر آئیں۔ چک دیکھ
اور پہاڑ اور طریقی کی بھی ہوئی کتنی ہی گردیاں دکھی ہیں۔
اپنے جشیدتے ان پیچریوں کو عورت سے دیکھا، پھر بڑھتے فن کا ر
تے بدلے۔

”آپ بھی پروگرام کرتے ہیں؟“
”بھی نہیں، میں فن کا دوں کو تربیت دیتا ہوں اور انہیں مشغ
ل کرنا ہے اس سے جواب دیا۔

”آپ کا نام؟“
”مجھے تمام مرکس دے اٹھ لکر کر بلاتے ہیں۔ یہ کوئی سے اسی
کے ساتھ بارا ہوں۔ اب تو مجھے یاد بھی نہیں رہتا کہ میرا اس نام
کہے۔“

”بہت خوب امراض نہیں، ایک آپ کوہنپا نرم سے بھی کچھ دل چیز
ہے۔“

”بھی جی ہاں، بھلا اس علم سے آج کے دوریں کے پڑی
نہیں ہو گی۔“

”شکریہ ہے یہ کہتے ہوئے وہ مرضے۔“

فرزانہ دور اس کے سوال کو لا جواب محسوس کرنے والے آپ۔
وہیان جس ہم بے چارسے کوں۔“ فاروق نے بے چارگی کے نام
میں لما۔

”محروم، تم کی کہتے ہو؟“

”بھی سوچ رہا ہوں۔ ان حالات میں کی کہوں۔“ اس نے
پوچھا کر لیا۔

”خان رحیان، تم کی کہتے ہو؟“ اپنے جشید بھی شاید شو خی،
اتر آتے تھے۔

”میں، بھی میں جا سوں سہیں ہوں۔“ خان رحیان نے بھا
کر لما اور وہ بے ساختہ مسکرا دیے

”خیر آہ پیٹھے مرکس کا چائے ملے ہیں۔“ دیسے اب میں فرزانہ
کے سوال اور مشترک است کے جواب کی روشنی میں اس مرکس کا مامنہ
کروں گا۔“

”حیرت بے ابا جان، آپ اب سوال اور جواب کی روشنی کوئی
کام میں لائے گے۔“ فرزانہ نے آنکھیں پھیلائیں۔

”ناہ بھی، انسان کو چاہیے، وہ کسی پیچر کو ہنار نہ جانے
دیں۔“ معمولی سے معمولی پیچر سے بھی کوئی فائدہ اٹھائے۔ وہ بولے
اسی وقت انہیں پوچھا ہے:

”آپ پس چاندروں کا احاطہ دیکھنا پسند کریں گے یا انسانوں کا؟“

کیوں بیج دیں۔
خان رحمن گئے اور جلد ہی واپس آگئے۔ آتے ہی انہوں
لے کر :
”یہ سب لوگ جان مائیکل سے مٹے گی غرفن سے آتے ہیں۔“
”اودھ سے ان کے مت سے نکلا۔
اور پھر ان کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیل گئیں۔

انہوں نے جان مائیکل، ڈالی، نام اور بیگو کے نامے بھی دیکھ
گرچہ وہ نیمیں میں موجود نہیں تھے۔ شاید وہ مشتری سکاتے کہ
میں ہی رہ گئے تھے، میکن ان کے نیمیں میں کوئی ایسی بیجن نہ
نہ آتی بُو انہیں اپنی طرف متوجہ کر سکتی۔ اس کے بعد وہ
جانوروں کے اعاظت میں داخل ہوتے۔ یہاں ہر قسم کے جاذب
موجود تھے۔ ناچی، شیر، گھرڑے، بندرا، ریچہ اور ان کے علاوہ
بھی بہت سے دوسرے جانور موجود تھے۔ انہوں نے ان پر تمہارا
نظر ڈالی اور معائنہ فتح کر دیا۔

پھر وہ ایک پوکے ساقہ مشتری سکات کے گمراہ میں آئے۔
انہوں نے دیکھا، مشتری سکات کے علاوہ نامے میں کوئی نہیں تھا۔
انہوں نے اس سے رخصت لی اور یہ ورنی دروازے کی طرف پہنچا۔
پڑتے راستے میں ان کی لفڑی جان مائیکل کے نامے پر پڑی۔ انہوں
نے دیکھا، اس کے نامے کے باہر، ایک ہست بڑی بیہرگی تھی۔
لوگ کافی بے تاب تنفس آپسے تھے۔ یہ دیکھ کر ان کی یادت کی
”یہاں ہر طبق خیریت سے، نکلنے کر دو۔“ انہوں نے کہا۔
انہا نہ رہی۔ ابھی سحوڑی در پستے جب انہوں نے جان مائیکل کا
نیپور رکھ کر انہوں نے قون کے پیسے دکان دار کو دیکھے اور
نامے کو دیکھتی تو یہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ یہاں تک کہ جان
بھی نہیں تھا۔ یہ بیہرگی میزور اسکے دروازے جیسے ہوتی تھی، جب وہ جان
کا اعاظت دیکھ رہے تھے۔
”خان رحمن، آگے بڑھ کر کسی آدمی سے پوچھو، یہ سب یہاں
کیوں اور یہ لوگ ابھی تھوڑی در پستے ہی آنا شروع ہوئے۔

ان پسکر پیشہ گھر کی طرف اور وہ چاروں بجڑا، گاہ کی طرف روانہ
ہے۔ وہ تماہ کھول کر گھر میں داخل ہوئے اور پھر پہنچا۔
لہم میں لگس گئے۔ یہاں پہنچنے تبدیل کرنے کی بے شمار پیروزی یہی
پڑی تھیں۔ ایک گھنٹے کی سلسی محنت کے بعد وہ اپنی شکل و
صورت، پاس اور رنگِ ذہنگ اس قدر تبدیل کر پڑتے کہ
گھوڑا، قادری اور فردانہ بھی غور سے دیکھنے پر انہیں پہچان کر
تھے۔ اس کے بعد وہ گھر سے پیغام ہی نکلے۔ اپنے گروہ پیش
ایک ہمراہی نظر ڈالی۔ اور ہر ٹک پر نکل آئے۔ ابھی تک کسی
تفاقب کا شہر نہیں ہوا تھا۔

ایک خالی ٹیکسی ان کے قریب سے گزدی۔ انہوں نے اسے
انکے کی کوشش نہیں کی۔ ایک منٹ بھی نہیں گزدا تھا کہ ایک
اندھی گزدی۔ انہوں نے اسے بھی جانے دیا۔ تیسرا ٹیکسی
دیکھتے ہی انہوں نے اقتدا کا شارہ دے دیا۔ ٹیکسی ان کے قریب
نکل گئی۔ انہوں نے اس میں بیٹھتے ہی کہا :

”سات رنگ سرس۔“

ٹیکسی پہل پڑی۔ میکس کے میں گیٹ پر پہنچ کر انہوں نے
پیسی رکوانی، مل ادا کی اور گیٹ کی طرف بڑھتے۔ گیٹ پر وہی
فرزادہ مسلک رکھا۔

”نہیں، نی احوال تو سونے کی ایک کان ناچھ لگی ہے۔“
”آؤں پر لیکار کھٹے تھے۔“

”مجھے جان مائیکل سے ملے ہے۔“

ہیں؟“ انہوں نے پوچھا۔

”جی، ہاں۔“

”خدا کی کوچھ نہ کو۔ خداونی جاری رکھو۔“

یہ کہ کر وہ جھپک کی طرف بڑھ گئے اور یہاں :

”ہیں فوراً گھم پہنچا ہے۔“

”غیر قوبے ہتا جان، آپ کافی گھر لئے ہوئے ملک رہتے ہیں۔“

”نہیں خیر، میں کھہا یا ہوا تو نہیں ہوں۔“ وہ یہاں :

”تو پھر گھم کسی میں جا رہے ہیں؟“

”ایک مزدوری کام کی وجہ سے، میکن نہیں، صب کو دہل

چانے کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف میں اور ہر صلا جاتا ہوں۔“

آپ کے ساقہ پر ویسٹر صاحب کے پاس پہنچے جاؤ۔

خان رحمن بوسٹیار دینے کی ضرورت ہے۔ میرا خیال ہے، پر ویسٹر صاحب اور

انہا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

”اگر یہ بات ہے تو ہم پاک چکتے ہیں وہاں پہنچ جائیں۔“

”ہیں۔“

”ہنک، میں آپ کے ہاتھ ادا دین کا چڑاغ لگ گیا ہے۔“

”بھی رکوانی، مل ادا کی اور گیٹ کی طرف بڑھتے۔ گیٹ پر وہی

فرزادہ مسلک رکھا۔

”نہیں، نی احوال تو سونے کی ایک کان ناچھ لگی ہے۔“

اب دیر کرنا مناسب نہیں۔“

لتریاً یعنی گھنٹے بعد ان کی باری آئی۔ اور وہ نیچے میں داخل ہے۔ انہوں نے دیکھا، اندھ جان ماہیل کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔

آنے میں ختم، آپ لا جائیں۔ اسی نے گھنٹے کو اداز میں کما۔

"مجھے سردار پچھری کہتے ہیں۔" انہوں نے پستے سے سوچا ہوا ہم لے دیا۔

"معلوم ہوتا ہے، آپ پچھری غان کی نسل سے ہیں۔" جان، ماہیل سے ملکتے ہوئے کہا۔

"ات، آپ تو بخوبی معلوم ہوتے ہیں لے اپنے جو شدید پر ڈھنے لیتے ہیں کما۔

"شکریہ، میں بخوبی سنبھل ہوں۔" ہال تو آپ مجھے سے کس بے شکر آتے ہیں؟" اسی نے مہربی انداز اختیار کی۔

"آپ کے کل کے الفاظ سن کر وہبہ و قوف ہی ہو گا، جو آپ سے ملاقات کر کر نہ پائے گا۔"

"اوہ، تو آپ بھی یہرے ہم خیال ہیں۔" جان، ماہیل نے فرشتہ بو کر کیا۔

"ماہیل، میں بہت عرصہ پستے یہ محسوس کرنے لگا گی تھا کہ یہ بے یار ہے۔ کیسی عجیب و غریب باقی ہیں۔ آپ کے خیالات سن کر مجھے یوں لگا، جیسے آپ نے یہرے خیالات سب کے مابین

"اندر پہنچے جائیں جاہب۔" دایں طرف فوان خیر امنی کا ہے۔ یکنہ رشد ہوتا ہے۔ ملاقات کی باری بہت دری میں آئے گی؟

"پرہوا نہیں، میں تمام دن انتظار کرنے کے لیے تیار ہوں؛" یہ کہ کر وہ اندر کی طرف پڑھتے اور جان، ماہیل کے فتحے کے مابین پہنچ گئے۔ یہاں لوگوں کی بھیڑ پہنچ کی نسبت کی گئی۔

بڑھنے کی حق۔ نیچے سے باہر پہنچ ڈال دیے گئے تھے۔ لوگ اپنے پتوں پر قطار کی صورت میں بیٹھے تھے۔ یہ بھی بیٹھ گئے اور سوچنے میں لگ گئے۔ یہ سرسریں دیکھنے پر شروع ہوا تھا۔

موقن رہے تھے، اگر وہ سرسری دیکھنے کے لیے نہ آتے تو کیا پھر بھی وہ لکھی ہوں اس سرسری کی طرف متوجہ ہوتے۔ ان کا ذہن اس سوال کا جواب نہ دے سکا۔

"وہ انتظار کرتے رہے۔ اپنی جگہ دہیسان اکلام کو بھی بیٹھ کر تھے یا کسی اور کو۔" اور اس طرح اپنے وقت بچا کر تھے، میں اس طرح ان کا ایمان نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ یہک ایجنسی اس اخراج محسوس کر رہے تھے۔ اگرچہ ابھی تک خلطے کی کوئی واضح صورت مابین نہیں آتی تھی اور انہیں یہ خیال بھی آجاتا تھا کہ یہیں وہ اس مرتبہ وہم کا شکار تو نہیں ہو گے، یہکن پھر انہیں پر دفتر داؤد کو سلطنت والا دھمکی آمیز دعوت تامیر یاد آتا تو وہ خود "یہ لیکن کرنے پر بھجو ہو جاتے کہ اتنیں دھم ہرگز نہیں ہوا۔

پیش کر دیے ہوں۔"

"شکریہ، اب آپ کیا چاہتے ہیں؟"

"ایں چاہتا داہت کی ہے۔ آپ جیسے دش خیال سے کوہل چاہتا تھا، صوچھلا آیا۔" انہوں نے کہا۔

"گویا اس نک ایس میرے بہت سے ہم خیال موجود ہیں۔"

"بدل اس میں بھی کوئی شک ہے؟"

"بہت خوب، میں چاہتا ہوں، میرے سب ہم خیال آپس میں ایک ہو جائیں۔ اتفاق کریں۔ اس طرح ان کی ایک خاقد بیانی گی۔"

"یکن اس کی کیا ضرورت ہے جاہب؟" انہوں نے چھٹا لیٹنگ کی۔

"ہم خیال جب تک ایک نہ ہوں، ان کی کوئی ملاقات نہ ہوئی، کوئی جماعت نہیں ہوتی، اس طرح انہیں پوچھنا کہ

خدا کو نہ مانتے ولے یا ہل آپکے تھے۔ انہیں افسوس ہوا کہ

ہمیں کوئی نہیں ملتا۔ کی آپ یہ نہیں چاہتے کہ ہم سب الہ ہو کر دنی کو بتا دیں کہ حقیقت یا ہے۔"

"شکریہ جو شد و حک سے رہ گئے۔" یہی خود وہ محسوس کریں۔

"ہم انہوں نے اپنے چہرے سے خیالت ظاہر نہ ہونے دیتے۔

دل ہی دل میں انہوں نے کہا:

"نہیں نہیں، یہ غصہ جان ماہیل سے ملنے نہیں آیا۔ یہ نہیں

پر کمال حملہ

گمان میں بھی = بات سیں ہی دی جس بھی خدا کا مستر ہو وہی
قدم آنے کے پل کو انہوں نے تین دن کرنے کے لئے گردنگا کرائی
دھرتی پر کیتے محمود نے جلا کر اپنی ران پر ناٹھ مارا اور
سمت میں دیکھا، جان جان ناکل کے خیمے کے سامنے لمبی سی نندہ
ایسا کی تھا کہ جب خان رہمان نے کار جلا دی۔
کیون بھتی خیر تو ہے، یہ صبح صبح بے چاری ران سے کی قصور
میں پول بخیوں پر مشتمل تھے۔

اٹھوں نے دیکھا کہ وہ قطار میں سب سے بھر میں مجھے کا بیگانہ تھا۔ خان رحمان نے مکارا کو کہا۔

بچائے سیدھا دروازے کی ٹوپ پڑھ رہا تھا۔ یہ دیکھ کر اپنیں بیویوں کی۔ اب وہ رنگتے پر جمبوں ہو گئے۔ رخ مود کو کھٹے پولے کیا۔

وہ شخص ایک پخت پر لپٹنا نام لکھ کر خیلے کے دروازے پر کھڑا ہو۔ تو پھر بے چاری مان کو کیوں پہنچ رہے ہو؟ تاروں بولا۔
ہوئے تھوڑے کو دے رہا تھا۔ وہ کاغذ کر انندگا اور پھر فرمایا۔ "اب اور یہ کروں، بھتی دیکھوں، ابیا جان ہیں اتو بنا کر
بی بارہ تھل کر اس نے اسے انند جانے کا اشارہ کیا۔ پھر ایسے۔"

دوسرا بھی ملے وہ نئے میں داخل ہو رہا تھا اور ان پر لگتے تھے۔ تو نہیں چل گیا۔ کیسی تم نے جتنا تو نہیں پلی۔ ملنا یا جان یہت کا بت بنے کھڑے رہ گئے۔

”توہی سے ملتاری زمان سے، کسی تو رک رک کر پول بایکرو“
”اپنے اور بھائیوں کے بیٹے، گاندھی ملتا چلا یا۔“

فرزاد نے پھٹ کر کہا۔

بُت بے بات انگلے چاٹا تماری گھنی میں پڑا ہے: نادق انگلے

"واہ، کلیں سے۔ جیتی جرت انجمن" فان رخان نے تو شن
فان رخان کو پسے اٹاک بادا کیا۔

جوں میں ہے۔ جن بڑے ایکروں سے اسے کہا تھا کہ اس کے خیال میں ایسا چہاروں گلے کے ساتھ پوچھتے ہوئے۔

بچی۔ یہ جلد ، بلد پر ماں جلد اپ کے سامنے آئیں ۔ جب کہ میں ایسا میں جھبا ہے فاروقی
بچی اور ماں کو پس دیتے ہیں ۔ بچی کے سامنے آئیں ۔

"تم سے اور کسی بھارتی وزٹوں سے موسیٰ کا۔" خان رضا
"کھنڈی وہی راستہ تھا جس پر مل۔" رک فرازنا کے سالا

”کیوں انہل، مجھ سے کیا قصور سرزد ہو گیا ہے؟“ فاروق جبکہ بوب اس طرح بتا؛ اور وہ اس کے سوال کی روشنی میں کس طرح

"بھتی ایک بچلے میں تین محاورے شامل کر دے" اور وہی مدرس کی ملائشی بینا چاہتے تھے۔ اس نوبت صورت سے جیسے انکو میں ملکیت رفت بیٹھ جائے۔ "اوہ، مال واقعی۔ غیر اگر وہ بتائے بغیر پہلے گئے تو کیا ہوا۔

بُوئے۔ "واقعی اعلیٰ خوب پکڑا آپ نے اسے" فرزانہ نے شریعت ایں "محمد بولا۔" جو خود گھوٹ نہ فرزانہ کے سوال کی وجہی کی تھہ ملک پہنچنے کی کوشش

یہ میک رہے گا۔ اس ہمانہ ذات بھی سطھ ہو جائے گا۔

سے کوئی لگانہ سر زد ہو گی جو۔

”یہ علیحدہ بھین تو اور کیا ہے، میرد میں ووئے کوت، دن اُب تدو حجت بنت ساس بنتے کے بیٹے رکا ہجی تھا کم جان رہا ان بول کھوں گی۔“ فرمانز بول پڑی۔

”اچھی لڑاؤں گا۔“ ان کے بجے میں اتنی مخصوصیت تھی کہ
کر فاروق، فرزانہ اور خان رحمان بھی رک گئے اور سوالیں نظریں
سے اس کی طرف دیکھنے لگے :

”پچھے محسوس یا؟“

”لیکن چاہتے ہو؟“ فرزانہ نے فروٹ کا۔

”تجربہ گاہ کی نگرانی کی جا رہی ہے“ محسوس بولے۔

”بھم نے تو کوئی ایسی بات محسوس نہیں کی۔“

”تو پھر اوپر جا کر پیچھے لو۔“ محسوس نے کہا۔

”خان، یہ ٹھیک ہے گا۔“

آخڑہ اور پہنچنے۔ محسوس اور خان رحمان نے تو تجربہ گاہ کا

لئے۔ فاروق اور فرزانہ چھت پر جائے کے زینتی کی شریعت

پڑھنے لگے۔ اوپر پہنچنے کر انہوں نے تجربہ گاہ کے چاروں طرف کا

باندھ لیا۔

پردہ فیر درود کی تجربہ گاہ شہر سے کافی فاصلے پر جنگل کے

لئے۔ وہ سونج میں ڈوب گئے۔ یہاں تک کہ تجربہ گاہ کے آئندے

پڑھنے لگے۔ وہ اس وقت پڑھنے کے لیے بارہ رک گئی اور فاروق

کی آواز ان کے کاموں سے نکلی۔

”ارے ہی، لیکا سو گئے ہو۔“

کار سے اُتر کی اندر داخل ہوئے تھے کہ محسوس پڑھنے لگا۔

”یکن بھی ہے ابا جان کے محلے کے دوگ بھی تو ہو سکے تھیں
ہم اجتنی نجیفی پر قائم کی گی تھا۔“

”معلوم کرنا یہ مسئلہ ہے۔ ہم اکرام سے ان کے باتے
ہیں معلوم کر کہتے ہیں۔“ خان رحمان بولے۔

”تی پھر وہ لوگ کہاں ہیں۔ آخڑہ انہوں نے تجربہ گاہ کی نگرانی
کی بذایات تو دی ہیں۔“

”اہ، ضرور دی تھیں اور اب دو ہی باتیں ہو سکتی ہیں۔“
تو وہ لوگ ابھی تک کسی دبیر سے پہنچنے نہیں۔ یا پھر ان لوگوں کا
بھتے پڑھنے ہیں۔“

”خدا نے کہہ کر ایسی کوئی بات ہو؛ ورنہ یہ بہت خوناک باث
ہوگی۔“ فاروق نے کہا۔

”تو پھر تو پہنچنے پہل کر محسوس اور انگل سے مشورہ کریں۔“
انگل اکرام اور ابا جان کو فون کر کے ان سے مشورہ بھی لے سکتے ہیں۔

”فرنانہ نے تجویز پیش کی۔“
تجربہ گاہ میں پہنچنے تو پردہ فیر درود اور خان رحمان کو باتیں
کرتے پایا۔ پردہ فیر اجتنی دیکھتے ہی بولے :

”یکوں بھی، تم دون کہاں رہ گئے تھے؟“
”اپنے صاحب کہاں ہیں؟“ اکرام نے پوچھا۔

”وہ شاید سات ریگ مرکس گئے ہیں۔“

"اگر کوئی خطرہ محسوس کرو تو خبر کر دیں۔ اگر ان کی طرف سے جواب نہ پہنچے اور وہ ملکیت ہو جائیں کہ پاروں اتنی کے آدمی ہیں تو پھر ان کی بات نہیں تھریز نہیں۔"

"میں اس ترکیب کو مناسب نہیں سمجھتا، بیکوڑا اسی طرح اگر ڈال دشمن میں تو خپردار ہو جائیں گے۔ میں کوئی اور ترکیب کرنے کا نہاد قبول نہیں۔"

"تب پھر ترکیب بھی تم یہ بتاؤ۔" فرزاد مسکرا کر بولی۔
"خپردار ہوں نہیں۔ قمہ دیکھو کہ تمارے علاوہ ہم میں سے کوئی ترکیب سوچ ہی نہیں سکتا۔ سنو، میں اور محمود کو کوئی سے چون ہاکر یہ جائزہ نہیں گے۔ کہ وہ اپنے آدمی ہیں یا دشمن کے۔ اگر جادے آدمی ہیں تو صاف ظاہر ہے، وہ میں بالکل بھی نہیں ہوں گے۔"

"اوہ اگر دشمن ہوئے تو تمara آمیٹ آسانی سے بنادیں گے۔" اس کی بات سن کر چونکہ اسے محمود نے محسوس کی، فرزاد نے بہت پتے کی بات کی تھی اور اس کا تبردست اکاروں کا درود فاروق نے مسکرا کر کہا۔

"تب پھر تم یہ لکھی تو ہے؟" محمود نے پریشان ہو کر کہا۔
"یہ کہ پس تو انکل اکرام سے ان پاروں کے بارے یعنی عورت حاصل گرد۔ ان کے تختہ بنہ بھی خپردار ہوں گے یا پھر انکل ہی وہاں

لاریک ہو جیں۔ فیاض بہت پھوٹے سے قد کا آدمی ہے۔ آخر بات کیا ہے؟"

"ہمیں ڈربے کہ ان چار آدمیوں کی جگہ دشمن کے چار آدمیوں سے ڈالے یا ہو۔"

"اوه پھر، اب تم لوگ کی کرنے کا ارادہ رکھتے ہوئے؟"

"ہم تجربہ کاہ سے مل کر دیکھنا چاہتے ہیں۔ وہ ہمارے ہی آدمی ہیں یا نہیں۔"

"ہوں، یہی ترکیب مناسب ہے گی، بیکوڑا دشمن کے ذریعے معلوم کرنا۔ اسی طرح محمود اور فاروق پاہر مکمل کریے بات نہایت آسانی چاہیں۔ میں اسی طرح اسے مل کر دیکھنا چاہتے ہیں۔"

"ترکیب تو واقعی ہیں ہے یہ محمود نے کہا اور فاروق کا کام

کے مبنی ڈائل کرتے ہیں۔" وہ میری طرف سے اس کی آواز سننے کا

لئے کہا۔

"ہمیں انکل، جو چار سادہ بیاس والے آپ نے تجویز کیا،

تو انکی پر مقدمہ کیے ہیں۔ ان کے ہم اور میلے بتا کرے میں اس

"ہم اسی طرح اور مقدمہ کیے ہیں۔" اس کے ہم دبیر، رحمان، خادم اور فاروق

ہیں۔ اب میلے سنو۔ دلبر ذرا بیسے قد کا بڑی بڑی موچکھوں والہ ادا

بیس۔ اس کے پہنچنے کی وجہ سے اندھے ہیں۔

"بیس تک بھادی آواز نہ نہیں، مکھوٹے کی کوشش نہ کریں۔"

"یہیک ہے، تم غفران کرو۔ اپنا خیال رکھنے پر وہ فیسر داود

ہیں۔ اس کی ناک بہت بھی ہے۔ خادم سافے رنگ کا آدمی ہے۔

محبت بھرے بنتے میں بولے اور وہ بھر پر گاہ سے ہم نکل کر بڑو
دروازے کی طرف پڑھے۔ فرماد: ان کے پیچے آجی تھی اند
جوں ہی وہ نکلیں، دروازہ اندھے بن دکرے۔

”تمہارے پاس ہستیار تو کوئی نہیں“ اس نے فکر
لے گیا۔

”تو یہ ہو، تم نے سُن نہیں، مون ہے تو بے سُن یہ
رُتا ہے سپاہی“ فاروق مکاریا۔

ان کے پاہر ملکتے ہی فرمادے دروازہ بند کر دیا۔ وہ تو ان
صدر دروازے کا رخ یا اور پاہر نکل کر پیل ہی شر جانے والے
ٹرک پر پل پڑھے۔ وہ جانتے تھے، بگاتی کرتے والے انہیں وہ
رسے ہیں، لیکن غاہر ہے، وہ سیمانی قویں میں کو تو خل سنیں
لکھتے تھے۔ جب وہ اتنی دور آئے کہ بھر بھار نکلوں سے چھپا
گئی۔ تو داپس ٹرٹے اور چکر کاٹ کر ان درختوں کے پیچے لے
گئے۔ ان کی اوت میں انہوں نے چار ٹنگلی کرنے والے آرڈر
کو دیکھا تھا۔ اب وہ زمین پر بیٹ کنے کے بل ریکٹے
وہ انہارتے سے آگے بڑھ رہے تھے۔ کاشش یہ تھی کہ انہیں
ان چاروں کو اچھی طرح دیکھ لیں گے اور یہ معلوم کر دیں گے کہ“
دشمن کے آدمی ہیں یا نہ، میں اس سے پہلے ہی نہیں نکل
کر رُک جانا پڑا۔

مرکس سے نکلتے ہی اپنے جیش نے اس سرکاری فرمان کم
کارن یہ۔ ان کے ذہن میں کوئی پروگرام نہیں تھا۔ میں انہیں
اس سرکاری افسر کو جان نایکل کے شیخے کی طرف جاتے دیکھ کر
بیٹ بھی تھی اور یہ سیرت اس وقت اور بڑھ گئی تھی، جب وہ
لبی بڑی کا اختار کرنے والوں کی قیادت میں بیٹھنے کی وجہ سے میسا
مدد چاہی تھا۔ اب وہ اس کے ٹھکری ٹرف کیوں جا رہے تھے،
وہ بھی نہیں جانتے تھے۔ اس سرکاری افسر کا نام احمد علیف نہیں
تھا۔ ملک خارجہ کے سکریٹری تھا۔ اور اپنے جیش نے اپنی
زیر واقع تھے۔ راستے میں انہوں نے میک اپ آئا دیا۔

کامیابی کے بعد انہوں نے چار ٹنگلی کرنے والے آرڈر
کو دیکھا تھا۔ اب وہ زمین پر بیٹ کنے کے بل ریکٹے
لے چکر پر موجود پوکیڈار سے بولے:

”ایسا کاروڑ اندھہ پسخاو۔ میں سوداگی صاحب سے ملا پاہتا
ہوں：“ وہ تو اس وقت کم میں نہیں میں صاحب یہ پوکیڈار بولا۔
”بیکم صاحب تو ہیں نا؟“

”وہ سُت سے ملے جائے تھا۔“
”ٹنے کے، آج کل بھائی صاحب بہت عبادت گزار ہو گئے ہیں۔
مغازہ رونے کے پابند ہے وہ بھے۔
”یک غلک پابند ہو گئے ہیں۔ مغازہ رونے تو انہوں نے بالکل
بھروسہ رہا۔ اب تو ان کے خیالات بالکل ہی الٹ ہو گئے ہیں؛
کی مطلب؟“ وہ پوچھے۔

”مطلب یہ کہ اب وہ اوت پیانگ باقی کرنے لگے ہیں۔ تو یہ
توہ کمز مزتے مکالمے لگے ہیں۔ کہتے ہیں، کسی خدا کا وجود نہیں
ہے۔ انہیں یہ سب کچھ ہے۔ اپنی تقدیر کا آپ ملک ہے:
”اسے نفوذ ہائے ہی تھیات۔“ اپنکے جیش کے منزے بے
ساخت انہائیں نکلا، پھر چونکہ کر رہے ہیں:

”اچھا بھی، میں چلتا ہوں، پھر کسی رفتہ اُنکا اور اس مخصوص
ہمان سے کھل کر بات کروں گا۔ شاید میں ان کے خیالات کا رخ
ہوں۔“

”بہت مشکل ہے۔ اسے بھی بھیٹو، بھی چاہئے آجائی ہے:
”پاہتے ادھار دیتی ہی تیر کر کر دہمکھ کر رہے ہوئے۔
ان کا دل دھک دھک کر رہا تھا۔ مطالعات اس سے زیادہ
کمال تھے جتنا ان کا امداد تھا۔ اس سرکاری کوئی بھرے کافی
ناہی۔“

”نہیں، آج کی انہوں نے دفتر سے چھپی کر رکھی ہے۔
الا یہ تھے اور یہ چکر جان نایکل نے آتے ہی شروع کرو رہا تھا۔

”بھی نہیں۔“ وہ بولی۔

”تو بس پھر، کارڈ انہیں دے دو۔ میں ان سے مل ورنہ
انہوں نے کہ اور پوکیڈار کا رٹے کر چلا گیا، پھر جلد ہی واپس آئی
اور انہیں اپنے ساتھ اندھے جا کر ڈنگل روم میں بجا دیا۔
”بیکم صاحبہ ابھی آئی ہیں۔ یہ کہ کر وہ چلا گی۔

”ترقبہ“ دمنٹ کے مقابلے کے بعد ایک بخاری جسم کی خودت اور
داخل ہوئی۔ اس نے قیمتی ماس پس من رکھا تھا۔
”جیشید، تم کو ہر بھول پڑھے۔“ میں تو سمجھی تھی امیر نے
دیا۔ میں پہنچنے تمام رشتے داروں سے تعقین ختم کر رہا تھا۔ یہاں ملک کا
سے بھی، ہوتا تھا خاد ناؤ بہن ہے۔“ بیکم سوداگی کے بیچے میں
لگتے تھے۔

”یہ بات نہیں بھائی، مصروفیت ہی سانس نہیں ہے۔ دیکھنے
کو تو معلوم ہی ہے کہ میں کس قسم کی زندگی گزارتا ہوں۔“

”ہوں، یہ تو ہے۔“ خیر، میں آج یہ انقلاب کیسے آئی؟
”بس دوڑھ سے گزرا تھا۔“ دل میں تباہ، وہی، آپ سے
لوں، سو ٹھہر گی۔“ اور میں بھائی صاحب کی حالت سے۔

کمال کے ہوتے ہیں اس وقت۔ یہ دفتر میں انہوں نے سماں
کو سرسری بنتاتے ہوئے گئے۔

”نہیں، آج کی انہوں نے دفتر سے چھپی کر رکھی ہے۔
الا یہ تھے اور یہ چکر جان نایکل نے آتے ہی شروع کرو رہا تھا۔

جب کہ وہ رات ہی اس طرف متوجہ ہوتے تھے : گویا جان ملکہ نکتے اور ان آوازوں کو غور سے سننے لگے۔ یکایک ان کی ہم تھیں ووگوں کو اپنی طرف پیدا ہوئے متوجہ کر چکا تھا۔ انہوں نے کار پوری رفتار سے چھوڑ دی، پھر کچھ خیال تھہ دی۔ اور پھر تجربہ گاہ کے قریب پہنچ کر ان کامن مکھوں کا کھل کر ایک میدھی علی ستر کے سامنے کار روک کر پہنچے اور ادا نے محوس کیا، ان کے جسم سے جان بھلی جا رہی ہے۔

لکھنے لگے :

”ہمیو، کرام، نماز سے سُن۔“ دلالت خارجی کے سکریٹری احمد سودائی اس وقت سات بجک مرکس کے اندر موجود ہیں۔ اپنے کہانی کو ان کی بھروسہ پر مستقل طور پر لگانہ دیں۔

”بھی بہتر۔ یہ آپ اس وقت مرکس کی طرف سے ہی آئتے ہیں؟“

”ہاں بھی سمجھو۔“

”تو پھر بعد تجربہ گاہ پہنچ جائیے۔ محمد کا فون آیا تھا۔“

لوگ کچھ خطرہ محسوس کر رہے ہیں۔“

”اوہ یہ ان کے من سے نکلو، پھر انہوں نے یہ سید وکوہا توں کا بدل ادا کیا اور واپس ہڑتے۔ اب ان کی کار آندھی دھوقان کی طرح تجربہ گاہ کی طرف اڑی جا رہی تھی۔“

تجربہ گاہ کے زدیک پہنچے ہی تھے کہ انہیں چند عجیب ذریعہ

قسم کے دھماکوں کی آوازیں سننی دیں۔ انہوں نے کار کو برا

بھروسی سے پھلا کر میٹھا جاتا، پوچھ میٹھا :

”آپ کا کیا نام ہے میں؟“

”کیوں، آپ نے میرا نام کیوں پوچھا تھا؟“

”لیں اپنے ہی، آپ نے بھی تو میرا نام پوچھا تھا۔ میں نے تو یہ نہیں کہا کہ آپ میرا نام کیوں پوچھ رہی ہیں۔“ آفتاب نے پنج کو مخصوصاً بناتے ہوئے کہا۔ رُنگی مسکلے پیغز نہ رہ سکی،

آفتاب کو گھرے کے اندر دس پارہ آدمی پیچھے نظر آئے ملے۔

ایک پھونٹی سی یہیز کے دوسری طرف ایک نوجوان رُنگی پیچھی تھی۔

اس کے سر کے اوپر گزی کی دلیوار پر ایک تختی ڈکھ رہی تھی جس پر استیاں لکھی ہوئی تھی۔ آفتاب نے ایک لمحے کے لیے براہ اولاد میری پریشانی رفع کر دے گا۔“

”جن ہاں، سوتی صد نیمن ہے، بشرطیکہ آپ فیں ادا کرنے پڑیں ہو گے۔“

”یہی پنچ ایک مشکل کے سلسلے میں حاضر ہوا ہوئی۔“

رُنگی نے جیسا کہ اس کی طرف دیکھا۔ شاید آج تملکے والوں میں اس کے سامنے کوئی رُنگی نہیں آیا تھا۔ آخر اس نے

کہ جالات سن کرتا کہتے ہیں :“

”بہت ہم رہاتی، اس ادارے کو کام کرتے کتنا عرصہ ہو گی؟“

”آفتاب۔“ اس نے اپنا درست نام ہی بتا دیا۔

”اتشیع رکیے، باری آئنے پر آپ کو اندر بھیج دیا جائے گا؛“

”ویری گدگ، یہ جان کر خوشی ہوئی۔“

”ویری گدگ، یہ جان کر خوشی ہوئی۔“

امرالی ہوئی تجھ

"بیس، خلاہر ہے کہ میں یہی چاہوں گا کہ میری ساری جائیداد
کا اشارة کیا۔ اندر اسے دو آدمی نظر آتے۔ ایک لمبوترے جو
والا، دوسرا دبلا پستا۔ انہوں نے بھی آفتاب کو دیکھ کر صحت جو
املاز میں پلکیں ہیں کیا تھیں۔

"بھی فرمائیے۔ آپ کیسے تشریف لائے ہیں؟"

"میرا نام آفتاب ہے۔ میرا پچا میرے باپ کی ساری جائیداد
پڑپ کر جیتا ہے۔ تمام کاغذات جو اسی کے قبضے میں ہیں۔
بلکہ سننا ہے، اس نے کاغذات جو کہ رکھ کر دیے ہیں اور جو
کاغذات تباہ کرائیے ہیں۔ جو کہ روستے اس جائیداد کا خدا ہے
ہے اور وہ مجھے اس جائیداد میں سے صرف تعلیم کا خونج ادا کرے
کا پابند ہے۔ ان کاغذات کی رو سے یہ پاپ کو میری آولاد
کا بیقین نہ تھا، لہذا اس نے پچا کو مانک اور محترم بنادیا تاکہ میں
دولت کو دونوں ہاتھوں سے نہ کر چنڈ سالوں میں ختم نہ کروں۔
گویا اس نے یہ جعلی وجہت نہ رکھ رکھ کر اپنے پاس رکھ دیا ہے۔
تاکہ عدالت میں پیش کر کے میری کوشش کو ناکام ہنادے۔ آپ
ہی بتائیے، ان حالات میں میں کیسے کر سکتا ہوں۔" یہ کہ کہ آفتاب
خاموش ہو گی۔

"ہم، آپ کی کمان تو کافی دکھ بھری ہے۔ آپ یہ بتائیے
آپ کی چاہتے ہیں۔" لمبوترے چہرے دلکش نے کہا۔

بیجے گا۔ اس درج، لوگ قسم کا کر یہ بیان دیں گے کہ اس
دوسری لگڑ، آپ کی نیس کھنچی ہو گی؟"

"پچا کے مرنے کے خوا بعده خلاہر ہے، جا بیان آپ کو کہیں
دی جائیں گی۔ ساری جائیداد کا مالک آپ کو ہی شہرا دیا جائے۔" اور
کہ اس نے کام کی خاتمہ کرنے کی عکالت میں بھی میں بھی نہیں تھا کہ یہ داروں
کو کیسے کریں۔ اس نے سماں میں دو لاکھ روپے دیا۔ اس کی قیمت داری
کریں گے۔

"اوہ، صرف دو لاکھ روپے۔ مجھے منظور ہے۔" اس نے کہا کہ رہا تھا:

"لیاں تو آپ کا نام اور تباہی کا نام۔

"تو پھر آپ پہنچ کر اس کا نام اور پاٹھک۔ اس نے سوچا، وہ کیا پہنچ کھولتے۔ آخر اس نے ایک فتنی
دیں۔ پس طب محقیقات کریں گے۔ اس کے بعد آپ کی بے کلامی کا سارا جھلوکا دیا۔ پچا کا نام اور پہنچ بھی فتنی لکھوڑا اور پھر ان کی
کے بخوبت کے یہے کوئی قدم اٹھایں گے اور پھر یہ کام کریں۔ ان اجازت طلب نظر دن سے دیکھنے رکھا۔
لیکن ہے۔ اب آپ جا کنے ہیں۔ ہم چند دن کے اندر

"یکن بعد کیسے؟"

"یہ سچن آپ کا کام نہیں ہے۔ جس طاقت یہ کام کی جائے، اس نے ملکتے کی۔
اس رات آپ اس جگہ سے بہت درپہنچ لوگوں کے ساتھ موجود ہیں۔ آفتاب جانے کے یہے ٹھاہی تھا، اس نے اپنے پیچھے آواز

رات آپ اپنے کسی دوست کے گھر چلے جائیے اور دسویں کو خلاہر ہے۔ تو اس نے دیکھ، لمبوترے
نام رات کسی نہیں میں لگائے رکھے۔ واضح رہے کہ تمام اسے بڑی طرح گھوڑا رہتا۔ اس کا دل، بخاست خود
سونے کی کوشش نہ کیجیا گا اور نہ اپنے کسی دوست کو سوتے۔ ہم نکل گا۔ پھر یہ سوت کر اس نے اپنے دوستان بھال کیے

"بیس، خلاہر ہے کہ میں یہی چاہوں گا کہ میری ساری جائیداد
جنگی لی جائے۔" "جاییداد کی مالیت کھنچی ہو گی ہے۔"
"ہو گی پچاس لاکھ روپے کے قریب۔"
"کافی صورت میں تو آپ کو جائیداد دہتی نہیں جا سکتی۔
آپ کے پچا کے کوئی اولاد ہے؟"

"بھی نہیں۔ نہ اس کے کوئی اولاد نہ ہوئی۔ بالکل اکیلا
ہے۔ آفتاب نے کچھ سوچ کر کہا۔ یا ہر بیٹھا ہوا وہ کافی
بیٹھا رہا تھا۔

"بھر تو کام آسان ہے۔" لمبوترے چہرے والے نے خوش
کر کر کہا۔

"آسان ہے، وہ کیسے؟" آفتاب نے جبرت بھرے املاز میں
کا۔

"اگر آپ کے پچا کو ملک کرنے لگا دیا جائے تو ساری جائیداد
پہ کو مل جائے گی۔"

"میں نہیں، اس طرح تو میں خود پھنس جاؤں گا۔" پویں
ہر سو علاوه، بھلا کس پر شکر کرے گی آفتاب نے کچھ اکھا کر کہا۔

"پویں آپ پر ہرگز شک نہیں کرے گی۔ اس کی قیمت داری
کا بیٹھتے ہیں، ہم اپنی قیمت اس وقت میں گے جب آپ کا کام ہو۔

کر کھبے کے باہر آصفت اور فرجت موجود ہیں۔

"جی خوبیتے" اس نے پر سکون آواز میں لکھنے کی کوشش کی۔

"آپ کی تمام چائیداد آپ کے پیچے چھین لی ہے، پھر آپ

تے اپنا پیار کس طرح لکھا دیا۔

"آفتاب نامی ایک رُک"۔

"غصہ ہو گی۔ فور یہاں سے اپنا بورا بستہ بھجو۔

"اگلی بیان مطلب؟" دونوں ایک ساتھ بولے۔

"باہر موجود لوگوں سے کہ دو۔ اب ملاقات کا وقت ختم ہو گی۔

کل تشریف دیکھنے کا دور خود یہاں سے محل جا گئے کی تیاری کرو۔ آفتاب

راصل اپنے کام میں مرتکا ہے اور اس کا یہاں سکن آتا

فٹے کا شان ہے۔" اس نے کہ اور پھر ساقہ بسی بولا:

"اور اگر یقین میں تو جو فون بیرون موجود بتا گیا ہے اس پر

ڈال کرے ویله لو۔ معلوم ہو جائے گا۔ تاہم ہے، وہ کوئی فرمی

فون بیرون کر گی ہو گا۔ یہ سرگوگل کا ایمان ہے جو کبھی غلط بیان

ہو سکے۔" اس یہے وہ اسے پہنچتے ہوئے میں دیکھ کر سکا۔ وہ تیرزی سے اتنا

بڑھا اور اندر ہوئے میں دلخیل ہو گی۔ ابھی تک الگا آدمی انداشت

بھیجا گیا تھا۔ استقبالیہ نوکی میں اس نے آنے والے کو دیکھ کر کہ

سمسمی گئی تھی اور اسے اندر جاتے دیکھ کر اگلے آدمی کو جیسے جیسے

رک گئی تھی۔ اسے اندر داخل ہوتے دیکھ کر وہ اپنی سیٹ سے

کھوکھی سنی اور بوكھلا کر مرٹے۔

بن کر ادا تھا۔ پانچ سورپے سے اس نے الاؤٹ کھو دھا۔

اب سال کا آخری میزہ ہے۔ اس طرح اس کے یہاں ساٹھ ہزار

لہے بیج ہو گئے، لیکن اس نے مجھے آج تک یہ میں بتایا کہ وہ

دلمپاں سے لاپی کرتا تھا۔



پسختے الاؤٹ بہر لپٹے ایک گھر کو بتایا۔ اس نے

کر ہوٹا سار جبڑ کھولا اور پھر اس کے درق الشَّتَّ ہوئے اُنہیں۔

جب چند لاکھ بیٹھتے بیٹھتے تلاش کرتے گا۔ جلد ہی اسے وہ صفحہ!

حد روشن کا ملتا تھا یا پھر اس نے کیسی کوئی سائید بیٹھ کر

لکھا تھا۔ اس نے رقم پر ایک تقریباً ڈھونڈنے کے لئے

بڑھا اور اسے پہنچتے ہوئے میں دیکھ کر سکا۔

وہ میں کوئی معلومات کا لفڑی ہے، اس کا کوئی سائید بیٹھ

نہیں تھا۔ وہ بیٹھ کر اس کی بات، تو اس کے ملکے میں اس کا

بلکن بہت زیادہ ہے۔ لیکن اس نے اپنے منے سے کبھی یہ بات

ہیں کی کہ وہ روشن یہاں سے میختہتے کا۔

"یہاں یہ سوال پسند ہوتا ہے کہ ہر وہ روشن کی رقم پر دی اپنی

بڑھوئی تھی۔ کم یہ زیادہ کیوں نہیں؟"

"اُن، فرقاں جمیں کی تخلوہ صرف پندرہ سورپے میں پہنچے گئے۔

سورپے میں ان کے گھر لئے کی مشکل سے گز بس ہوئی تھی، بیکاری

لہم میں کندھے اچکائے۔

ان کے پاس ساٹھ ہزار سورپے کیاں سے آگئے؟"

"یہ بات تو اس سے کئی بار میں نے بھی پوچھی تھی۔ یہ بھی کاہی گلی میں جا ہو گا۔ مزید تحقیقات

کیا مطلب؟"

"وہ ایک سال سے ہر ماہ پانچ ہزار سورپے باقاعدگی سے جنم تو کریں کہ آفتاب، آصفت اور فرجت نے کی معلوم کیا۔ یہ

"یکن میں تو ملاقات کے بغیر نہیں جاؤں گا"۔ انہوں نے وہ گھر پہنچنے تو شناز بیگم، لیکن ان سب کی راہ دیکھ رہی تھیں۔ اسکی طرف دیکھا اور پھر کچھ گھر اسی تھی۔ نہ جانے ان کے پھرے کو ایسی کیا چیز دھکائی دی تھی، جس نے اہمیت پکھ سمجھا دی تھا۔

"ارے۔ وہ تینوں اب سلک نہیں آئے۔ اپنکے کام انہیں کیا کام دیتے اس کی سرگوں کو دیکھ کر ہوتی تھی۔" بھی نہیں آئے۔ میں سخت پے جھنیٹ بیگم

"اب آپ ہم ہی تشریف لایے گے۔" کو رہی ہوں۔

"غور کرو، میں ان کی حماش میں جاتا ہوں۔ کیونکہ حساب سے تو انہیں آجائنا چاہیے گا۔"

"ارے وارے مٹھریے۔" لڑکی بھکھا کر اٹھ کھٹی ہوئی تھیں۔ "یہ کر کر وہ اٹھ توں باہر نکل آئے۔ اب ان کا بھت انتہائی رضاہر پر جایاں ایڈن کو کی طرف دواں دوال ہتھی۔ پتا" کیا کہ ان کے پیچے پکل۔ ادھر اندر بیٹھا ہوا سرگوں اپنکے روڑ پہنچ گئے۔ انہوں نے جیپ نیشنل پیجیرز کے سامنے نہ کی دیکھ کر چونکہ اس نے فروہی خود کو سنجالا اور مسکرا پڑھیاں پڑھنے لگے۔ کمرہ بیٹھنے والے سامنے پہنچ کر انہوں نے بودھ پر ایک نظر ڈالی اور اہلین کی کوہ کمرہ جایاں ایڈن کو ہی ہے۔ اور پھر بے دھڑک اندر داخل ہو گئے۔ انہوں نے بھرے میں صرف ایک لڑکی میز کے درمیں طرف بیٹھنے لگا۔

"نہیں اندر داخل ہوتے دیکھ کر وہ چونکہ اٹھی اور بھرداں کا پاری کو شوشش کی تھی۔ پیچھے سے دردانا کی اولاد آئی۔" میر یہ صاحب زیر و سی اندر گھس آئے ہیں۔ میں نے انہیں ہی بوئی۔

"ملاقات کا وقت ختم ہو گیا ہے جناب۔"

193
"کوئی بات نہیں، تم باہر جا کر بیٹھو۔" دردانا واپس مل گئی۔ اسے سرگوں کے پھرے پر خود سامنے ماد نظر آ رہے تھے اور یہ بات اس کے پیے بہت جلا کی تھی۔ اس کا تخلیقی تھا کہ سرگوں بیٹھے وہی دو مردوں کی خوف زدہ کردی کرتے ہیں، خود خوف زدہ نہیں ہوتے۔

"بھی فرمائیے۔" "آج کے ملاقاتیوں کی فرست دیکھتے چاہتا ہوں؟" وہ بنا بر شروع کر اود۔ دیر ہرگز نہیں ہوتی چاہے۔" بات کیا ہے جناب؟" "بھات کوئی خاص نہیں، آپ جرباتی فرمائے کہ فرست دکھلنا۔" بھی بہت بہتر۔ میں ایسی آدمی روانہ کر رہا ہوں۔ اس علاحدہ فرمائیے۔ اس نے رجھر ان کے آگے کر دید، اور نہ فون کیا اور شناز بیگم نے رجھر میں درج ناموں پر ایک نظر ڈالی۔ ان میں آنکھ سے پڑھا۔

"پچھے آگئے ہیں یا نہیں۔" نام درج تھا۔

"آج ملاقات کے لیے بقیے آدمی آتے تھے۔ کیا بہد جا بچکے ہیں؟" ابھی تک نہیں آئے۔ انہوں نے تباہا۔

"بھی ہاں۔" سرگوں نے کہا۔ "بیرون رکھ کر وہ جیپ میں آ کر بیٹھ گئے۔ چند لمحے سوچتے ابھی اور جیپ پکھ کر ہیں تھے آجی تو جیپ کا رانج جزوی پہاڑوں

"خبردار میں ملاقات کا وقت نہیں دیا گی۔ پھر آپ کو اک افت مرؤ دیا۔ ان کا دل تیزی سے دمٹک رہا تھا۔ انہوں نے رٹکی نے کیسے کہ دیا کہ وقت ختم ہو چکا ہے۔"

"وقت دیئے کا خیال نہیں رہا۔" رٹکی کو اس نے کہا۔ "کیا لام پڑھا تھا۔ اور پھر اس نے بہت تیزی سے اپنی حالت صفوتوں سے میرے دو ملزم ملاقات کرتے ہیں؟" برقاب پا یا تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ انہیں پہچانتا تھا۔

دوسرا خ

اور اگر وہ انہیں پہچانتا تھا تو پھر اس کا بھی امکان تھا کہ آنکھ
اور آنکھ کو بھی پہچاتا ہو۔ سبی بات انہیں پریشان کر دیتی تھی
خواں رضا کے گھن نعمتیت کے لیے آئے والوں میں جایاں ہیں کہاں
بھی ایک آدمی موجود تھا۔ اس کا تھا قبضہ کرتے ہوئے آنکھ اور اپنے
اور فرحت جایاں ایڈ کو تک پہنچنے تھے اور اب اگر آنکھ بیمار
ہے کہ واپس ہو گی تھا تو پھر اب تک وہ ٹینون گھر کیوں نہیں پہنچنے
یہی سوادت انہیں پریشان کر رہے تھے۔ ان کی جیپ کی رفتار
یہ لمحہ زیادہ ہو رہی تھی۔ اگرچہ وہ نہیں جانتے تھے کہ اس طرف
آئے کا کوئی قانون ہے جیسے ہو سکتے ہے یا نہیں۔
شہر سے باہر نکلتے ہی پساری مسلسل شروع ہو گی۔ انہیں پساری
میں وہ دلوں پے زخم وائی لاٹیں مل چکی ہیں۔ یعنی فرقان جس
اور انخان رضا کی۔
اور انہیں جیپ کو بریک لگانا پڑتا۔ ان کے چاندنے لیا
ہوتی ہوئی جیچ کی رسم آواز سننے تھی۔
ان کے سامنے چار ہٹیں پڑی ہیں۔ لاٹیں ایک دوسری
کے اوپر بے درودی سے ٹوال دی گئی ہیں۔ ان کے سینوں میں
ٹولیں کے شکن تھے۔ شاید ہے آزاد پستوں سے فائز کر کے
انہیں ایدی ہینڈ سلا دیا تھا۔
چند نئے تک محدود اور فاروق سکنے کے عالم میں لاٹوں کو
گھوڑتے ہے۔ اب انہیں ان چاروں ٹھراں کے پھرے دیکھنے
کی بھی مزدود نہیں رہی تھی۔ انہیں معلوم ہو گی تھا کہ ان کے
ہاتھی کلام آپکے ہیں، ہندا وہ واپس مرے اور اسی ملن پکڑا
کر بترپا گاہ کے دروازے پر پہنچے۔ انہوں نے گھنٹی کا بیٹن دبایا ہی
فماں فرناز کی آواز کا نون سے ملکاری۔
”کون ہے؟“
”یہ ہم بھی فرناز تھے محدود تھے۔“
”تم دشمنوں کے نئے کی زد پر تو نہیں ہو۔“ فرناز نے پوچھا۔

”نہیں۔“ محدود بولا۔
”تو یہی میں دروازہ کھول دوں؟“ فرزاں بولی۔
”ہاں فرناز ہلدی کرو، ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔“
”اُسے تو پہنچ کیوں نہیں تیا بھاٹا۔“ یہ کہتے ہی فرناز نے
دروازہ کھول دیا۔ اس کے ہدایوں دے ان کے ماسنے نہیں تھے۔
دروازہ کھوٹنے کے ساتھ ہی دروازے کی اونٹ میں پھل گئی تھی۔ اس
نے اندر دافعل ہوتے ہی دروازہ ہند کر کے چھٹنی لگا دی۔
”خدا کا شکر ہے کہ یہ تم دو قدر ہی ہو۔“
محمد اور فاروق نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔
نہ اسٹے ہی بولا؛
”اُنکل ہم سب خطرے میں ہیں۔ آپ کے چاروں ماتحت
ہمال کر دیے گئے ہیں۔ فوراً مدد کر پہنچی۔“
”غیر قابے ہا۔“ فرناز کے مزے نکلا۔
”غیر نہیں ہے فرناز۔ آؤ جلدی کرو!“
وہ اندر کی طرف پڑی۔ جگرپا گاہ میں پروقیمر ماؤڈ عالیہ
بلیم جشید، بلیم خان رہاں اور چاروں تپے ان کا بے چینی سے منٹ
کر رہے تھے۔
”ہاں بھی، ایک بھر لاتے ہا۔“ خان رہاں انہیں دیکھتے ہی رہے۔
”چھاکے چاروں ساروں پاس والے جوکیے جا پکے ہیں بھی
اُن اُرد گھنٹے میں پہنچ جائیں گے۔“
”آؤ وہ گھنٹے میں اُور آپ ہم
لے پاٹ لجئے میں کا۔“
”یہ؟“ ان سب کے مزے سے بے ساختہ لکھا، پھر ان کی ملکیت
”یہ بھی رہاں ہو رہا ہوں۔“ پہنچنے منٹ سے زیادہ نہیں

لگائیں گے۔

”یکن ہمارا خیال ہے، خداہ آدھ گھنٹے سے پہلے ہی ہیں کہ مسٹر محمود نے نکر مند ہو کر گا۔“

”انہی خیر۔“ اکرم کے مزے سے نکلا اور اس نے رسیب رکھ دیا۔

”میں چھت پر جا کر جائزہ میتا ہوں، تم دشمن سے مقابلہ پیسے ہر طرح تیار ہو جاؤ۔“ خان رحمان نے تجربہ گاہ کے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے گا۔

”بھی نہیں، میرا تو یہ بیجا ہے کہ پروفیسر انگل نے پونک ان کی دعوت کو تھکرا دیا ہے، اس میں اپ وہ اپنی دھمکی کو عملی چادر پہنچانے لگے تاکہ دوسروں پر رعب ڈال سکیں۔ خاہر ہے، انہوں نے پروفیسر دادو کی کلاف ترم۔“

”جیتن اور ایک رائق بھی سے۔“

”دیری لگا۔ جلدی سے انہیں نے آئے اور لا رتوں بھی۔“

”میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ پاداً دیوبول سے انہیں قدر دینے کی لیے ہزورت ہے۔ جب کہ ہم اس قسم کے حادثے اکثر گھرتے ہیں۔“

”جس انماز سے پاداً دیوبول کو بلاک لیا گیا ہے، اس سے انہاں نے کامنا مشکل نہیں کہ ان کی تعداد چار نہیں،“ بہت زیادہ سے

”بھی انہیں اندرا واغل ہوتے۔ ان کے چھرے پر قدرتِ الہیں تھا۔ وہ مسلکا کر جوئے：“

”گھرنے کی کوئی بات نہیں۔“ ان کی تعداد پندرہ سے زیادہ نہیں ہے اور اتنے آدمیوں کو ہم تجربہ گاہ کے نزدیک آنے سے پہلے ہی اپنا نشاد بنا دیں گے۔ آپ نے پستول نکالے پروفیسر:

”تو کیوں ہوا؟ کیا وہ تجربہ گاہ کا دروازہ توڑ کر اندر را فیصل؟“

تفصیلی دیر بعد محمود، فاروقی، فرقانہ اور خان رحمان اسکھتے کہ

چھت کا رخ کر رہے تھے۔ محمود، فاروقی اور فرقانہ نے ایک ایک پستول سنجال یا تھا۔ اور رائق خان رحمان نے۔ ان کے ساتھ گویوں کا بھی کافی ذیفرہ تھا۔ چھت پر ہمچن کر انہوں نے ایک ایک کون سنجال یا۔

”جب تک میں فائر نہ کروں، اس وقت تک تم فائر بگلہا۔“ نہ کرنا، یکو نکل جانک کے بارے میں میری معلومات تم سے زیادہ نہیں ہے کریں گی اور نہ سوٹ۔ کیونکہ دونوں طرف ایک ایک آدمی موجود ہوا کرے گا، یکن ہو اس کے ااث رہا ہے۔ ادھر محمود صفر ہوں۔“ خان رحمان نے دل آزاد نہیں کیا۔

”غیر ایسی بات تو نہیں، صفر تو کہپ نہیں ہیں۔ اسے بال اکل، نہود اور اس کی بیوی کا یہی حال ہے۔“ فاروقی کو بیسے اچانک سنجال آیا۔

”بھتی کمال ہے، ان عادات میں بھی تم ادھر احمد کی بیوی کا حوصل رکھتے ہو۔“ خان رحمان بڑے۔

”یکوں نہیں انہل،“ دراصل اب تھمارا روزمرہ کامیابی میں ہے، لہذا ہم خوفت کے محات کو اپنے اور سوار نہیں ہونے لیتے۔

”ہاں،“ یہ تو غیر تھیک ہے۔ ہاں تو قم نے غمود اور اس کی بیوی کے بارے میں پوچھا تھا۔ بھتی میں تو ایک تھی مصیبت میں پھنس گی ہوں۔“ انہوں نے کہا۔

”بیک دانت کئے کر دیں گے۔“ فاروقی نے کہا۔

”اگر ہم انہیں صرف بھگا بھی سکے تو بُری بات ہو گی۔“ فرقانہ

”بیک دانت کئے کر دیں گے۔“ فاروقی نے کہا۔

”اگر ہم انہیں صرف بھگا بھی سکے تو بُری بات ہو گی۔“ فرقانہ

”بیک دانت کئے کر دیں گے۔“ فاروقی نے کہا۔

”اگر ہم انہیں صرف بھگا بھی سکے تو بُری بات ہو گی۔“ فرقانہ

"اُن میں بھی یہی سمجھتے ہوں، تھہرہ، یہی چند فائر درختوں
نماں، یہ بات بھی ٹھیک ہے۔ دشمن کو کمزور نہیں کیا ہے، بھی اُنکے دل کی نالی
بُس افعت کی گھنی شاخوں کی طاقت کری۔
خان رحمان بولے۔

اچانک انہوں نے درختوں کی سمت میں ایک قاتر ہبک،
ساقہ بھی پر جوش آوازیں بولے:
وقت الگچہ دن کا تھا، لیکن اس کے باوجود بھی درختوں
کرنے پڑے توگے لوگ لفڑیں، آرے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ
"شرمیع ہو جاؤ، دشمن نظر نہ آئے، اب بھی وقہ نظر نہ
کرنے رہو، تاکہ وہ بترہ گاہ کے قریب پہنچنے کی بہت زار کے
بھی ان کے انداز تھم نہیں ہوتے تھے کہ پہنچنے سے بھی پائیں
لگتی۔ گویاں دیوار سے نکلیں۔ انہوں نے فوراً سر پیچے کر کے
خان رحمان نے گھنی شاخوں کا نہ ہیا اور قاتر کر دیا۔ تو رہی
اور پھر فوراً سر اوپر کر کے دہ مری یاد فراز کے۔
"حیرت ہے، یہ لوگ کیاں پہنچے ہوئے ہیں۔ گویاں اُنہوں
ذی شاخوں میں ابھت یہاں پہنچے گرتے گا۔
سیدہ میں آرہی ہیں، جب کہ گویاں کا رنگ پیچے سے اپر
"وہ بارا۔" قاتری چلا یا۔
چاہیے۔" خان رحمان بُر بُر لایے۔

یہ انہیں دشمن کے مقابلے میں بھی کامیابی حاصل ہوئی تھی۔
باب میں انہوں نے ایک تیر آواز سنی، جو ان کے کاؤن میں
یہیں ان کے علاوہ کسی اور جگہ بھی پہنچے ہوئے ہیں اور یہ ہدایت
پیٹھے بہت خلناک بات ہے۔
"سیدہ میں گویاں آئے کا مطلب یہ ہے کہ وہ درختوں پر
موارد ہیں۔" فرناز نے چونکہ کر کہ۔

لگان سا اٹھا۔

لے پہنک کر کا۔

"شاید اب وہ بترہ گاہ کی پہنچی سمت سے چل کر تاچلتے ہیں۔

خان رحمان بولے: "تم دلوں ہو شیار رہو۔"



محمود اور فاروق پہنک بترہ گاہ کی پہنچی سمت پتوں کا
کھٹکتے تھے، اس پیے وہ صورت حال کا مقابر کرنے کے پ
تیار ہو گئے، لکھی سکنڈ گز گئے، لیکن دشمنوں کی گرفتاری
نائز تھی ہوئی۔
"یہ لوگ کیا کرنے کا وادہ رکھتے ہیں؟" خان رحمان بُر بُر
"کہیں یہ پیٹھے کے بیل رینگ کر بترہ گاہ کے دروازے
تو نہیں پہنچنا چاہتے۔" محمود نے خجال خاہر کی۔
"شاید۔" لیکن بترہ گاہ کا دروازہ کمزور نہیں ہے۔
فکر نہ کرو۔
اچانک ایک دھماکا ہوا، کوئی پھر بترہ گاہ کے پاس میا
لے چکپ کے پاس آ کر وہ رک گیا۔ سب سے اگلی چیپ سے
بھی۔

"ارے یہ کیا؟" خان رحمان کے منز سے نکلا، پھر بھی ان

بھی گئی، وہ چلا کر بھی۔

"اوہ، آپ ہیں۔ ہمیں ایک فون موصول ہوا تھا کہ پر و فخر
داوڑ کی بترہ گاہ کے اس پاس سے گویاں پہنچنے کی آواز آرہی

لیکن پہنچنے کے لیے وقت ہی کمال رہا تھا۔ اچانک دونوں

دھماکے اور ہوئے اور پھر عمارت سے گرد اور دھوئیں کا یا۔

انہوں نے تجربہ کاہ پر شاید ہم بیسکے ہیں۔ آپ فوری طور پر ذرا
بریگیڈ کے لیے واٹر میں پر پیغام دیں۔

"ابھی بیسے ہے۔"

فہریں پر گلگھے والوں کو یہ بات تھا۔ سب لوگ ان گلگھے بننے
چاہیے تھی۔ اب تاں جگہ بنتے ہیں ان لوگوں کی تلاش
کام شروع ہوا۔ تہذیت اجتماع سے جدید طریقہ اعلان
کرنے کا شاید قوی لادی احصاپ کے ایک بھتے کہ ان حالات میں
بھی خود کو سنبھالے ہوئے تھے اور قدرا کو یاد کر رہے تھے میں
تہذیت کی چار بیواری کے حساب سے کھلکھل خواہ گی۔ میں ان
چار بیواریوں کو نہ کہوں بلکہ میں آئیں۔

"اگر وہ بھتے میں نہیں ہیں، تو پھر ضرور وہ زندہ ہیں۔"

لڑکے مزے نکلا۔

"کر، ہمیں کسی بھروسی وہیہ کے ذریعے اور کی دیواروں کا بھی
ڈالنے میں چاہیے۔ ایک بھتے میں مشکل دیا۔

انپر جشید نے اس شرکے کو پسند کیا: چنانچہ فائزہ بریگیڈ
سے بھتے فروں پر تھیں اور پاروں سے لگوں۔ وہ بیدی جدید
چار بیواری پر چڑھتے گئے۔ اور وہ پنج کر انہوں نے ایک تیرتیز
تکڑی کیا۔

چوتھتی صرفت درہمان میں سے گری تھی۔ دیواروں کے ساتھ
ماخ پر جسم باتی نق کی تھا۔ اور اس سیچے ہوئے ہے میں خان
دیا۔ محظوظ خاروق اور فرزانہ ایک دوسرا سے پیشے ہوئے ہے بھتے
لڑکے ہوں گے، میکن اب وہاں چھت کھاں تھی۔ انہوں نے

آگ کو بھاٹے، بھے کو ٹکڑتے اور پھر ان لوگوں کو تلاش کرنے
میں گھنٹوں لگ گئے۔ اس دوران انپر جشید بھی برائے فائر بیگ
اور پر لیس والوں کی بدد کرتے رہے تھے۔ اگرام بھی اپنے، تھنی کا

لے کر پہنچ گیا تھا۔ شام کے قریب جا کر وہ تجربہ کاہ میں داخل
ہوتے میں کامیاب رہتے۔ انہوں نے دیکھا، پروفیسر داؤڈ اسٹارٹ

حادم، سرو، ناز، شستا زینک اور بیگ جشید یہ سب توئی پھر جو جو
میں مختلف آلات کے درمیان پھٹے پڑتے تھے۔ انہوں نے جدید
جلدی ان سب کی بیندوں کو جھوک کر دیکھا۔ اور پھر چلا اٹھے۔

۱۰ محمد اللہ، یہ سب زندہ ہیں۔

فرد، انسیں ایکو لیشون میں ڈال کر بیستاں بداہ کی گی۔
اوہ پھر اچانک انپر جشید دھکتے رہ گئے۔ آن کے مزتے لالہ
یا اللہ، خان رخان اور میرے میون پچے کہاں ہیں؟

اگرام اور دوسروں کے ساتھ اب ان چاروں کی تلاش شروع
ہوتی۔ انپر جشید نے ناچہ بلانے کے ساتھ عقل کو بھی حرکت
ਤ انسیں خیال آیا۔ جلد ہونے والی صدمت میں وہ چاروں ٹھوڑی
پر پڑے گئے ہوں گے، میکن اب وہاں چھت کھاں تھی۔ انہوں نے

بادت خدا ہیں وہیں دی گئی کہ وہ ان کی پیش کشی جو کریں۔

اہ ایکام بہت بُرا ہو گا۔ پروفیسر داؤڈ اس معاملے کو ہر سے علم
میں ہے۔ میں تے اکام سے کہ کہ چار سادہ بیاس دلتے تجربہ

اکام کے ارد گرد مقرر کر دیے۔ آئی محمود، قاروق، فرزانہ اور بیگ
لے ساتھ خان رخان اور ان کے گھر کے افراد بھی ایک اتفاق کے

نکت پروفیسر صاحب کے پاس موجود تھے۔ میں ایک سیٹے میں لکھیں
یا پڑا تھا۔ واپس لوٹا تو تجربہ کاہ سے گرد اور دھوپیں کے
اکام اٹھتے تھے۔ اکام سے آتا پتا چلا ہے کہ محمود اور

ناروق نے یہ بات محمود کی تھی کہ چار سادہ بیاس ولے جو مقرر
بے گئے تھے، ان کی ہیگہ لکھنی دشمن کے آدمیوں نے نہے لی ہو۔

دریں ہوا بھی ہے۔ اکام اور اس کے آدمیوں کو ان کے چاروں
دھوپیں کی لاشیں مل گئی ہیں۔ جنگل میں بے شمار قدموں کے

ٹھیکانات سے ہیں۔

ایک بڑت سوسائٹی ہے۔ اس سوسائٹی کی طرف سے پروفیسر داؤڈ
کو ملازمت کی پیش کش موصول ہوئی تھی۔ تھوڑا بھی بہت بہارہ
پیش کی گئی تھی، میکن جملہ پروفیسر داؤڈ اپنا ملک چھوڑ کر دوسروں

اپنی خدمات سے خالیہ اٹھانے کا موقع کھا دیتے رہے تھے۔

اوہ پھر ریاست شیکو کے اس ادارے کے آدمی یہاں کہاں
چنانچہ انہوں نے نکال کر دیا۔ ادارے کی طرف سے دوسرا اور
تمسرا خط بھی ملا۔ میکن انہوں نے کوئی توجہ نہیں دی۔ آخر اسی

سب لوگ بیستاں کے بڑتیں پر یہی تھے۔ ان کی ترجیح کر دی گئی
تھی۔ سب کو معمولی مخصوص پر جو میں آئی تھیں۔ تھا ہم وہ، ابھی بھی
مکمل خود پر بے ہوش تھے۔ شاید دھماکوں نے اعصاب پر بُرا اثر فرا

ہوتی۔ انپر جشید نے ناچہ بلانے کے ساتھ عقل کو بھی حرکت
ت انسیں خیال آیا۔ جلد ہونے والی صدمت میں وہ چاروں ٹھوڑی
پر پڑے گئے ہوں گے، میکن اب وہاں چھت کھاں تھی۔ انہوں نے

اسی وقت قدموں کی آواز سنائی دی۔ انہوں نے دیکھا انکی
بھی پیش۔ شردار الحمد صاحب اور دُوئی آئی بھی افتخار احمد خان پلے۔

"اُفت میرے غلام! یہ سب یک ہوا۔" پیش صاحب کے مزتے نہ
"یہ چنانچہ، خدا کو ان سب کی زندگی منظور تھی: دوڑہ
ڈشمنوں نے تو کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔"

"آخر یہ معاملہ یہ ہے؟"

"معاملہ بھیب و فریب ہے۔ ریاست شیکو کا ایک ادارہ میں
ایک بڑت سوسائٹی ہے۔ اس سوسائٹی کی طرف سے پروفیسر داؤڈ

کو ملازمت کی پیش کش موصول ہوئی تھی۔ تھوڑا بھی بہت بہارہ
پیش کی گئی تھی، میکن جملہ پروفیسر داؤڈ اپنا ملک چھوڑ کر دوسروں

اپنی خدمات سے خالیہ اٹھانے کا موقع کھا دیتے رہے تھے۔

اوہ پھر ریاست شیکو کے اس ادارے کے آدمی یہاں کہاں
چنانچہ انہوں نے نکال کر دیا۔ ادارے کی طرف سے دوسرا اور

تمسرا خط بھی ملا۔ میکن انہوں نے کوئی توجہ نہیں دی۔ آخر اسی

وقت اتفاق نہ ہیجان ہو جو دیکھنا، ملے دیکھنا، رکھنا دیکھنا۔
ان سنت تحقیقات کا ارادہ تو بھت تکمیل پڑتا ہے۔
”لیکن مطلب ہے، تم یہ کس لارج کر سکتے ہو؟“ شان صاف تھا۔
”چراں چوکر کر کا۔“ ”لیکن اسے اپنے لارج کر سکتے ہو؟“
”لیکن بھیجی ریچے، افٹن کی رائے پر بھیجیں گے لارج کے یا نیکیں؛
اپنے انہوں نے کہا۔
”لیکن مطلب ہے، چونکہ کس لارج کر سکتے ہو؟“
”لیکن سیرام کر کر رکھنا کس کے لحاظ میں کی معلومات میں قرار ہے
کہ تو کچھ کے اختلاف میں بہت کچھ تلقین ہو سکے۔ اختلافات
میں بہت لارج کے اختلاف میں ہو سکتے ہو۔“ ”لارج کی کسی نیکی وہ
بھیں ہیں کہ ملے دیکھنا، بھلے کھلانا کیلئے پیش کی جائیں گے لیکن غذیہ۔
”لیکن ملے دیکھنا وہ ملے دیکھنا کی طرف میں ہے اسکے
لیکن ملے دیکھنا وہ ملے دیکھنا کی طرف میں ہے اسکے
لیکن ملے دیکھنا کی طرف میں ہے اسکے لیکن ملے دیکھنا کی طرف میں ہے
الہام کو اٹھانے کے لیکن ملے دیکھنا کی طرف میں ہے اسکے لیکن ملے دیکھنا کی طرف میں ہے
اس کے ساتھ ہی ہرث ایڈ برٹ سوسائٹی کے پیش پر جو خود سے ملے اپنے تھے کیوں
چلکا دیکھنے کو سمجھی اگر دیکھا۔ میں نیکی دیکھوں تے یہ بھی جیسا ہے۔
اسی باتے ملے دیکھاتے کے۔ ملے دیکھاتے کے بیٹے والوں میں
کچھ ملے دیکھوں کے کیروں پر بھی چلکا دیکھی جی ہوئی ہیں۔
”یا اللہ حرم“ تے سب کی ہونا ہے چند خانہ صاحب ہات۔
”لارج کی تاریخ کوئی لگا پکڑ ملکوم ہوتا ہے پس کوئی جی مانے
کیا اور اسے احمد بدل دیا گا۔“ ”لارج کی تاریخ کوئی جی مانے
کیا اور جو بھی میں نے دیکھا ہے اسے دیکھا ہے جی مانے میں سے ملے۔

”ایں پوری فرج ہوشیار رہنے کی پدایت کر دی تھی۔
”جڑی دیر لجد وہ ایک بار پھر احمد تحقیق سوداگر کی کوئی کے
لہاظ سے پرستک دے رہے تھے۔ دروازہ فراؤ ہی کھل گی اور
لیکھ کر داڑم کی حدود دھکائی دی۔ وہ اپنکے جشید کو اپنی مار
قا پڑا پنچ بولا۔“

”تشریف لے آئے جاہب“ صاحب موجود ہیں۔
”لارج، نیں ڈانگ درم ہیں۔“ آیا۔ جلد ہی احمد تحقیق
کو ادا نہ داصل ہوتے۔ یہ ایک دیوبیانے قدر کے آدمی تھے۔
”لیکن اس دو دن ملکا بھی دل کش ملکا بھی دیکھیں۔“

”جشید“ خبر تھے۔ ”م آج بیج میں آتے تھے۔“
”بھی ہاں“ بھیجے ایک سلے میں آپ سے کچھ باتیں کر رہیں۔
”تو پیش کرے، اس وقت میں فارغ ہوں۔“ بگیں بھی ابھی
لارج ہوں گی۔

”بھی، ان کی عدم موجودگی بستریت گی“ اپنکے جشید بولے۔

”کیوں، ایسی کی بات ہے؟“ انہوں نے چونکہ کر کا۔

”آپ کا جان ماںکل سے کی تعلق ہے؟“ اپنکے جشید پاپا کے
ہاں یا۔

”کی؟“ احمد تحقیق سوداگر چلا اٹھ۔ ان کی آنکھیں خوف سے

چل گئیں، پھر خوف کی ہڈھٹھٹتے لے لے۔ ان کا چڑھہ سرخ ہوتا

رہے ہیں۔“
”میں کسی کا جا سکتا ہے؟“
”معاملہ بہت اچھا ہوا لگا ہے۔“ کیوں نہ ہم حکومت
ذریعے سے ہرث ایڈ برٹ سوسائٹی کے بارے میں تحقیقات کر لیں
آئی جی بولے۔

”میں یہی چاہتا ہوں۔“
”غفرنا کرو، اس کا بندوں بست ہو جائے گا اور افغانستان
کا ہیں معلومات حاصل ہو جائیں گی۔“

”لیکن ہے، اس دو دن میں احمد تحقیق سوداگر اور اپنے بھائی کے
ہاں میں تحقیقیں چاری رکھوں گا۔“ میرے بازو بے کار ہوئے
ہیں۔ یہ شاید چند دن تک کام کے قابل نہ ہو سکیں، میں اور
کے باوجود میں خود کو بے میں نہیں سمجھتا۔ میں اسی وقت بڑے
لیعنی سوداگر سے ملاقات کرنے جا رہوں اور اگر ضرورت حکمران
کی تو جان ماںکل کو بھی ٹھوٹوٹوں گا۔

”لیکن ہے، غلام سب کو جلد از جلد صحبت یاب کر۔“

پل پل کے حالات کی خبر دیتے رہتے۔ ہم ابھی حکومت شکوئے دہ
قام کرتے ہیں۔ یہ کہ کہ آئی جی صاحب اٹھ کھڑے ہوئے۔

کے رخت ہوئے، اپنکے جشید بھی جیپ میں ہسپتال سے نکلے
تاہم انہوں نے ہسپتال میں پہنچ سادہ بارس ولے مقبرہ کریں۔

تہجی اردو نہ تو کیف تیر سلا، بٹکا لان ۱۳
تہجی اردو نہ تو کیف تیر سلا، بٹکا لان ۱۴
تہجی اردو نہ تو کیف تیر سلا، بٹکا لان ۱۵
تہجی اردو نہ تو کیف تیر سلا، بٹکا لان ۱۶

میں پر اور دلائل اُسمی بلکہ بھی دلائل حقیقتی تھے کہ ان میں پنج خواص مکمل ہیں
اُدھر اور ہر قیمتی مالیت کی وجہ سے سندھی طرف بیٹھوئے اُن کے لئے
کوئی خدمت نہیں پڑی۔ لیکن تینوں میں سے ایک کوئی خدمت نہیں پڑی۔
لہ تو یہ اُصفت بیکوئیں یہ میان کی بات کہ کڑا ہے۔ میں اسے
تم نہیں کر سکتے بلکہ یہ مردیں خلاستے چاہتے ہیں۔ وہی، پیار میں اور
بُت نہیں۔ پیر طہیل اور تیس سوچے بیانوں کا۔ اسے میں اور
اس کے ساتھ دیا اور وہ بتائے تاکہ
درپی بوا۔ اس کے غامبوش ہوئے پر اُصفت نے کہا:
”اف قضا، تو یہ اس حد تک بھی لوگوں کے حکوم کرتے ہیں،

پڑا گی۔ کئی سالکرہ بعد امام حنفی نے پشاور کا نام آور ایں جو ہے بے پرواہ
تھے، جس طبقہ اخلاقی عالم نے امام حنفی کو نہیں بہت بچوئی بہت بے
تم ملزوم تھے مگر وہ میں اور نہیں تھا۔ تم اپنے چہپ کو تھا۔ پھر تھے میں بچوئی
ہوتا تھا۔ میں تھیں جبکہ وہ کیے تو ہم تھوڑے بیرون میڑھتے اور جان دیکھ
کے معاملے میں مانگ کر رکھتے تو تھیں تھاری چیختی یاد دیکھ دیکھا۔
ان کے متینے اُنکے گھوٹکی لئے کوڑا کھجھ کے لئے کوئی
تھیں جلدی اُنکے بے۔ ۱۰۔ ۲۶۷ سالہ ایڈیشن
ذکر، ذکر، ذکر۔ ۱۹۷۴ء۔

— تَعْلِمُونَ لِيَكُنْ لَكُمْ شَرِيكٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ
— قَدْ أَنْتُمْ بِهِ مُحْكَمُونَ — حَمَدُوكُمْ يَا مُحَمَّدَ
— إِنَّمَا يَنْهَا الْمُشْرِكُونَ — إِنَّمَا يَنْهَا الْمُشْرِكُونَ
— إِنَّمَا يَنْهَا الْمُشْرِكُونَ — إِنَّمَا يَنْهَا الْمُشْرِكُونَ

امول نے فرقانِ جہاد کے بارے میں مزید پکھتے پکھتے معلوم کرایا ہوا :
 ”ہوں، ایسا ہی.....“ آفتاب نے کہ چاہا۔ لیکن آفتاب نے
 اس کی بات کاٹ دی :

”میرا خیال ہے، ایک سیند کار بجارتے تعاقب میں مل گئی ہے
لہوڑا بھڑی ٹیکی رفتار زیادہ نہیں ہے۔ کار والہ اگر چاہے تو
ہت آسانی سے اُنے مل سکتا ہے، میکن وہ آنے گے بلکہ کی روشن
نہیں کر رہا۔“

"اودھ" ہن کے منز سے نکلا۔ چند یکٹا ٹک دہ سخید کار

ل رفخار کو بیور دیجئے رہے، پھر فرحت نے کہا :
”مکھارا! خدا شکری گھر آئے۔ شوہد احمد۔“

ہے۔ یہ کہ کر وہ ڈنائیور کی طرف مڑی

ڈیکھوں ماحب، گاری شہر سے باہر جانے والی سڑک کی رفت

مکتبہ ملیٹس - ۲

"جی اچھا، یعنی پلر کیا ہے؟"
"کچھ لوگ عالم اگھر دیکھ دینا حاجت نہیں رکھتا۔" احمد نے کہا

لیکی ڈرامہ تھا۔ ایک ذہنی سڑک پر کام موت لی۔ فوٹو

انہوں نے سفید کار کو بھی مرتے دیکھا۔

لاباس میں کوئی شک نہیں رہ گی کہ کار ہمارے تعاقب میں ہے۔

"ان علاقات میں ہر کا روح لرتا مناسب ہیں ہو گا۔" افتاب

[View all posts by admin](#) | [View all posts in category](#)

پھر تو یہ قاتلوں کی جماعت ہوتی اور یہ ادارہ غیر قانونی ہے:
”نام نہیں بھی ایسا جان کو جا کر بتاتے ہیں۔“ آفتاب نے
کہا۔

”اس کا مطلب تو پھر یہ ہوا کہ اخوان رضا کو بھی اسی حیثیت سے قتل کیا ہے۔ اور یہ کام انہوں نے صریح اس کے لحاظ سے کرنے پر کیا ہے۔ خاہ ہر ہے، اس کے بھائی سے انہوں نے جگاری معاد نہ یا ہو گا، جیسا کہ انہوں نے مجھ سے طلب کیا تھا۔“

”ہوں، اور اگر جھوکیں جائے تو فرقان مجید کو علی اس
جماعت نے قاتا کا سے سکھ مددم نہیں، کہ اپنے دو فریاد

کس کے لئے پر کیا ہے؟ ” فتح نے پر خالی بیجے میں کہا۔

"فرقان حیدر کی موت سے جسے بھی قائد پہنچا ہے اسی سے

جايان اينڈ کو کي خدمات حاصل کي ہوں گي ۔ آصعٰت نے کہا۔

"صروری بات ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ ہماری
حکومت آگر بڑھ دی سے "آفتاب نوٹش" سے کہا جائے۔

یہ اسے پروردہ ہے۔ امباب دوں ہو مر جوہ۔
”اب آئیں گے ایسیں پی غازی کو چکر“ آصف مسکرا یا۔

وہ شیئل چیپرز سے باہر نکلے اور پاس سے گزرتی ایک لڑکہ

کو اشارہ کیا۔ میگی میں بیٹھے ہوئے انہوں نے گھر کا پتا بتایا۔

یہی حرمت میں آتی اور تین روڑ پر اتھی ۔
”اپا عاجان بھی شامد اس وقت تک گھر پہنچ لئے جوں گے۔

گروہی شہر کی طرف پہنچ گئی۔ اور سفید کار میں بھیج دیوں آئیں
غایی نیکی کو دیکھتے رہے گئے۔ پھر سفید کار تیری سے بیک ہوئی اور
پڑ کے پاس ۳ کمری کیٹی۔ ۴ میں میں سے جلوہ تسلی چہرے ۵ وہ
اور چلا کہلا آؤتی اور کر دی جوں کا جائزہ لیتے ہیں۔ اچانک بڑے
پھرے داتے نہ گئے۔

”تم درختوں کے یچھے چھپے ہوئے ہو۔ ہم اکثر ہمیں
بکھریں کیوں نے مخفی پند بیک کریں گے وہ
و اس نے بند آوازیں کے ساتھ۔ درختوں کے یچھے چھپے
ہائے آفتاب، آصلت اور قدرت سے بیک وہ سرے کی ہدایت دیکھا۔
بیک کے رہے ہوں، اب یہی کریں۔ اور ہم آفتاب ان درختوں کو
پہنچ دیکھ کر بہت جزوں تھا اور سوچ رہا تھا کہ ہم ایک تعاقب
کرنے کی لیے ضرورت پیش کی گئی۔“

”اگر تم ہیں آتے تو پھر ہم اترے ہیں۔“ جلوہ تسلی پر
والے نے کہا۔

پھر دیوں درختوں کی حالت پڑھنے لگے۔ تینوں پریشان ہو
لے۔ کوئی آفتاب وہ ان درختوں سے جو کہ اور اونہم نہیں ہو
سکے ساتھ۔ اس طرح ایکیں دیکھ دیا جاتا۔ ان کے پاس کوئی سمجھا
ہی نہیں تھا جس سے وہ مقابِل کرتے گئے۔ تیار ہو گئے۔
ابھی وہ سوچ ہی رہتے تھے کہ توہن، چانک ان کے سامنے

ڈنگیں ہیں جو اس کی خلیہ میں ہوں۔ اس کے ساتھ میں اس کے ساتھ
”دیکھو، کیا آپ کو کہاں میں بھی ہوئے ہیں؟“

”میں کسی جگہ نہیں ہوئیں۔“ میکھی کا جواب۔ میکھی کا جواب
کہاں پڑھتے ہوئے آہنی پریشانی کا سلسلہ رائیہ دار تھا۔
”میکھی ہے، اپنے اپنے پریشانی کا جواب کیا کہ جو کوئی نہیں
ان درختوں کی آجسنا کہتا ہے جو کار کا جائیں۔“ میکھی کے ساتھ
کہا۔ یہ میکھی پریشان تھا۔ آفتاب نے سرپر نظر داتے ہوئے
کے مطابق رقم اس کی گلوپیں ٹھیک ہیں۔

”لادا شکریہ پریشانی کا سامنے ہے۔“ میکھی کا جواب
”اس نے ہمیں کوئی پریشانی دی۔“ وہ جلدی جلدی اپنے کے سامنے
اترا تھی۔ اسی آنے پڑھ کی۔ وہ دوڑتے ہوئے۔ میکھی کے ساتھ
چھپ لے۔ اور درختوں کی اوٹ میں ہوئے۔ میکھی کار میں کے پاس
سے گزر گئی۔ اور جو سے میکھی اپنی حقیقت کا سامنہ سفید کار کے قریب سے

”شکریہ، اداکار صاحب نے ہیں زیادہ سے زیادہ پسیل پیٹھے کی
ہوت کر رکھی ہے، اسدا ہم پسیل جانا پسند کریں گے۔“ آفتاب
”بیس یوں ہی۔“ ان درختوں کی ہوائے رہتے تھے، لیکن

”اے نہیں بھی، شہریاں سے بہت دُور ہے۔ چند آؤ۔“
”ہم بہت بہت شکریہ، ہم پسیل ہی جائیں گے۔ ہمارے والدیہ
کے لامر کھا ہے، اسی کا، حسان تھا۔“
”اے ایک بات رہ گئی تھی۔ وہاں موقع نہ مل سکا۔“
”تم بیوں نہیں بانو گے۔“ سو، اگر تم اپ ایک نظر جو دے
چھرے والا بولا۔

”چھے خیر، اب پوچھ لیں۔“ فرماتے ہوئی۔
”تم انسپکٹر کامران مزا کے بیٹے ہو؟“ اس کا رغبہ آفتاب کی طرف چل پڑا۔ آفتاب
”فرحت بھی اس کے یچھے پل پڑے۔ اب وہ کہ ہی کیا سکتے
ہو۔“

”اس میں کوئی شک نہیں، تو پھر۔“ اس نے صرف یہ پوچھ لے۔
کے لیے بیان ملک کا سفر کی سے۔“ آفتاب بولا۔

”ہاں، اس کا مددب ہے، لہتارا بیان جھوٹا تھا۔“

”بھی سچھ لوت
کی تباہے پاس تباہے خالد نے سمجھا تھا۔“

”کی تباہے پاس تباہے خالد نے سمجھا تھا۔“
”ہمیں یہ بات معلوم ہے کہ ہم تباہی طرف روانہ ہوئے ہیں۔“

”بہت توب، تو پھر آؤ۔“ تباہیں شہر پہنچا دیں۔ جہاڑا تباہی
چکڑا نہیں۔“ اس نے دوستا نے بیٹے ہیں کہا۔

آگئے۔ ساتھ ہی دیوں نے اپنی جسمیں سے پستول کھالی ہے۔
”پسیل دوستو، تو تم یہاں پہنچے ہوئے ہو۔“

”بیس یوں ہی۔“ ان درختوں کی ہوائے رہتے تھے، لیکن

”اپ حضرات نے کیسے تکلیف کی۔ ابھی ابھی تو میں آپ سے ملا۔“
کر کے آیا ہوں، اگر کوئی بات رہ گئی تھی تو وہ میں پوچھ لیں گے۔

آفتاب نے شوخ آوازیں کی۔

”ہاں ایک بات رہ گئی تھی۔ وہاں موقع نہ مل سکا۔“
”تم بیوں نہیں بانو گے۔“ سو، اگر تم اپ ایک نظر جو دے

چھرے والا بولا۔

”چھے خیر، اب پوچھ لیں۔“ فرماتے ہوئی۔

”تم انسپکٹر کامران مزا کے بیٹے ہو؟“ اس کا رغبہ آفتاب کی طرف چل پڑا۔ آفتاب

”فرحت بھی اس کے یچھے پل پڑے۔ اب وہ کہ ہی کیا سکتے
ہو۔“

”اس میں کوئی شک نہیں، تو پھر۔“ اس نے صرف یہ پوچھ لے۔

کے لیے بیان ملک کا سفر کی سے۔“ آفتاب بولا۔

”ہاں، اس کا مددب ہے، لہتارا بیان جھوٹا تھا۔“

”بھی سچھ لوت
کی تباہے پاس تباہے خالد نے سمجھا تھا۔“

"بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ میں غلط نہ رہا تھا اور اس کے بارے میں بھی کہتے آفتاب نے سعادت مندا انداز پرچھے پھرے دیا۔

"تمہیں یہ کس طرح معلوم ہوا کہ میں دراصل کون ہوں؟" "جلاں نہ کرو۔ میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ تمہیں جایاں ایڈکر میں ہو گی معلوم۔"

"میرے خیال سے یہ بات تمہیں اس آدمی نے بتائی ہوئی۔" "میرے خالو جان کے ماں وہ جان کے بھائی صاحب نے پہنچیں اس وقت تھے میں داخل ہوا تھا۔ جب میں بلکہ راجح تھا کہ ملک آپ لوگوں کے ذریعے حل کرائی تھی۔ اس نے آپ کے پیٹا نہیں، کس نے میں یہ بات بتائی تھی۔ تمہور پہنچ اس کی تعریف ہمارے سامنے کی تھی۔"

وہ نہ کہتے اپنے کام کے عادی ہیں۔"

"ذیخ، سید سے اسی مقام کی حرف بیٹھو جو جماں خاص تھا۔ تو پہلے گیوں میں بتایا تھا۔ خواہ خواہ ایک ہبڑا کام ہے۔" "تم لگ گیا۔" آفتاب نے بہت کر کر۔

"خاص آدمیوں کو غامی تھا کہ پر جویے جانی وجہ سے اسی قسم بتاتے ہو یا نہیں؟" "تم بتاتے ہو یا نہیں؟" "تھا کہ ہی میں کی فائدہ ہو جائے گا۔" تم نے پتا آدمی کے خوش ہو کر کیا۔

"اس واٹھا ہام میں اور ہر ہی جا رہا ہوں۔" اس نے کہا۔ "لادھا کے گھر بیج کر عملی کی تھی۔" آفتاب نے جواب میں کہا۔

"گویا آپ لوگوں کے نام مادر ہام اور دیوار ہیں۔ یہ اسی تھا۔ تو اسی سارے گھار کا تقاضہ کرتے ہوئے ہم ہمک پہنچتے تھے۔" تو اسی گھار سے جیسا ہماسے ہاں کام دیوتا۔ امیر ہام سے اسی کام سے پونک کر کا۔

جس کوئی نام ہماسے ملک میں نہیں پایا جاتا۔ آفتاب نے اسی کام سارے گھار کا تھا یا اس میں نہیں۔" اس بھی کیا معلوم کہ اس کا نام سارے گھار کا تھا یا اس میں نہیں۔" اسی کام سے پونک کر کر۔

"تم جایاں ایڈکر کے دفتر کی طرح ہیچ کے لئے تھے۔" شاید سید ہمی طرح جوابات دینا تم نے سیکھا ہی نہیں۔" ہمارا عزایا۔"

"یہ اندازہ آپ نے اس کے اسے میں پاٹکل دست کیا۔ آفتاب نے خوش ہو کر کہا۔

"میں سارے گھار کی کھال گھاؤں گا۔" اس نے اعتماد کیا۔ "یہ کسی خاص جگہ ہے۔ جہاں کار بھی ٹکرائے گئی ہے۔" نہیں کی۔"

"میں کھال گئے سے پہلے اسے یہ ضرور بتا دیتا کریں۔" آفتاب سکرایا۔

گھر تفریت کے لیے جائیں تو چھرے پر ہو گواہ تکمیرات قائم۔ "کاروں صرف لگاؤتی ہی نہیں، ترکھاؤتی ہی نہیں۔" قومت نے پہنچنے چاہیں۔" آفتاب بولا۔

"ہوں میں سمجھ گی۔" آفتاب نے اس کا تعاقب کیوں کیا تھا۔ اور پھر کار رک گئی۔ اب وہ شرک سے تقبیہ۔ ایک فرد ہاگ خیز۔ اب تم کسی کو کچھ بھانے کے لیے زندہ نہیں رہو گے۔" "اگئے تھے۔" دینے انجمن بندیں اور پہنچے اور آیا۔ اس نے

"اوسے پاپ رہے۔ آفتاب، تم نے ست، انہوں نے کام ہام کو نظر پھر کر دیکھا اور بولا:

"کیا اجازت ہے جناب؟"

"ہاں، سُن چکا ہوں۔ زندگی ادھمتو خدا کے ناقبہ۔" "ہام" اسی سے تو یہاں آئے ہیں۔" مادر ہام نے کہا۔ آفتاب نے بُرا سامنہ بنایا۔

"وہ تو ٹھیک ہے، لیکن اس وقت تو ہم لوگ ان کے لیے کہ نہ رہا وہ جمیں ماری۔" یہ پہنچ کیجھ اس قسم کی تھی جیسے ریڈ ایڈن میں ہیں۔"

"تو یہ ہے، خدا تو ہماری مدد کر سکتا ہے تا۔" اسی وقت سے دہرا یا اور پھر جواب میں ایک ہر ایسی تیز جمیں سامنے دی۔"

اب خاص پہاڑی سد شروع ہو گی تھا۔ یہ سڑک بُرا ہے۔ "یہ بُرا ہے۔" وہ لوگ آرہے ہیں۔" کو کاٹ کر بنائی گئی تھی۔ ایک بُرگ ڈینے کے لارڈ سڑک سے یہ "کرن لوگ؟" آفتاب کے سامنے ملکا۔

اب ان کے دل زور زور سے ڈھکتے گئے تھے۔ اس نے ”پُکُر“ کو ان تینوں کو۔ ان کی لامبی اور ان سے پہلے منہ تو وہ بھی سمجھتے رہے تھے کہ وہ صرف وہ آدمیوں کے تاریخ ایسا لامبی میں یاں برا بر بھی فرق نہیں ہوتا چاہے۔
گستہ ہیں، میکن یہاں پہنچ کر ان کا خیالِ اللہ ہو گی تھا۔ ”مگر نہ کرس جواب۔ ہم نے تربیت یعنی میں ایک سال
اسی وقت ہے شمارِ دوڑتے قدر میں کی آوازوں سے پالا۔ کہ صاف نہیں کیا۔ ایک پہاڑی آدمی بولا۔
گوئی ایشیں۔ انہوں نے دیکھا، دس بارہ آدمی دوڑتے چلے آئے۔ ایک ساقہ پھر آدمی ان کی طرف پڑتے۔ ان میں سے دو
انہوں نے پہاڑی لوگوں جیسا بیاس پھر رکھا تھا۔ ہاتھوں میں بے انتہا تینوں کو پانچوں سے پکڑ کر یہچے ٹیکا۔ اس کے
لئے خبر تھے۔ یہ دیکھ کر ان تینوں کی سٹی کم ہو گئی۔ وہ بڑی بندوں پھرنا کر جھاگ ملکے لا کوئی موقع نہیں رہا تھا۔ کیون کہ
طڑ پھنس گئے تھے۔ چنانکہ آصت پڑا اٹھا۔
”آختاب، فتح، جھاگو؛ ورنہ یہاں ہماری لاٹیشیں ہیں لاؤں گے۔“ خبر تھے۔ انہوں نے یہ بھی سن رکھا تھا کہ پہاڑی لوگ بہرہن
اس کے بعد کے ساتھ ہی انہوں نے شر کی طرف دوڑا۔ لگا کہ باز ہستے ہیں۔ اور خاص عمد پر خبر پھیلنے کے، ہر ہوتے
یہ دیکھ کر پہاڑی بیس والوں نے اپنی رُنگ تبدیل کر دیا۔ ”
بے تھا شاخ مخالفتِ محنت میں دوڑ پڑتے۔ انہوں نے ایک لمبا پڑا۔ ”آصت، ہمارا آخری وقت آپ تھا، خدا کو یاد کرو۔“ آفتاب
حرثِ انگریز فرار سے کاملاً اور پھر ان کے سامنے پہنچ گئے۔ تینوں بے بیان ہوئی آواز میں کہا۔
”بُری خوشی۔ اور ختم کا پنچتے گے۔“
”قدا کو سی منظور ہے تو ہم کون ہوتے ہیں چوں وچار کرنے
”تم۔ تم لوگ کیا کر رہا ہے؟“ ایک دن تو آخر اسے واپس میں
انہوں نے کوئی جواب نہ دیا اور تینوں کو گھرے میں لے کر۔ اگر وہ دن آج کا ہی ہے تو پھر ہم حاضر ہیں۔ آفتاب بولتا۔
اس طرف بڑھنے لگے۔ جس جگہ ماشر ہام اور ڈینوں کھٹے تھے۔ ”شاہش، آفرین ہے تم دنوں پر۔“ بسار لوگ ہوتے کے شاشے
انہیں پہاڑی لوگوں کے نرغے میں دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ باز ہستے ہیں کرتے۔ ہم بے شک اپنی جان سے جائیں گے۔ مایں ان
ہام نے کہا،

”زندہ سلامت واپس نہ پہنچنے سے انکل جاہان اینڈ کو کے پیچے آتا۔“ (حکایت کی تھا) اس سب کو گڑھ دیا۔ آواز پستوں کی گولی
دھوکہ کر پڑ جائیں گے۔ اور یہ تو تم جانتے ہی ہو، جب وہ کسی کا تاریک ہی۔ انہوں نے بوکھلا کر اپنے چیچے دیکھا، میکن کوئی نظر
چیچے ناہت دھوکہ کر پڑ جاتے ہیں تو پھر قبر میں اس کا ہیچا نہیں ہے۔
”تم سب لوگ میرے سپتوں کی زند پر ہو۔ اپنے ناہت اور
پھر ہوتے۔ لہذا ہمیں مار کر یہ بوج اپنی تبریں جی خود اپنے باغ
سے کھو رہے ہیں۔“ فتح پر جوش انداز میں کہتی چیخی کی۔
”خاموش رہو، اب یاد کر لو اپنے خدا کو۔ پھر نہیں ہو۔“
”نہیں سے گا۔“ ماشر ہام نے غزار کر دیا۔ پھر ان آدمیوں کی ایک اتنی امتحنی نہیں، جتنا تم سمجھ رہے ہو۔ میں سامنے
مژا جو ابھی تک خبر نہ تھیں یہی کھٹتے تھے۔
”یہ سے ملتے ہیں تین چیزوں میں گی۔“ تیرہی میخ پر تم بیٹھ لئے، یا ہوش ہوئی چھپے ایسیہی امید نہیں رکھ سکتا۔ یہ وہ فو
سے تین کے خبر حرکت میں آئیں گے۔“

”بہت بہتر جاہب۔ ایسا ہی ہو گا۔“ ان میں سے ایک نے اسے اکھا۔ ”اہ مارا۔“ آفتاب، آصت اور فزادہ کے منہ سے ایک ساقہ
اوب پیٹے میں کہا۔ اس کے ان الفاظ کے بعد ماشر ہام کے ملائے میں بھکلا اور وہ زور لگا کر ان لوگوں کی گرفت سے
ایک تیز پیچھے ملکی۔ انہیں بول گل جسے تیزخواہ کوں گل دیا جائے۔
انہیں اپنے رونگٹے کھٹے ہوئے جوسی ہوتے۔ وہ گھٹنے لئے میں ”تم لوگوں نے اب تک ناہت اوپر نہیں کیے، تو پھر یہ یوں
سے پیٹنے چھوٹ پڑتے۔“ صرف پانچ سیلانہ بعد انہوں نے دوسرا بیٹا۔ ایک پہاڑی بیاس ملے
لئے اس کے ساتھ ہی ایک زور دار دھماکا کا ہوا۔
”اہ اس سے ملدو۔“ تیزخواہ ملکی۔ اس کے پیٹے سے خون کا فوارہ چھوٹا۔
اس دھماکے نے پہاڑیوں میں ایک ہل پل میں چاری۔
”بُر اٹا گئے۔“ ابترہ ماشر ہام اور ڈینوں ایک بکھر ہو گئے ہوئے۔
”ایسا مگتھا تھا جیسے پھر کے بتوں میں بدلیں ہو گئے ہوں۔“

سکلتے ہوتے اٹھ رہے تھے۔ مادر ہام کی چلکن ہاتھی آوازان کے
کافوں سے مکراتی ہے۔

”اسے ہمادی نہ ترکیب تیرتیو کہتے ہیں، اپنکر کامران مزا۔“
انپکڑ کامران اس وقت تک اپنی حالت پر قابو پا چکتے۔
انہوں نے نظر اور اٹھا کر دیکھا، بیس کے قریب ہدمی ہاتھوں میں
تلے خبیریے ان کے گرد گمراہ لے گھٹتے تھے۔

”تم دستے اب تک ناچ اور جنین اٹھاتے۔ یہیں کامران کے پیڑوں کے یچے بیٹ پرووف پسون رکھے ہیں۔“
کامران مزا گرج دار آوازان میں بڑے، یہیں ان دو فون نے اب تک
کوئی حرکت نہ کی۔

”تو پھر گولی تماری طرف آتی ہے۔“

اس سے پہنچے کہ اپنکر کامران مزا فائر کرتے۔ مادر ہام
ڈینی کے ہوئے شہریوں کی طرح یہیں آرہے۔

”اے انسیں کی ہوا؟“ اپنکر کامران مزا کے منہ سے کھا پڑے
وہ پہاڑی کی اوث سے نکلے اور بے تھاش ان کی طرف دوڑے۔
اس کے ساتھ ہی ان کے داییں ناقد پر ایک پھر پوری قوت سے
ان کے صحن سے ایک گھنی گھنی بیج بیج اور پتوں ان کے ہاتھ
ٹھل گئی۔ وہ دوسرے ہاتھ سے دایاں ہاتھ پکڑے ہوئے بیٹھنے
گئے۔ یہ دیکھ کر آنکھ اور آصحت تے ایک ساتھ ان کی داد
وڈ لگاتی، یہیں پھر اوندوہ مز رکتے۔ دوپہاری بیاس والیں
بھل کی سی تیزی سے ان کی ٹانگوں میں ٹانگیں اڑائی جیں۔ اسی
نے یہ دیکھ تو کتنی کمز کر پتوں کی طرف بھیٹی۔ جوں ہی وہ پڑتے
پڑ گئی، ایک مٹکا اس کی ٹھوڑی پر لگا اور وہ دوسری طرف اٹھا
دوسرے ہی لمحے پتوں ایک پہاڑی پس دلے کے ہاتھ میں لے لے۔
اس کے ساتھ ہی انہوں نے یہ چہرہ انگریز منظر دیکھا کہ مادر ہام اور

بھی پرواہنیں۔ احمد لطیف نے اسی آوازان میں کہا۔

”بہت بہتر۔ اب اگر آپ کا کوئی تعلق میں نہ چان، میکل سے
بہت کر دیا اور چان میکل کا تعلق پروفسر داؤد کی تجویز کاہد پر جذر کرنے
والیں سے ثابت ہو گئی تو نتائج کے ذمے داد آپ ہوں گے۔“
”تم جا سکتے ہو۔ انہوں نے خدا کر کر۔“

انپکڑ چشم سرچھک کر اٹھ کھڑے ہوئے اور دعاۓ کی طرف
بڑھتے۔ اسی وقت بیگم سوداٹی اندھا خل ہوئی اور انسیں چاٹے دیکھ کر
ٹوٹیں گے۔

”اسے جیشید بھائی، آپ چل جی دیے۔“

”بھی ہاں، سوداٹی صاحب کو میرا یہاں آنا نہ گوار گزرا ہے۔ انہوں
نے پر علوں آواز میں کہا۔“

”اڑے اڑے۔ یہ کیا کہ رہے ہیں؟“

”خود ہی پوچھ لیں۔“ انہوں نے کہا اور تیز تیر قدم اٹھاتے ہوئے
بڑھ گئے۔

انہوں نے ایک میدھیکل ٹوڑے ہبستان فن کیا۔ دہل سے

ہدایت ہی کہ خان رعنان کو ہوش آگیا ہے۔ یہ سنتے ہی انہوں نے

بیپ پوری رفتار پر چھوڑ دی، پھر ہبستان کے پارگ میں اسے دو کٹے

ہرے چہلانگ اور کہ اترے اور اندر کی طرف پکے۔ خان رعنان انسیں

پہنچنے میں مسکراتے۔

بلیوال آدمی

انپکڑ چشم احمد لطیف سوداٹی کے لفاظ سمن کر دیا بھی نہ گہنے۔

بلکہ پر سکون آواز میں بولے:

”سوداٹی صاحب آپ کی بیوی میری رشتے کی ہیں ہے۔ اسے

علاوہ آپ ہدایت خادیہ کی یہی دستے دار پیٹ پر فائز ہیں، ان

حالات میں آپ کوئی مشورہ دوں گا کہ سوچنے کیمک کر الفاظ منہ سے

نہ کیے۔ آپ شاید نہیں جانتے کہ اس وقت تک لیا ہو چکا ہے۔“

یہ کہ کہ انہوں نے پروفسر داؤد اور سرکس کے بارے میں بوجک

سائنسی ایسا حق خفیہ طور پر کہ دالا، پھر بولے:

”یہ نہیں جانتا۔ آپ کا جان میکل سے یہی تعلق ہے۔ آپ

اس سے ملنے کیوں گئے تھے۔ یہیں میں اتنا ضرور کوں گا کہ اگر آپ

کو جان میکل اور اس کی سرگرمیوں کے بارے میں کچھ معلوم ہے تو مجھے

تباہی، تماک میں کوئی تغییر تھیم دھا سکوں۔“

”تم میرے لفاظ سمن پکے ہو، لہذا تم جا سکتے ہو۔ مجھے تماری ذرا

"بات صاف معلوم پوچھی جئے ہے۔
اُدھے میں انہوں نے کہ اور پوچھ کر اٹھ کھٹے ہوئے۔ انہوں
نے باقی لوگوں پر ایک تقریباً اور بولے:

"ان کے بارے میں ڈاکٹر صاحب ان کا کی خیال ہے؟
ان کا کہتا ہے، رات کی وقت سب ہوش میں آجائیں
گے۔"

"ایسا تو میں ذرا لیکھ فروہی کام کر ہوئے۔
یہ کہ کر دہ مرے اور کمرے سے بچ آتے۔ ایک بار پھر وہ
جسپ میں بیٹھے اڑے جا رہے تھے۔ فروہی دیر بعد وہ دفتر میں داخل
ہو رہے تھے۔ اکام انہیں دیکھ کر ان کی لفڑ پکا:

"اب سب لوگوں کا یہی حال ہے مر؟
وہ سب بیکھر میں، غلن رحمان ہوش میں آپکھیں۔

ان لوگوں کے رات تک ہوش میں آئے کہ پوری ایسے سے۔
اتھی دیر میں اور بھی بہت سے ہمدرد ان کے گرد جمع ہو گئے۔
خلو وغیرہ نے البتہ اپنی سیلوں سے اٹھ کر آئے کی ہمروں میں بھی۔
لماں کی ہمدردی کا شکریہ ادا کرنے کے بعد وہ آنی بھی کمرے
لوفت پڑ رکھنے۔

"وہ بیشید، کوئی حالات بیں؟
حالات بہتر بیں۔ مناسب ہو گا کہ اپنے غلن صاحب کو بھی

"ڈاکٹر سچ جی بھی نہیں کئے تھے کہ وہ بیوں سے میں بھی ہو
سکتے ہیں۔ ان کے زویک آتے پر وہ بولے،

"خدا کا شکر ہے کہ آپ سب زندہ سلامت ہیں۔ میں واقعات
کی تضیل سنا پاہتا ہوں۔ یہ تم اس قابل ہو کہ واقعات دھرم کو۔

"ہاں کیوں نہیں؟" یہ کہ کہ انہوں نے محمود اور قادر علی کے
تجھے لگاہ سے باہر جانے پھر واپس کر دی جانتے کہ ان کے چاروں
ساتھی ہلاک کے جا پکے ہیں۔ سے کہ چھت پر پڑھ کر دشمن کے
مقابله کی تیاری اور پھر فائزگاہ کے بارے میں تفصیل سے سایا۔
پھر آخر میں بولے:

"اور جب میں نے ایک درخت میں چھپے ہاں کے ایک آدمی کو
گولی کا نٹا دیا کہ یونچ گلا دیا تو انہوں نے اپنا ہم باری شروع
کر دی۔ باہر ہے، ہم اس عدہ کو مقابله کے لیے تیار ہیں
تھے۔"

"تو تم نے ان کے ایک آدمی کو ہلاک کر دیا تھا۔ اپنکے جیش
سوچ میں کم بیٹھے میں بولے۔

"جی ہاں یہ دو بولے۔

"کی تھیں ملیئیں ہے، وہ بالکل ختم ہو گی تھا۔ انہوں نے
بیوچا۔

"بالکل، مجھے سوچی صدقیں ہے، بیوچ کہ اس کی آخری بیچ سے

پروفیسر داؤڈ کی کیا خاص ضرورت پوچھی اور اگر وہ نہیں گئے تو انہوں
نے اتنی سخت جوابی کارروائی کیوں کی؟"

"ابھی جسے یہ تو معلوم نہیں کہ انہیں پروفیسر داؤڈ کی کی ضرورت
ہوش آئی، لیکن ان کے انکار پر استغاثی کارروائی وہ ایک تقریبے سے
کر سکتے ہیں۔ ہو سکتا ہے، انہوں نے پچھے دو لوگوں کو بھی دعوت نامے
دے رکھے ہوں۔ ان کے انکار پر وہ یہ کہ کہے ہیں کہ اگر انہوں
نے انکار کی تو ان کا انجام بھی وہی ہو گا جو پروفیسر داؤڈ اور ان کی
بجہ کوہا کا ہوا۔ یہ تو خدا کی ہر ہنی ہے کہ پروفیسر داؤڈ زندہ نجی
گئے ہیں۔"

"ہوں، تمہاری بات کو دہن تسلیم کرتا ہے۔ تھر میں دارٹ اور
ست رنگ سرکس کی قابلِ حکومت ہوں۔ اس فاکس سے ہی ہیں یہ
سلام ہو گا کہ وہ مل کر کتے آدمی کرتے تھے۔"

ایک لمحے بعد فاکس، ہیں موجود تھی دو دارٹ تپار چاہ پوس
کی کماری تعداد سات رنگ سرکس کو گھرے میں لئے کے بیچوں
میں تیار بھیتی تھی۔ ہیں آنی بھی صاحب ان اور اپنکے جیش
کی در بھی۔ لیکن وہ تو قابل کے مطابق میں ضرورت تھے۔ وہ
سرکس کے بارے میں ایک ایک تفصیل ذہن نشین کر لین چاہتے تھے
اس نائل کے مطابق سرکس کا اپنا ایک بھری جاز تھا۔ تمام ملداں
ہی سوار ہو کر بندرا گاہ آیا۔ نائل میں سرکس کی ناکن کی اجازت حکومت

بیس بیلیں، ساکھ جم اپس میں مشورہ کر کے کوئی مناسب قدم اٹھا گی۔
پھر بات ہے؟" انہوں نے کہ اور پھر اسی کو بلا کر فتح آپس

کو ہلاکتے کی پدایت کی۔ جلد ہی خلق صاحب بھی وہیں ہو گئے۔
اپنکے جیش نے تمام حالات تفصیل سے بیان کیے۔

وہ دونوں گھری سوچ میں ڈوب گئے، پھر شجاع صاحب بولے،
"اب تم کیا چاہتے ہو جا۔"

"غلن رحمان کا دوقی ہے کہ انہوں نے دشمن کے ایک آدمی
گولی کا نٹا دیا تھا۔ مجھے سوچی صدقیں ہے کہ یہ حملہ ست
رنگ سرکس کے سویں نے کیا تھا۔ اب جب کہ ان کا ایک سری

کم ہو گیا ہے۔ ہم ان سے یہ پوچھ سکتے ہیں کہ اگر پروفیسر داؤڈ کی
تجھے لگاہ سے باہر جانے کا دوقی ہے کہ انہوں نے اپنے کم کیوں کیوں
ہے۔ جھکل سے ہیں، اس کی دش نہیں مل۔ صاف تھا ہر ہے،" اس

کی لاش کو اٹھا کرے گئی ہوں گے۔"

"بات تو بھیک سے ہے غلن صاحب نے کہا۔

"تب پھر سات رنگ سرکس کی پا قاعدہ تلاش کا دارٹ جادی اور
دیں۔ پولیس کی جگہ جماعت سرکس کو گھرے میں لے لے گیا۔

کے بعد جم سرکس میں داخل ہو گئے اور تھیات کر گئے۔"

"مجھے کوئی اعتماد نہیں، لیکن بیشید، ابھی ساکھ بھری بھیزی
بات نہیں آتی کہ آخر بیان سٹیکو کے ادارے ہرست اینڈ برٹ ہمسایہ

لئے جانے کی تیاری شروع کر دیں، میکن اگر آپ کو واپس پہنچ لے جانا سے تو پھر ادھر کی ای تیاری کریں۔ ”
”ای آپ کی کہ رہے ہیں، ابھی تو ہمیں تمام شروں میں بدل پیش کرنا ہیں۔ آپ کی حکومت سے ہملا یہی معافہ ہے۔ ”

”اتنے میں پویس کی فات سے اشنا موصول ہوا کہ گھر، مکمل ہو۔ یا ہے۔ یہی اپنے بھائی پڑھتے تھے اور اسی یہ انہوں نے سینے میں پیش کرنا ہے۔ ”

”ہم آپ کی سرکس کی تلاشی یعنی آئے تھے۔ ”
”وہ تو آپ پڑھتے ہی ہے پکھے ہیں۔ ” اس نے خوشی کو دیکھ لی۔

”اس وقت تلاشی کی وہ اور ہی۔ اب ایک نجی وجہ پیدا ہو گئی ہے۔ میں انہام لگاتا ہوں کہ آپ کی سرکس کے بھیں کے قریب اپنے بھائی کے سب سے بڑے سائنسدان پروردگر ادا کی تجربہ کاہ پر تحریر کی۔ بیماری کی اور اس کے نتیجے میں تحریر کی، کامست بڑا حصہ تباہ ہو گی۔ انہر تمام لوگ ہے کے نتیجے دب تھے یا زخمی ہو گئے۔ اس وقت بیتال میں ان میں سے اکثر بہوں نہیں۔ ”
”جھٹ ہے، سارے الزام ہے۔ ”

ٹیکو کے ذریعے پہنچے ہی ہے میں گئی تھی۔ سرکس کے کل افادہ پاچ بجے سوڑتے۔ جہاز کا عالم ان کے علاوہ تھا۔ ان کی تعلیماتیں میں تھیں۔ ان کے تھے صرف جہاز پر کھانے پینے کی چیزوں کا انتہا کرنا تھا، لہذا تھے تیس آدمی سرکس کی بجائے جہاز پر ہی رہتے تھے۔

اپنی طرح سچ پچار کرنے کے بعد آخر ٹیکوں باہر نکلے اور آئی جی صاحب کی کار میں سب سے آگے بڑا ہوئے۔ دوپہر کے چھٹک ”ج” رہتے تھے۔ جب وہ سرکس کے سامنے پہنچے، پویس یہ بت تھی سے چاروں طرف پھیل گئی۔ اتنے میں میکھر سکٹ کو جھیل اطلاع مل چکی تھی کہ سرکس کو پھرے میں یا جارہا ہے۔ وہ نانپت کا فیض باہر تیکا۔ اس کی تفہیم سے پہنچ اپنے بھائی پر پڑی۔ پن پنج سیدھا لہی کی صرف آیا۔

”یہ سب کیا ہے جاب؟ ”

”ہمارے ملک کے بعد آپ کا کس ملک میں جانے کا پروگرام تھا۔ اپنے بھائی کے سامنے پر توبہ دیتے ہیں کہ۔ ”

”یہاں سے تو بہم واپس اپنے ملن شیکھی جائیں گے، کیونکہ سال پیدا ہو رہا ہے۔ ایک ماہ میں کامل طور پر اپنے گھروں میں آدم کریں گے۔ میکن جناب یہ کیا۔ میں نے پوچھا تھا کہ یہ کیا رہتا ہے اور آپ ہمارے پروگرام کے ہمارے میں پوچھنے کے لئے۔ ”

”پروگرام کے باستی میں اس یہ پوچھا تھا کہ آپ آپ اس

”تلاشی یعنی والے تو خود ہی اسلام ساختے کر اندر حاضر ہوئے تھے۔ ”
”گویا آپ یہاں سے اسلحہ برآمد کرتا چاہتے ہیں۔ ”

”ایمید تو یہی ہے۔ ”

”بہت بہتر، ہم آپ کی اور آپ کے ساتھیوں کی تلاشی یعنی کی مزودت ہیں جسکے، یوں تک یہاں پہنچتے ہیں میں تو برآمد کی پوچھا۔ ”

”سرکس کے تمام لوگ میدان میں جمع کریں گے۔ اس کے بعد اگرام اور اس کے ساتھیوں نے ایک ایک نجی کی تلاشی کی شروع کر دی۔ ”

”کوئی آدمی ادھر ادھر تو ہیں گی؟ ”

”بھی نہیں، سب آگئے ہیں۔ ”

”بہت خوب، خدا انتہیں گن یہیں، یہ پورے تو ہیں۔ انہوں نے ملکرا کر کی۔ ”

”کی مطلب؟ ” سکٹ پوچھا۔

”مطلب یہ کہ ان میں سے کوئی کم تو نہیں۔ ”

”بھلا کم کیسے ہو سکتا ہے؟ ”

”یہی کچھ لوگ ادھر ادھر گھومنے تو نہیں گئے۔ ”

”جس سے دوپہر یا جبکہ ملک انہیں ادھر گھومنے کی اجازت ہے۔ اس کے بعد سب لوگوں کا یہاں موجود رہتا ہے۔ ”

”اگر یہ صحبت ہے اور الزام ہے تو آپ کو سماں دینے نہیں کوئی اختیار نہیں ہونا چاہیے۔ ” ہم اگر یہ بات ثابت نہ کر سکا تو آپ کی سرکس کے آدمیوں نے ہی تجربہ کاہ پر تحریر کی تھا تو آپ سے معافی مانگ میں گے۔ ”

”میکن اس سے پہنچے ہی ہماری عزت فاک میں مل چکی ہوں۔ ”

”کیا آپ ”سرے ملکے لوگوں سے ایسا ہی سلوک کرتے ہیں؟ ”

”کلث نے پر نو د انداز میں اجتہاج کیا۔ ”

”ہم تو تمام عین ملکیوں سے بہت ہی اچھا سلوک کرتے ہیں اب اگر وہی برا سلوک کرنے پر آتا ہے ہو جائیں تو ہم کی کریں۔ ”

”بہت اچھا، آپ تلاشی مزدہ رہے ہیں، میکن میں اپنی حکومت کو یہ سب حالات مکھوں گا اور آپ کی حکومت سے احتیاج یہ جائے گا۔ ”

”آپ ضرور یہی کیجیے گا۔ ” انہوں نے کہا۔

”آخر وہ میکھر کے ساتھ اندر افل ہوئے۔ اپنے بھائی پر۔ ”

”آپ اپنے تمام آدمیوں کو ایک جگہ جمع کر لیں۔ اس کے بعد تلاشی یعنی والے تلاشی شروع کریں گے۔ ”

”کی پہنچ خود تلاشی میں چاہیں تو یہ آپ کا حق ہے۔ ”

”کی تلاشی ہے سکتے ہیں۔ ” تاکہ بعد میں آپ یہ الزام دکھل سکیں کہ

"ایہ کچھ بھی میں نہیں آتا، یہ کی کر رہے ہیں آپ۔ ایک بار جہاں کی بھی سماں میں گئے۔"

"میں۔ اپنے جو شہید نے کہا تو تیر تیز پڑتے باہر مل گئے۔"

انہوں نے اپنے ساتھ دس آدمی یہے اور بند رگاہ پر اس لحاظ
و پہنچے جہاں جہاں کھڑا تھا۔ اس کے بارے میں وہ پہنچے ہی معملا
فاصل کر چکے تھے۔ جہاں پر چل پہل نظر آہی تھی۔ ایک سڑھی
جہاں سے پڑیٹ فارم ٹک آہی تھی۔ وہ اس کے قریبے اور پہنچے
اور جسے کے ایک کوئی سے یوں۔

"ہمارا تعین پوسیس سے ہے۔ کپتان کو بناو۔"

"بھی بہتر۔" جلد بھی کپتان ان تک پہنچ گیا۔ یہ ایک بہت موٹا آدمی تھا۔
ان نے اپنے نام نہ سمجھا۔

"مشتری تھیں" ہے جہاں کی سماں کا وارث ہے۔ اپنے ملے
کے تمام آدمیوں کو عرش پر بلیں قورا۔۔۔ انہوں نے کہ۔

"بھی بہتر، میکن معاطل کیا ہے؟"
پہنچے جو کہا ہے، وہ کہیں۔" انہوں نے منہ بیبا۔

"اپنی بات ہے۔" "کہ کہ اس نے حلق سے ایک عجیب سی آواز بھالی۔ اپنے
بیٹھ پڑا کر اسے دیکھنے لگے۔ پھر کچھ خال آئے پر انہیں نہ

شام کے شوگی تیاری ہارہ بنجے کے بعد سے ہی شروع کر دی جاتی
ہے، لہذا اس وقت سب توں یہیں موجود ہیں۔" بہت خوب، انہیں کیا یہ پانچ سو نو ہیں، آپ
سمیت؟"

"آخر آپ چاہتے کیا ہیں؟" اس نے یہ مان ہو کر کہ۔
"ابھی پت پہل جائے گا۔" وہ بوے۔

آخر سکاٹ نے جہاں کر گئی طریقہ کر دی۔ اپنے جو شہید
ان سب پر ایک تکڑا۔ ان میں جہاں ماں بیکل بھی موجود تھے اور بیخ
کا نائب ایمن پو بھی۔ ڈالی، ٹام اور بیگ بھی موجود تھے اور بیخ
دن کا راجل بھی تھا۔ اب انہیں نے خوب جی انہیں لگت شروع یا
ان کے گفتگو ختم کرنے سے پہلے ہی سکاٹ بولا:

"یہ پودے پانچ سو نو ہیں۔" اپنے جو شہید نے کوئی جواب نہ دیا اور گفتگو جاری رکھی۔ میلان
ملک کے لگت پر دی ہو گئی۔ یہ کل پانچ سو نو ہی تھے۔ وہ دھک
سے رہ گئے۔ ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ گفتگو پوری
ٹھلے گی۔

"آپ یہی طہریہ، ذرا میں جہاں کے آدمی چیک کرو آؤں۔" انہوں نے آئی جی صاحبان سے کہا۔

"ماں یہ ٹھنک ہے۔ پانچ صاحب بولے۔ وہ بھی فارمہنہ ہو گئے۔"

پستول جیب سے نکالی یا اور اسے کپتان کی ٹاٹ تانتے ہوئے بولے۔ اور ادھم تیرتے تھے اور تیرتے تھے بہت دھر مل گئے۔ اپنے

"اس آواز کا کیا مطلب ہے؟" بندہ ایں بخود دیکھ رہے تھے۔ ان کی پیشانی پر فکر کے باہم ہے۔

"یہ سب کو عرش پر بیج ہونے کا اشارہ ہے جناب۔" اس لمحے اور وہ محظوظ گر رہے تھے، ان کا واسط پچھ کم چالاک لوگوں
نے کہا۔

صرف پانچ منٹ بعد ملے کے سب آدمی ان کے سامنے کھڑے۔ جہاں کی سماں ضروری جائے گی۔ میں انہوں نے اپنے ساتھ
تھے۔ انہوں نے ان سب کو گلی، یہ انتیس تھے۔ اپنے جو شہید، بیٹھ کو سمندر میں پھیل دیا۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انہوں نے
کوئی پھٹک دیا ہو۔ ان حالات میں ان کے پاس کوئی ثبوت ان

کیساں ہوں گے جا تھا اور وہ ان کے تلاف پچھ نہیں کر سکتے تھے۔

"ہم بھی اسی کے لیے پریشان ہیں جناب۔" میں اس نے کہ ان لوگوں کو تاپنڈیہ شخصیتیں فارم دے کر ملک سے
سمندر میں خود نکالا تھا، اب ملک واپس نہیں آیا۔" کپتان نے کہا۔ پہلا ہلتے، میکن اپنے جو شہید کے نزدیک یہ تو کوئی سزا ہی نہیں تھی۔

"کی مطلب؟" اپنے جو شہید تیز بیجے میں بولے۔ اچانک وہ پونک اٹھتے۔ پہنچ پانچ آدمی سے کسی
مطلب یہ کہ وہ سمندر میں نہانے کا بہت شوق تھا۔ اگریت کر رہے تھے۔ آخر دھر جہاں کے نزدیک آگئے۔

گھٹوں نہاتے۔ آج بھی وہ صبح سورے سمندر میں کوئی تھا۔ جلد دیجیا، وہ ریک انلی لاش تھی۔

ابھی ملک واپس نہیں آیا۔ ہم اب اس کی تلاش میں بھلاک کا ارادہ کر رہے تھے۔ کمیں وہ کسی پھیل کا خادم نہ بن گی ہو۔"

"ہوں، یہ سے یہ دس آدمی جہاں کی سماں میں گئے۔" آپ اپنے
آدمیوں سے کہے، تسویں آدمی کی تلاش میں بھل جائیں۔"

"بھی بہتر۔" تلاشی شروع ہو گئی۔ ادھم طاحن نے سمندر میں چھوٹا گھینٹاں

"تمہارا یہ خال غلط ہے، یہ میرے استاذ کو تمہارے پاسے میں
علوم پر چکا ہے۔"

"غیرہ، ہم اسے بھی دیکھ لیں گے اور انکے سینے پر بھی
لہاظ نظر آئے گا۔"

"تو یہ بات ثابت ہو گئی، اخوان رضا اور فرقان حید کو تم ہی
دکون نے قتل کیا ہے؟"

"یہی سمجھ لو تو، اب تم ہمارے خلاف پکھ تباہت کرنے کیلئے
نہیں دبو گے۔ شاید تم سوت رہے ہو گے کہ ان خنزروں کے

وارسے کچھ جاؤ گا، میکن یہ تمدی غلط حقیقی ہے۔ یہ کوئی معمون
کوچکانی دے کر پچناں کی احتکاہ کا نامہ اٹھا سکتے ہیں۔ اگر وہ

تھے پس ان کا خنزیر ہے کے پار ہو جاتا ہے؟"

"تریجیت یافت، کیا مطلب؟" اپنے کامن مزدا پر جو نگہ
میں اس سلسلے میں کوئی اور لفڑ منہ سے میں نہ کاون گا۔ یہ

یہ مقتدی راز ہے؟"

"مقدمہ ملا۔" اپنے کامن مزدا کے منہ سے پھر جیہت زدہ انداز

میں نکلا۔ وہ واقعی جیہت زدہ نظر ہو رہے تھے۔

"چھوڑو ان ہاتوں کو۔ مرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔" جملے پاس

اتا وقت میں ہے کہ تمہارے فضول سوالات کے جوابات دیتے رہیں۔
ساقیوں، ان چاروں کو ایک صادقہ ختم کر دے۔ تاکہ نہ رہے پانس، نہ

ربانی جنگ

میں آدمی ان کے گرد گھبرا دل کھٹے تھے اور ان سے

ہاتھیں میں لگے خنزیر تھے۔ ان حادثتیں بھی وہ نداہ گھبرائیں۔

لے ساخت آفتاب، آصفت اور فرشتہ نہ ہوتے تو وہ ان بیس کے

کوچکانی دے کر پچناں کی احتکاہ کا نامہ اٹھا سکتے ہیں۔ اگر وہ

میں بھی ان کی جان کا خطہ ہوتا، لیکن ہاتھ پر بارے بغیر مت

گھٹ اُتر جانے سے یہ لامکہ دربے بہتر تھا کہ آدمی زندگی پچھلے

کا شکش کرتے ہوئے پاک ہو۔ انہوں نے صورت حال کا بغیر بارہ

اور شکست کھاتے ہوئے بچے میں بولے:

"اچھا، تم جیت گئے، جناد کی چاہتے ہو ہے؟"

"تم چاروں کی موت سے مارڈاہم تے کہا۔"

"اس سے کیا ہو گا؟"

"یوگا یہ کہ ہم پناکام پستور چاری رکھ سکیں گے۔ ابھی نہ

سرگزیوں کے بارے میں تم لوگوں کے علاوہ کسی کو مطلع نہیں۔"

بچے بافسری

"اور تم بھی سُن لو میرے ساتھیو۔" اپنے کامن مزدانے کی

کے انداز میں کہا۔ "ناتھ پیر ہلاتے بیرون دشمن کا وارستہ ہماری نہیں۔
زندگی پچانے کی جدوجہد کرتے ہوئے اگر ہم جان سے

تو شادت نصیب ہو گی۔"

آفتاب، آصفت اور فرشتہ پونک کو سیدھے کھٹے ہو گئے۔ ان

کے پہرے ست گئے تھے۔ اپنے کامن مزدا بھی ان کے بالکل تریب

کھٹے تھے۔ چاروں کے دل بہت تیزی سے درہڑک رہے تھے۔

موت ان سے پنڈگز کے ناصہ پر کھٹکی مسکاری بھی۔ اپسے میں

انہیں شستہ یہیں، منور علی غان اور محمد یوسف فان یاد آگئے ہے۔ ہم

انہوں نے آنکھوں میں آئنہ میں آئنے دیے۔ آسو آ جاتے تو وہ

صفت میں دیکھ لے تھے۔

اچھا بھر آور چاروں طرف سے خنزیر تو تھے ہوئے اگر بڑتے۔

"چھلنی میں کرنا ہے بے وقوف" ماضڑچلا یا۔ جلد اور وہ

کے بڑھتے قدم رک گئے۔

"کی مطلب، مامڑ؟ ان میں سے ایک نے سے ہوئے بچے

میں کہا۔

"ہم انہیں بھی روایتی انداز میں ہلاک کریں گے۔" بچھا آدمی خنزیر

اپنی پنڈگز میں ارس میں اور انہیں پکڑ پکڑ کر پیچے نہ دیں۔ اگر

اور بیش اتنے تو بھائی آٹھ بھی ان کے ساتھ شامل ہو جائیں۔

اگر بھم رکانے کے لیے تو صرف چار ہی آدمی کافی ہیں۔"

آٹھ آدمیوں نے اپنے خنزیر فروڑ پنڈگز میں سے بندھی پڑھے کی

کھڑکیں میں رُس لیے۔ اس کے بعد دو دو کر کے ان کی طرف بڑھے

تائب کو دو آدمیوں نے مصروفی سے جگڑا یا۔ اور اس نے مخوس کیا

وہ ممکت ہیں کہ سکتا۔ ایک نے اس کی نانگوں پر زور سے

پنڈگز۔ اس کی مانگیں اور اپنی بھی تھیں کہ انہوں نے اس

کو پنڈگز کی زبان پر لٹکا دیا۔ یہی سلوک آصفت اور فرشتے کے

انداز کیا گی۔ اپنے کامن مزدا کا خون کھول اٹھا۔ یہ بوجگہ بالکل

وہ بکریوں کی طرح ان کے پھون کو ٹھرے تھے۔ ان کی طرف

اگر آدمی بہت سے تھے انہوں نے ان کے ایک ایک پارہ کو پکڑا یا

اوہی کو آزاد کیا۔ یعنی ان کی نانگوں پر نانگاک اوری لگھی۔ اپنے کامن

وہ محسوس کیا جیسے اوبے کی۔ ہم ہوئی مانگیں ان کی نانگوں سے

وہیں ہوں؛ تاکہ ہم وہ بھی کوئی معمولی آدمی نہیں تھے۔ ان کے

انہیں بھی سے بھے بھی نہیں۔

وہ دیکھ کر دونوں آدمی حیران ہوئے لیفڑ ترے کے۔ انہوں نے

بٹنکار کو ہجکوہ دیئے کی کوشش کی ہیکن ان کی یہ کوشش بھی

ہم ہوگئی۔ ماضڑ ہم اور ڈینیں پکڑ پکڑ کر پیچے نہ دیں۔ اگر

ہرام سنجب یہ محسوس کریا کہ دو آدمی اپنے کامن مزدا کو پیچے

کامان مرزا کے لئے اپنے کامان مرزا نے ان کی محنت سے فائدہ ادا کر دیجی۔ اپنے کامان مرزا نے ان کی محنت سے فائدہ ادا کر دیں۔ ایک دشمن سے ایک دشمن کو ان کی طرف جھک دیا۔ وہ ان کی قدر رفتار سے گرا کر کریں اس کی پیش میں آگئے۔ اسی زیادہ آدمی بیچو، مٹر، چادر سے بھی کام نہیں پڑھے گا۔ انہیں ان دونوں نے وہ سرے لے ساتھ بھی سیکی کیا اور ساتھ بھی کامان مرزا پہنچے۔

ماستر ہام کے منزل سے کوئی نقصانہ بھل سکا۔ وہ اور آجھی نہ بڑی کی رفتار سے ان پر حمل آور ہوتے ہو آفتاب، آصحت اور طاقت بڑھتے۔ انہوں نے جھک کر ان کی ایک ٹانگ مانگ کر پکڑتے تو زین سے پیکاٹے بیٹھتے۔ یہ لوگ خالی باقاعدہ کی کوشش کی۔ اپنے کامان مرزا کے دونوں بازو پر حمل آور دیکھا۔ اپنے کامان مرزا کا نام تھا اس قدر رفتار سے چلا کہ انہیں سختہ صعبوں سے پکڑے ہوئے تھے۔ لہذا ان کے بعد پر انہوں نے پاہنچا۔ ملت مل سکی۔ ایک وقت کی پیچیں دھن کو تھرا گئیں جو دونوں پیر اخالت اور پوری وقت سے ان دونوں کے پرہوڑ پر اپنے کے دارستہ بھی گئے، انہوں نے پوکھلا کر تینوں کو پھوڑ دیا مارے جو ان کے پرہوڑ کی طرف جھک رہے تھے۔ وہ بیجا ٹانگ میں ان دونوں کی طرف ناچڑ بڑھاتے۔ اپنے کامان مرزا ایکیں کمال پہنچائیں گے۔ اسیں اور وہ اپنے من پکڑ کر بیٹھ گئے۔ تدھیتے والے تھے، آن کی آن میں کئی اور آدمیوں کو دھیر دیکھتے ہیں ہو، مل کر اسے نیچے نہ دو۔

جلد آور شور چھاتے ہوئے ان کی طرف بڑھتے۔ اپنے انہیں کے سختہ قبضے میں کر پکڑے تھے اور اپنا بچاہہ کرنے کے لیے کے دونوں پاہوڑ حركت میں آتے۔ پھر ان کا جسم تیری سے گھوٹا۔ پکڑتے تھے، میں ان اس سے پسے کر دہ کسی پر حمل آور ہوتے یا ان کے ساتھ وہ دونوں بھی گھوٹے جو ان کے پاہوڑ کو پکڑتے ہے۔ اپنے حمل کرتا، ایک آزاد امپھری۔ تھے۔ اور پھر وہ پھر کی کی طرح گھوٹنے لگے۔ دونوں دشمن کو اسے ماستر ہام اور دیگر کامان گھے گے۔ ان کے ساتھ گھوم رہے تھے۔ اس طرح کہ ان کے بیچ زین سے تھر اور ان نے پوکھلا کر اوہم اور دیگر کامان گھے گے۔ اور پر اٹھ گئے تھے۔

ماستر ہام اور دیگر کے علاوہ باقی دشمنوں نے بھی یہ منتظر ہیں۔

”بھاگو، ماستر ہام اور دیگر کی بھاگ گئے ہیں۔“

اور دشمن سر پر پیر رکھ کر بھاگے۔ صرف ایک مت دی۔ ”وہ پساذی لوگ ہرگز میں میں۔“ ہائی پساذی لوگوں کے میدان صافت تھا۔ انہوں نے دیکھا، پچھ آدمی شدید زخمی ہاتھ میں ٹکڑا ہٹا کر دیکھا اور بس انہوں نے صڑوں اپنے رکھے ہیں۔ شاید وہ ترپ رہے تھے۔

”میرا خیال ہے: ہمیں یہاں میںیں ٹھہرنا چاہیے۔ کہیں پہاڑ پہاڑوں کو کھٹکاں ہو گا۔“ ڈاؤ چینی۔

کی اوٹ سے یہ لوگ پھر حمل نہ کر دیں۔ اگر انہوں نے فتحیں۔ تو کی ہم پسیدل چیلیں گے۔ آفتاب نے پوکھلا کر گما۔ کر رادے تو ہم کسی مورت بھی نجی ہیں میں سکیں گے۔ آج چب۔ اب یہاں تھارے یہے ہوائی چڑاں تو آئنے سے راستے فوجت طرف پہنچتے ہیں۔ ان لاٹھوں پر پوکھیں کے ساتھ اگر قبضہ کرنے کی سابل بھیں کر کما۔

”لاچول ولادو چیلیں کے بعد فروڑا ہوائی چڑا کا نمبر بھینیں آتا۔“

اپنے کامان مرزا نے جدی جدی کہ اور پھر وہ چاروں ہیجیں لئے۔ آفتاب بولتا۔

کی طرف بھاگ کر گئے ہوئے۔ جیپ کے پاس پہنچ کر انہوں نے۔ ”اب اپنی زبانی جنگ نہ شروع کر دینا۔“ کیوں نہ آج ہم ایک یہاں منتظر دیکھا۔ ماستر ہام اور دیگر کی سینہ کا اس غائب تھی اور اس کا کر دیکھیں۔ یہ بھی معلوم ہو جائے کہ تم تینوں میں سے کی جیپ کے اگلے مانروں میں دو خبریں دستے تھک دھستے ہوئے ان سب سے تیز دھوتا ہے۔ اپنے کامان مرزا نے شونگ بیجے کویا وہ جیپ کوئے کار گر گئے تھے اسکے وہ اس میں پہنچ کر دیں۔

کار کا تعاقب نہ کر سکیں۔“

”یہ بات تو ہا ملکن ہے کہ وہ سب حمل آوروں کو اپنے مارے۔“ بھتی، میں نے تم تینوں سے کہا ہے۔ ہم چاروں میں سے

لے گئے ہوں۔ اس کا مطلب ہے، حمل آور یہیں کہیں پہنچے ہیں نہیں۔“ اپنے کامان مرزا بولے۔

ہوں گے۔“ اپنے کامان مرزا بولے۔

”آپ دراصل یہ چاہتے ہیں کہ ہم دوستے ہوئے شرہ بھی۔“

”جی ہاں، یہاں آتے ہی ماستر ہام نے ایک بیچ ماری تھی۔“ جائیں۔“ فوجت بولی۔

"بھی میرا خیال ہے، ہمیں شرمنک نہیں دوڑتا پڑتے لگا۔" اس کے مودود پر دوسری شرک سے گھاٹیاں یا ترک شر کی طرف آتی ہیں۔ اس کے ساتھ ہی وہ فیصلہ پھیرز کے سامنے پہنچ گئے۔ رہستہ ہیں۔ ہمیں صفر لفٹ مل جائے گی۔" " تو پھر آئیے، دوڑتے ہیں، میکن میرا خیال ہے کہ ہمیں بہت تیز نہیں دوڑتا چاہیے، اس کی طرح ہم بہت جلد شرک باہر چلاں اور ان کا منہ چڑا رہا تھا۔ وہ پھر پہنچے اترے۔ انھیں اپنے سپتے، میکن کرہ بین ۲۰۰ کے دروازے پر ایک بڑا سر جیلان ایڈن کو کسی فرد کی رہائش کا پتا پوچھا۔ کہہ میرہ نام گئے۔ آصفتے کما۔

بات تو یہ بھی صحیح ہے۔ تو چند دوسری رفتار سے دوڑتے ہیں۔ اپنکر کامران مرزا بولے۔

کسی نہ کسی طرح وہ شری عدو دیں داخل ہو گئے۔ اب ان کا کام آسان تھا۔ ایک فون کرنے کی درحقیقی کم سب اپنکر شاہ چیپ سے کر دیاں پہنچ گیا۔ ان تینوں پر نظر پڑتے ہی اس سے کہا۔

"میرا بھی یہی عالم ہے۔ ہم تے ہوٹل کام کام اور کس ملے ملست تھا، ذہن میں نہیں آ رہا۔" آفتاب بولا۔ فوجت نے اپنے سپتے کی تو آصفتے اس سے کہا۔

"یکوں بھتی، ایک تھدا ذہن کام کر رہا ہے۔" "خدا کا شکر ہے۔ اب کیا پر دو گرام ہے؟"

"خدا یا گر ردو چلو۔ جیلان ایڈن کو قاتم کو اداہ شاہ ہو گیا ہے، ان لوگوں کو گرقار کرنا مزدودی ہے۔ اس کے بعد پہنچی پہاڑیوں سے لاٹیں بھی اٹھانی ہیں۔" اور شاہ پڑتے ہی پہنچ کر دوڑ کی طرف موڑ لی پھر بولا:

اپنکر کامران مرزا نے اپنا کارڈ بکاں اور کلرک کو دکھاتے ہوئے کہا، وہ کیا چاہتے ہیں۔ پھر دیکھ دیکھتے ہوئے بولا:

"کہہ بین میں ایک ہیں کون رہائش پذیر ہے؟" "وہ آپ ہیں جناب۔"

"ایکی وجہ کر بتاتا ہوں جناب۔" اس نے کہا اور ایک جلد ہی ایک زرد زکر و لاجہد سے سے جسم کا آدمی ہاتا کے درق لٹھنے لگا۔ پھر ایک صفحہ پر رک کر بولا:

"ان کا نام، میرہ نام ہے جناب۔ تقریباً چھ ماہ سے وہ جہاں تک رہا۔ اپنکر کامران مرزا کے چہرے پر نظر پڑتے ہی ہوٹل میں رہ رہے ہیں۔"

"کیا اس وقت وہ اپنے کمرے میں ہیں؟" "اوٹھا کر بولا:

"میں معلوم کرتا ہوں۔" اس نے کہا اور فون کی طرف اٹھا۔ "اوٹھا، یہ آپ ہیں۔ تم نے اپنیں کہا، یکوں رکھا۔ سیدھا بڑھا دیا۔ تھوڑی دیر سک وہ رنگ کرتا رہا۔" اس نے پہلے ان سے کہا اور پھر غائب ہو گی۔ پاپ اس نے جدی سے ناقہ میں سے پر عشق ہونے لگا۔

"خوب، اس شخص پر دو آدمیوں کو قتل کرنے کا ارادہ۔ ان کا کوئی قصد نہیں، میں نے بھی آپ کو بیان آئے کی اور چار پر قاتعہ صلح لے کا، لہذا اس کے کمرے کی پانچ بجھیوں دی ہے۔"

"میں وس کی تلاشی یعنی چاہتا ہوں۔" "غیر جناب، میں ہر ہن عاضر ہوں۔ فرمائے کہہ بین ۲۰۰ کے میں وس کی تلاشی یعنی چاہتا ہوں۔"

"تملاشی مزدور یعنی جناب، لیکن چاہی دینے کے لیے مجھے بیویوں کا کیا معاملہ ہے؟"

صاحب سے ہات کرنا ہو گی۔" انہوں نے اس سے بھی دیکھ کیا جو کلرک سے کہا تھا۔ میکن

"اپنیں بیٹیں بیلو، ہم ان کی موجودگی میں کمرے کی تلاشی کا لیے چاہی لی اور ان کے ساتھ پوچھی منزل پر آیا۔ پھر کمرے میں گئے۔" انہوں نے کہا۔

"یہ زیادہ مناسب رہے گا جناب؟" اس نے توٹ پوکر کروایا۔ بیکن کوئی کام کی بات معلوم نہ ہوئی۔ نہ کوئی ایسا مرغ مل پھر فون کی طرف ناچھہ بڑھایا۔ اس نے فون میں ان کا نام بیاہیوں سے میرہ نام کے پارے میں کچھ معلوم ہو جاتا۔ آخر انہوں

نے کہا:

”بجی بھی مادر ہام آئیں، آپ میرے دفتر کے بیرون پر الماری ات خدا، اس معلوم ہوتا ہے، جیسے صدیوں بعد انہیں دیکھیے گا۔ شبد انہیں بھر فوٹ کراؤ۔“

”بھی بہتر۔“
”لماں ہو کر وہ ہوش سے نکل آئے۔ اپنکر کامان ہون۔ لارڈ ختنے کے اخبارات اٹھا لاؤ۔ ہم اس کا فقانیہ اور اخون
شاد کو پہاڑت دی کہ ہوش شمشان کی نجگان بھی مشروع کروانے کے لئے کھوس کا نتے سرے سے منع کریں گے اور وہ دیکھیں
چاہے، خاص طور پر تمرے تبر ۳۰ کی، بجی مادر ہام والے۔ شمشان ہوش کا توکر کہاں پر بڑھا تھا۔“
”مجھے اطلاع دی جائے۔“

”بھی اچھا، میں ابھی قون کیے دتا ہوں۔“ اس نے لامبا کھانا ٹھنڈا پورا رہا تھا اور شہزادیکم بادا وہ انہیں یہ باد دلا
ایک میڈیکل سوڈ سے فون کرنے پڑا گیا۔

”یکوں بھی، کچھ یاد آیا شمشان ہوش کے بارے میں گی اور یوں اٹھا۔“

”بھی ابھی سماں نہیں۔ اگرچہ ہم اس وقت سے پہنچنے ”کیلی بے اچی جان، ابھی تک ٹھنڈا ہی تین ہو گا۔“
کو دوڑا رہے ہیں۔“ آفتاب نے بے پانچی کے عالم میں کہا۔ نہیں بلکہ پختہ منٹ اور ٹھم جاد، پھر ہم کھاتے ہے پوچھا پورا
”اپنی بات سے، دوڑاتے رہو۔“ وہ بولے۔ اسی وقت اس کے رہنگی اور ٹھنڈے جانے والیں آگئی۔

”بھی شاد، ہم اب گھر جائیں گے۔ جو بھی پہاڑیوں سے جس پورا انسان تو آپ صرف ایک چیز سے کر سکتے ہیں۔“
کی واپسی کا انتقام کر دینا۔ اور لاشوں کا بھی۔“
شاد انہیں گھر کے دروازے پر اتار کر آگئے رہ گا۔ ”اوہ وہ کس پھر سے آئی؟“ فرحت نے جلدی سے کہا۔
اندھا داخل ہستے تو شہزادیکم ان کی طرف پیکیں اور یہوں سترے بھروس سے۔ شہزادیکم مکاریں اور وہ چاروں بھی مکاریں

نہ رکھے۔ اسی وقت فرحت نے کہا:
”نکل، یہ رہا شمشان ہوش۔“
”کیا بات کرتی ہو۔ شمشان ہوش اور ہمارے گھر میں ٹھنڈا شمشان ہوش میں رہائش پذیر ہے۔ شاید اس نے احسان رضا
بلکہ نے بھرنا کر کہا۔“

”اے نہیں بلکہ۔ ابھر میں۔“ اپنکر کامان رزا بوسے اور شمشان ہوش میں گزارے، میکن کیوں؟ خاص طور پر
پھر وہ اخبار فرحت کے ناتھ سے سے کر، اس بجک سے پڑھنے شہزادی کامان ہوش ہی کیوں؟ وہ کسی بھی ہوش میں پارٹی اٹھا سکتا تھا۔
چنان فرحت کی الگی تھی۔
”لچل دلا وقوہ۔“ ایک بیوی اخوان رضا کے بھائی نے قلصہ احمدی طرف ارسان واقعی کے پاس اسی حرم کی کوئی وجہ نہیں۔
رات کو اپنی موجودگی ہوش شہزادی میں ثابت کی تھی۔ وہ اس وقت اس کامان جید کے پاس گھر والوں کے علم کے مطابق کوئی دوست نہیں
دوستوں کے ساتھ دنماں پارٹی اٹھاتا رہتا۔ اوہ۔ اپنکر کامان، اندھا گھر کے کسی قدر کو اس قتل کرنے سے کوئی قابوہ پہنچنے کی
مناسکت کرنے رک گئے۔

”نکل، یہ بعد والا اودھ بھی میں نہیں کیا۔“ آسمت نے ہندو رہنمای بھی نہیں تھا اور اگر معلوم بھی ہوتا تو یہ اٹھی بڑی رفتہ
کر کیا۔

”آن بھی نہیں چاہیے۔ عقل قوم نے پرسوں بیچ کھائی تھی۔“ اور گرام بنا دے، ضرور کوئی اور بات ہے۔ اپنکا سڑھو، میرے ذہن میں
آفتاب سمجھنے لئے میں بولا۔

”پاکل ایسا ہی ایک ثبوت فرقان حید کے افسر ارسلان والوں۔“ اور کھانا۔“ شہزادیکم نے بھٹا کر کیا۔
نے بھی پیش کی تھا۔ یہ کہ اس رات وہ اپنے دوست کے ساتھ توہہ ہیں، کھانا۔“ واقعی پیسے تو کھانا کھایا ہے۔ انہوں

میں شطرنج کھیلتا رہا تھا۔ مزے کی بات یہ ہے کہ ان دونوں کے ساتھ بے چارگی کے عام میں کہا۔
لئی کے پاس بھی اپنی کسی اور جگہ موجودگی کا کوئی ثبوت نہیں۔ نہیں۔ کھانا کھا کر وہ باہر نکل آئے۔ جیپ میں بیٹھے اور ایک سمت

"جی۔ وہ اچھل پڑا۔ اس کی آنکھیں بیہت سے بھیل گئیں۔
"اب تم بھی نہیں سکتے۔ میتوترے چھرے دلا اور اس کا ساتھی
ذائقہ کریے گے ہیں۔"
"تینیں؟ اس نے ختم کا پنٹے ہوئے لجھے ہیں کہا۔
اور انہوں نے ہمیں سب کچھ بتایا ہے۔ لہذا اب ششان ہو ٹھیں
ہیں آپ کی موجودگی کا بھی آپ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا گا۔"
"اپنی بھروسے اندھے ہیں کیا سن رہے ہیں۔"
"بھی آپ اتنیں رقم ادا کر چکے ہیں؟"
"ہاں؟ اس کے منزے کھوئے ہوئے تھے انہیں میں نکالا۔
انہوں نے کوئی اور مطابق تو نہیں لیا تھا؟"

"ہاں، انہوں نے مطابق یہ تھا کہ اب میں ہر ہاں انہیں اس
تھاں سنائی دی اور ادھر اپنے کام میں ہوتے ہوئے ہے۔ اس کے ساتھ
ایک حس اس آئے کہ سوچ آن کر دیا۔ سوچ کے آن کرنے کی وجہ سے
آواز بھی پیدا نہیں ہوئی تھی۔
"اسلام علیکم جناب، میں اس پی غازی صاحب کو سب کچھ
بنا پکا رہوں۔

"تشریف رکھیے، اب اس کیس کی تختیقات میں کر رہا ہوں
اس کے خاموش ہونے پر اپنے کام میں اس پی غازی صاحب کو سب کچھ
کو فون کیا اور بولے:

"میں روانہ ہو گئے
"آپ نے بتایا تھیں، اب کام کا پروگرام ہے؟"
"بیس دیگھے چاہتے ہو ہوئے۔
مکوڑی دیر بعد ان کی جیپ اخوان رضا کی کوئی کمی کے ماتھ
رک گئی۔ انہوں نے لگھنی کا بھن دبیا تو ایک ملازم نے دلوانہ کم
ہی جی فرمائے۔
"بیس اصلاح رضا سے ملا ہے۔ ہملا تعلق حکمرانی میں
سے ہے۔"
"جی بہت ستر آپ لوگ اندر تشریف رکھیے۔ میں انہیں
اطلاع کرتا ہوں۔"

"وہ انہیں دیاں گے رہم میں بھاگ کر چلا گیا۔ جلد ہی قدموں کی
تھاں سنائی دی اور ادھر اپنے کام میں ہوتے ہوئے ہے۔ اس کے ساتھ
ایک حس آئے کہ سوچ آن کر دیا۔ سوچ کے آن کرنے کی وجہ سے
آواز بھی پیدا نہیں ہوئی تھی۔
"اسلام علیکم جناب، میں اس پی غازی صاحب کو سب کچھ
بنا پکا رہوں۔

"تشریف رکھیے، اب اس کیس کی تختیقات میں کر رہا ہوں
آپ نے جاہاں ایڈٹ کو کہ اپنے بھان کے قتل کے بیان کی وجہ سے
منظور کی تھی؟"

"اصل، کیا آپ ارسلان واقدی کی طرف چارہے ہیں؟" قہت نے
کہا۔

"تو تم بھی چکی ہوئے۔
"اب سمجھنے کے لیے وہ ہی کیا گیا ہے۔ مل ہے بات ضرور بھجو
ہیں تینیں آن کے ارسلان واقدی کو فرقان حید کی موت سے کیا فائدہ
ہے؟"
"میں بھی بہت در سے یہی بات سوچ رہا ہوں اور اس کا ایک
بھی جواب میری سمجھ میں آتا ہے۔ وہ سوچ میں گھبھے ہیں ہوئے۔
"اور وہ کیا؟"

"فرمادی، ابھی سب کچھ سامنے آ جاتا ہے۔
رسلان واقدی کے گھم لے سامنے پہنچ کر انہوں نے ٹپ
ریکارڈ میں دوسری کیٹ چڑھائی اور لگھنی کے میں پر انگلی رکھ دی۔

"بسیغ غازی صاحب، یہ میں ہوں آپ کا دوست اپنے لامبا
مرنا۔ اخوان رضا کی کوئی پر چھلے آئیے ایمان آپ کا اخوان رضا
کا قائم موجود ہے۔"

"ہاں، اصلاح رضا نے ہی جاہاں ایڈٹ کو کے ذریعے اپنے بھان
کو بلاک کر دیا ہے۔"
"میں سمجھا نہیں۔"

"یہاں آ جائیے، سمجھ جائیں گے۔ انہوں نے میں اور اپنے کو
دیا۔

احسان رضا کا چہرہ سفید پڑ گی تھا۔ اس پی غازی کے
آنے کے بعد انہوں نے جیپ سے نھا سائیپ ریکارڈ رکھا۔
اس میں سے کیٹ مکال کر ان کے ہولے کی اور حالات کم سنتے
اس پر اس پی غازی نے کہا:

"اس کا مطلب ہے، فرقان حید کو جی چاہاں ایڈٹ کو نہ ہوکے
پہنچے، میکن کس کے لکھنے پر۔"

"میں اب اسی کی طرف چارہا ہوں۔ آپ اصلاح رضا کو کریڈٹ
کر کے اپنے دفتر پہنچیں اور میرے خون کا ذائقہ کریں۔" انہوں نے
کہا اور اٹھ کھٹکے ہوئے۔

ایک بارہ بیم ان کی جیپ اڑی چارہی تھی۔

"اٹ غذا" یہ ضرور کسی خونوار بھی کے قابو میں آ جی ہو گا۔
اس نے اس کا یہ حال یا ہے۔
"اچھی کوئی رائے قائم نہ کریں جناب۔ یہ معاملہ بہت سمجھنے ہے۔
اپکر جشید نے مذہبیا۔

"کی مطلب؟" پکان ناٹس نے ہرست زدہ ہو کر لے۔
"مطلب آپ حاکر سرکس کے سینگھر سرکٹ سے پوچھیں۔ چلو
جسی اس لاش کو پتھریں کرو۔ اس کا پوست دارم کرایا جائے گا"
پوست دارم۔ جھلکا پوست دارم کی کیا ضرورت ہے۔
آپ اپھی حراج جانتے ہیں کہ پوست دارم کی ضرورت ہے
یا نہیں۔ انہوں نے کہ اور پرہن سے یہچے اترنے لگے۔ پکان
اور اس کے ساتھی خاموشی سے انہیں تیرتے دیکھتے رہتے۔ ان
کے بعد ان کے ساتھی بھی لاش اٹھا کر یہچے اتر آتے۔
وہش کی اپھی حراج حفاظت کرنی ہے۔ اور اس کا پوست دارم
انہی کا ہر ایک بیٹی سے کیا جاتا ہے۔ میرا خال یہ ہے کہ اس مخفی
کی صورت رانفل کی گولی سے ہوئی ہے اور ان لوگوں نے گولی کے زخم
کا نشان مٹانے کے لیے کسی چاقو یا تیز وحداد والے آئے سے گولی
کے زخم کو اور زیادہ بڑا کر دیا ہے تاکہ گولی لگنے کے آثار نظر
مکیں۔
"آپ فکر نہ کریں جناب۔ ان میں سے ایک نہ ہے۔

چھوٹ رے چھوٹ

پکان ناٹس بھی ان کے قریب عہت پر کھا۔ اس نے تو
اپنے ساتھیوں کو ایک لاش گھیٹ کر لاتے دیکھا تو اس نے ایک
ہیچ ماری۔ اس ہیچ کو سشن کر ہر طلاق جسی بلکہ بھی ہیچ چکا تھا
وہیں سے واپس مڑا اور پھر وہ سب ناٹس سمیت عہت پر آئے۔
پکان کی نظر لاش پر پڑی تو اس کے منہ سے بد ساختہ انداز
بیٹھا۔

"اٹ میرے غذا" یہ تو خالمود ہے جو سمندر میں نہانے کی
حکا۔

اپکر جشید یعنی کوچھ لے اور انہوں نے بغور لاش کا معاف
کیا۔ انہوں نے دیکھا، اس کے سینے کے آس پاس کھی اونچھی قلن کا
خلا ساتھا اور یہ فلاں کی ڈفت بھی محل لگی تھا۔ ایسا لگتا تھا یہی
کسی سندھی چالٹنے اس بلکہ سے اس کا گوشت کھایا جو پکان
ناٹس کی آواز ان کے کافوں سے ملکوئی۔

اور وہ واپس روانہ ہوئے۔ اپکر جشید سیدھے بہتال سینے
یہ دیکھ کر ان کی جان میں جان آئی کہ اس وقت ملک تمام لوگ ہوتے
ہیں آپکے ساتھ۔ ان سب کے پیارے ہوں پر مکراہیں تاج روپیں؛ اور
یہ مکراہیں تھکی تھیں۔

"خدا کا شکر ہے کہ سب لوگ ہوتیں میں ملکے

"ہمین بعد کے واقعات ساتھی ایسا جان" فزادہ بے گل
کے عالم دیں بولی۔

انہوں نے اس وقت تک پیش آئے والے واقعات ساتھی۔

"گویا ہمارا واسطہ بہت چالاک لوگوں سے ہے۔"

"نال، اور چوڑا وہ ایک دوسرا ملک سے تعلق رکھتے ہیں۔

اس سے شاید ہم ان کا بجا بھی پکھ سکیں۔" وہ بولے۔

"یہ کیون کیوں ایسا جان، کی ان کے خلاف تقلیل کا جنم شاید

ہوئے کے بعد بھی پکھ نہیں کیا جاسکا؟"

"اس صورت میں ضرور ہم انہیں گرفتار کر سکتے ہیں، لیکن سب

کو نہیں، صرف انہیں جن کا تعلق ثابت ہو گا۔"

"اوہ یہ آپ ان پارساوہ بس والوں کی وہیں کامعائی بھی

کر پچھے ہیں۔ جن کی وہیں جنگل میں ہی تھیں؟"

"اوہ، میں انہیں تو بھول ہی گی۔ ہٹھرو، پھٹے میں ان کا

جاہازیہ سے لوں۔ کہیں وہ وارثوں کے حوالے نہ کر دی جائیں۔" انہوں

لے اٹھتے ہوئے گا۔
"لیکن ہم بھی چیزوں ایسا جان؟" محمد نے اٹھنے کی کوشش کرتے
ہے۔

"ہرگز نہیں، جب تک داکٹر صاحب اجازت نہیں دے
یعنی، تم بتر سے نہیں اٹھ سکتے۔" انہوں نے کہ اور کہے سے
ٹھیک ہے۔

مردہ فانے میں انہیں چاروں لاٹوں سک پہنچا دیا۔ انہوں
نے اکرم کو بھی بلوایا تھا۔ ان چاروں کو خیبروں کے دریے بلکہ
بایا تھا۔ زخم سینے پر نگائے گئے تھے۔ وہیں کے آس پاس
تکوئی خیبر نہیں ملا تھا، نہ کوئی اور پیغز مل تھی۔ فہرستے ان
نالوں میں کسی کے خلاف کوئی انعام نہیں رکایا جا سکتا تھا۔ وہ
لارس ہو کر پھر ان لوگوں کے پاس آگئے اور انہیں بتایا کہ
ان لاشوں کے معائنے کے بعد بھی کوئی کامیابی نہیں ہو سکی۔

"لیکن تم لوگ فکر نہ کرو۔ میں سات رنگ سرکس کا پیچھا نہیں
پورڑوں گا۔ ان پار آدمیوں کے خون کا بدل تو لینا ہی ہے۔"
وہ نیس داؤد کی تحریر گاہ اور تم لوگوں پر بیماری کی مزاجی بھیں
نہ ہو سے گی۔ میکن ان میں سے اگر کوئی ایک یات ہی نہ ہوئی۔
تب بھی میں سرکس کا پیچھا ہرگز نہ پھوڑتا۔

"جی کی مطلب؟"

"مطلب یہ کہ جان مانکل کے انفاظ مجھے کسی انجام نظر کا احساس دھارہتے ہیں۔ جب تک میں یہ نہ جان لوں کر اس احساس کی واقعی کوئی بنیاد ہے یا نہیں، اس وقت تک میں ہیں۔"

"اوہ، ان کے پاسے میں تو مجھے بھی معلوم نہیں تھا۔ تو ہمیں آپ لوگوں کے ساتھ حادثے کا شکار ہو گئے۔ میں بھی یہ بچکر کیا ہے؟"

"پیغمبر جشید کو ساری تفصیل سننا پڑی۔ ان کے خاموش ہونے کرنے میں داخل ہوتے تھے۔ ان پر تلفر پڑتے ہی پیغمبر جشید یوکھلا کر کھٹے ہو گئے۔ بستر دل پر لیٹے ہوئے نے بھی جلدی بدلدا اشتنے کی کوشش کی۔

"نہیں بھی، سب لوگ لیٹے رہیے۔ اور جشید کو ہڈ کر کلمہ ہو گئے۔"

"بھی ابھی نہیں۔ ابھی ان کے خلاف تحقیقات ہو رہی ہیں۔ اُنہیں یہ ثابت ہے کہ سکا کہ ہمارے چار ساتھیوں کے قتل اور صدر صاحب کی تحریر گاہ کو اٹھنے کے کام میں ان لوگوں کا ناتھ تھا۔ اُن پر بھی کرنا ہو گا۔"

"غیرہ بھیے تباہی مرضی۔" صدر صاحب نے کہا۔

اس کے بعد کچھ دیر تک بیٹھ کر صدر صاحب اور دونوں وزیر اُنہوں نے کریں گے تھیں اور ان پر میٹھے گئے۔

"ہاں بھی، پرد فیض داؤد اور پیغمبر جشید ہمارے ملک کے اتنے معنوی آدمی نہیں ہیں کہ اُنہیں یا ان کے گھر کو تھکاوا۔ تھیں آدم کی مدد حاصل کر کریں گے۔ اُنہوں نے اس کو کوئی حادثہ پیش آجائے اور ہم ان کی مزاج پرسی کو نہ آئیں تا صدر صاحب کو کوئی شکایت نہ پہنچ جائے۔"

"ہاں تو ابھا جان، آپ ایک انجام نظر سے کی بات کر رہے تھے فرناز نے گروہ اُنہیں ہاد دلایا۔

"ہاں، میں کہ دنا تھا کہ جب تک میں یہ نہ جان لوں کر واقعی کوئی خطرہ ہے یا نہیں، اس وقت تک پہنچنے سے تھیں میٹھے گا، میکن تم لوگ اپنے ڈھنون کو نہ تھکاوا۔ تھیں آدم کی فروٹ سے۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں نہیں زندگی دی ہے۔ میکن اس کا لاکھ لامکہ شکر ادا کرنا چاہیے۔"

"یا اللہ، یہا کہ لاکھ شکر ہے۔" فاروق نے کہ اور وہ ملک بیٹھ دیہ کے۔

رات کے دو بجے کے قریب اُنہیں پوسٹ مارٹم کی روپوٹ میں کیونکہ اُنہوں نے فوری طور پر پوسٹ مارٹم کرنے کی بذیلت دی تھیں۔ پوسٹ کے مطابق نامہور کاشم کی زیر توکیل پیڑھے تھا۔ بارود کے کوئی آثار نہیں تھے۔ دلکشی پھیل کے ڈھنون کے نثار تھے۔ تیر توکیل پیڑھے بارے میں بھی واقع سے کچھ تھیں لکھا گئا۔ ٹاکر لامی خیال تھا کہ یہ کسی سختی کا نتیجہ نہیں تھا۔ کلام بھی ہو سکتا ہے، میکن اس بات کا بھی کوئی واضح ثبوت نہیں تھا۔

اس روپوٹ نے اُنہیں نکل میں مبتلا کر دیا۔ کیونکہ یہ سات رنگ مرکس کے غلاف بطور ثبوت عدالت میں پیش نہیں کی جائیں گے۔

"آج بیچ جنوبی پہاڑیوں سے ایک اور لاش ملی ہے۔

اس راشن پر بھی اسی قسم کا لمبا زخم ہے جو اس سے پہلے

فیصل کا معمون تقریباً ایک جیسا تھا۔ ان بیں کوئی فرق نہیں تھا۔

بُریہ سمجھتے تھے:

”آج بیس جزوی پہاروں میں ایک لاش پڑی پائی گئی۔ لاش کے کندھے سے لے کر ہاتھ ملک خیز سے لگایا گی ہے پویں آس پاس خون بھی پیسلا جما پایا گی ہے۔ لاش ایک شفہ فزان حیدری کی بتائی جاتی ہے جو ایک سرکاری محلہ میں دامن تھا۔ گھر میں بھی شفہ کا نام دala تھا۔ اس کے بعد اس گھر نے لا اب کوئی کرنے والا نہیں رہا۔ پویں نوٹ شور سے تفیش شروع کر چکی ہے؛ تاہم اسے بھی ملک کوئی صراحت نہیں مل۔ دوسری طرف جسے زخم نے پویں کو چکرا دیا ہے۔ مزید تفاصیل کی اہمیت ہے۔“

یہ خبر پڑتے کہ انہوں نے اس تاریخ کے بعد کے اخبارات میں بھی اس خبر سے متعلق نہیں پڑھیں۔ تمام تجزیہ پڑھ کر اپنے معلوم ہو گئی کہ لیکن کی تفیضات ایس پیغامزدی کو رہے ہیں۔ افسوس یہ تھا کہ اپنے کامان مرزا گیوں اس کی کافی متوجہ نہیں ہوتے۔ گیوں ان کے خیال میں کیس کی صرفت پیچیدہ پڑھ لے رہا تھا۔ انہوں نے سب تو گوں پر ایک نظر انہوں کی ہمود کی آنکھ کھل کر گئی تھی۔ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ لے کر اپنے مل گئی۔ یہ بھرداں روز کے تمام اخبارات میں موجود تھی۔ سب

اپنی پس اڑیوں میں ملنے والی ایک لاش پر پایا گیا تھا۔ اس زخم نے پویں کو اسکی میں ڈال دیا ہے۔ یہ زخم ایک لذت سے لے کر ہاتھ ملک خیز سے لگایا گی ہے پویں کا خیال ہے کہ ایسا زخم لگانے کی ضرورت کوئی فاصح ویرہ پڑھتے، یکوں اس کے لیے دوسرے نامہ تدوینی کی ضرورت پڑھتے۔ ابھی ملک پویں کوئی صراحت نہیں گا مل۔ لاش ایک دولت مندادی و خون رہا کی ہے۔ پویں کو اس کے پھوٹے بھائی پر شک ہے، لیکن وہ تمام رات اپنے دوستوں کے ساتھ ہموں نہیں ملے۔ اپنی موجودگی بتاتے۔“

اپنے چیزید سوچ میں گم ہو گئے۔ پھر انہوں نے اکرم کو فتنہ کی اور پوچھے:

”اکرم، مجھے گروہتہ آٹھ دن کے مشرق حصے کے تمام اخبارات کی ضرورت ہے۔“

”بھی بہتر، میں ابھی لے کر حاضر ہوتا ہوں۔“ اس نے اکرم کو قدری دیر بعد میز پر ان کے سامنے ایک ہفتہ کے تمام اخبارات موجود تھے۔ انہوں نے ان اخبارات میں پہلی لاش والی تیار کی تلاش شروع کر دی۔ صرف پندرہ منٹ کی تلاش کے بعد پھر انہیں مل گئی۔ یہ بھرداں روز کے تمام اخبارات میں موجود تھی۔ سب

”اسلام علیکم آج اجان، آپ شاید رات بھر نہیں ہوئے؟“

”وعلیکم السلام، ہاں، لیکن تم غفران کرو۔ میں آج دن میں سو ہوں گا اور ہاں، میں ذرا گھر جا رہا ہوں۔“ ایک ضروری کام پڑا ہے۔ ابھی آدھ گھنٹے میں آ جاؤں گا۔“

”ایسا یہ کام آپنا ہو آپ گھر جا کر کر سکتے ہیں۔“ گھوٹے ہیں گھر ان ہو کر گئی۔

”ملک کے مشرق حصے میں دو پیر اسماں ہیں ملی ہیں۔ ان لاشوں نے بے ایگن ہیں ڈال دیے ہے۔ میں ذرا لپتی دکھریوں میں پندرہ کتابیں دیکھنے پاہتا ہوں۔“

”ذرا مجھے بھی دکھایکیں کون سی خبر ہے۔“ محمود نے دل ہمہ لیتے ہوئے کہا۔

”یہ رہی۔“ انہوں نے ایک ہفتہ پہلے کام اخبارات سے سامنے رکھتے ہوئے کہا:

”اور اس میں میرے لیے سب سے عجیب بات یہ ہے کہ ابھی ملک اپنے کامران مرزا نے گیوں ان لاشوں کی طرف نہیں نہیں دی۔“

”اوه۔“ محمود کے مذہب سے نکلا: ”لیکن آج اجان ان لاشوں کا تعلق ہے۔“

”آپ کی لا بھری سے کی تعلق؟“

”لا۔“ لاشوں کا آج اجان کی لا بھری سے تعلق۔ لیکن اوت پانچ دن۔

ام مخالفے یعنی شاپنگ اڑاتے کے بارے میں کیوں سوچیں؟
بہ خود ادھر بھی پکھ کم پر انہمار معاشر درپیش نہیں ہے۔

”ٹانگ اڑا بھی کیسے کتے ہیں۔ ہماری ٹانگیں اتنی بھی
بیں ہیں۔“ فرازہ مسلمانی۔

"آخر ہم کب تک بیتال کے سرتوں پر لٹے رہیں گے۔
ڈاکٹر صاحب ان تو شاید ابھی ہمیں ایک بستہ تک پہنچنی نہ دیں۔
تنے دنوں تک سرتوں پر لیٹ کر تو ہم سچ جس بیمار ہو جائیں
گے۔" محمد نے اکتنے ہوئے لٹھے میں کہا۔

تو پھر آؤ پھیں - موقع اپھا ہے۔ اس وقت باقی سب
الی سورے بجوتے ہیں۔ ہم بھی پچھلے سے کھڑے چلتے ہیں۔ ذرا
پھیں تو سی! فلاہری میں اتنا جان کی کر رہے ہیں۔ لیکن قزاد

لے تی کی کی۔
”ویری گڈا، میرا بھی یہی بھی چاہ رہا ہے۔“ محمود خوش ہو

۲۰۱۷ - می گویند - محمد قربت روپنی احمد لستره سه دن رات

لادم کے کاموں ملے ہے۔ میں تو خوب فائدہ اٹھا دیں گا۔
یہ سنبھالی موقع سے تھے قادریق اپنی جگہ سے سُس سے مسند
بنتے ہوئے بولنا۔

"میرا خیال ہے وہ اس بھئے زخم کے بارے میں کچھ پڑھ
گئے ہیں" فردق بولا۔

”جھلا اس بیتے زخم کے بارے میں ان کی لاہریوی کی کسی کتب میں ذکر یکوں کر رہا سکتا ہے تا فرزانہ نے ماقدار ادا وابستے بیچے میں کی۔

"اب یہ تو وہی بتا سکتے ہیں، کیونکہ جو سکتا ہے۔ دیکھیے۔" یہ بھی کہ رہے تھے کہ انہیں تجھب ہے، لیکن کی تحقیقات انہیں اپنے سامنے کا مرنا یکوں نہیں گرتے۔"

آس کی دو دیواروں پر ہو سکتی ہیں۔ یا تو وہ ملک سے ہوئے ہیں یا پھر اتنیں اس کیس میں دچپی محسوس نہیں

زروتی ہوگی۔ محمود نے خیال خالہ کیا۔
”پہلی بات تو تھاری تیسیم کی جا سکتی ہے، دوسرا نہیں۔

نیوٹر جس سیں میں ابا جان کو اس تدریل پری خوس ہون لے
انہوں نے فوری طور پر یہ اختیارات بیان مکمل کئے اور اب ہیں
چھپوٹ کو اپنی لائبریری میں پہنچ لگتے تو بھلا اس کیس میں انہیں

لارمان مرزا کو دل پسی بخوبی نہ ہوا، یہ لکھنے ممکن ہے لکھا
بوجوی —

”خیر ہو گا، جیسیں کیا۔ وہ ملک کے مشرقی حصے کا عالم اب

ان بیکار کیوں نکل اس کا خیال تھا، جوں ہی وہ دروازے کی
بٹ بڑھنے لگے۔ فاروق بھی اٹھ کر ان کے ساتھ شامل ہو
ئے تھے، میکن اسے مارلوسی ہوتی۔

”ہاکل سین آرنا ہوں۔ میں ڈاکٹر ماجن کو تارا من سین
لا چاہتا۔ دیکھو نا، ان بے چاروں نے چمارے لے کتن پر شانی
غلظت ہے اور اب تم ان کی ایجادت بے پیری پہل دن ۔۔۔
”کام سور سوچم ” فزادہ تھلا کر اسے طمع دا۔

"یہں جانتا ہوں، یہں کام پور ہوں۔ اس لئے مجھے یہ بات
لئے کی تعلماً کوئی ضرورت نہیں ۔۔

"دھت تیرے کی ۔۔۔ تو فرما، اس کے پاس توہ بات
اگر مگرایا جو حباب تیر ہوتا ہے ۔۔۔

۱۰۔ اب مجھے کیا معلوم تھا کہ ملیں بیٹرے جوابات پسند ہوں۔ انہوں نے اپنے چیپے آن کی آواز سنی۔ اسی وقت ایک

لائے ائے۔ اپنے بیرون سے یہ میں اٹھیتے۔ پھر سب
لائیں چل دیتے۔ میں نے گھبرا کر کہا۔
”جی سہم ذرا انسنی کو دیکھنے کے لیے اٹھتے تھے۔“ تھوڑے نے

سمی صورت پتے کر کما۔

"لواب انہیں موقعے کا رہگ بھی تکم آتے گا۔ جلا نم
کیسے کہ سکتے ہو کہ اس موقعے کا رہگ ستری ہے؟ فرزاں
جن بختے بچے میں لما۔

"دل کی آنکھوں سے دھکو، تیس موقتے کا ہی نہیں اور بھی
بہت سی پیغمروں کے رہگ را مکمل صفات دکھانی دینے لیکن یہ
فائدہ دقت نے پیرتوں اور فتحتوں کے انداز میں آنکھیں یندگر کرے کر
۔" ہاتھ میں ایک ہمٹے مورثے دالقا، والہ، لمحہ سے قیسے ہو

جس دیں ایک جو سے وہی دعویٰ کی جائے۔
جس کو ”محمد یولا“ پھر فرزانہ کی طرف مڑا۔
”او فرزانہ، ہم پلیں۔ اسے یہیں رہنے دو۔“

”ہاں مجھے سیلیں رہتے دو، تم جاؤ۔ اس نے پرپولے سے کہا۔

دندن بُرے بُرے من بناتے ہوئے بستروں سے اٹھ
در جوتے پہنچنے لگے۔

”اُرسے، تم تو واقعی چارہ ہے یو۔ میں تو سمجھا تھا، مذاق بے پوتے“

”بچھے رہو۔ اس سے ہماری حکمت پر یا اور پر رہاتے
”اپھا تو پھر جاؤ، خدا ہماری حفاظت کرے۔ ایسی خیریت کی
ٹلکوں دستے رہنا۔“ اس نے کما اور سھر آنکھیں بند کر کرے۔

”آپ لیٹے رہیے، میں اپنیں دلختی ہوں۔“
 ”سر، ہم یہی سیئے تحکم کرنے چاہیں۔ کیا چند قدم پہلے تھا؟“ نرس نے جواب دیا کہ
 ”خوب کر سکتے۔“ فرزانہ تے بھائی کے اندرا میں کما۔
 ”خیر، کر میں چیل قدری، میکن زیادہ نہیں، بس“ وین مفت اپنے ساتھ فرار ہوتے کے ارادے سے نکلے ہیں۔
 ”آپ نکل رہ کریں سیسٹر!“ فرزانہ خوش ہو کر بولی۔ فرمی ”نہیں“ نرس کے من سے خوف نہ کہ اندرا میں نکلا۔
 نے اپنیں راست دے دیا۔ وہ دروازے سے نکلنے لگے۔ اسی ”میکن، اس میں نوٹ تھے ہونے کی کیا ضرورت ہے؟“ فاروق
 وقت انہوں نے فاروق کی آواز سنی۔
 ”جھوٹ رے جھوٹ، تیری کون سی کلی سیدھی؟“
 ”آپ نہیں جانتے۔ آپ لوگوں کے اعصاب پر، ہماروں کا
 ”بھی، کی مطلب؟“ نرس نے پونک کر کا اور اس کے ان اثرے۔ ان حالات میں آدم بے حد ضروری ہوتا ہے۔
 ساتھ ہی محمد اور فرناۃ بھلہدی سے کمرے سے نکل گئے۔ یوں لمبا جب نے سختی سے یہ ہدایت دی ہے کہ آپ سب ایک
 نہیں، انہوں نے برآمدے میں قدم رکھتے ہی تیرزی سے قدم اٹھانے کا بیرون پر دیں گے۔“
 شروع کر دیے۔
 ”میں نے کہا ہے، جھوٹ رے جھوٹ، تیری کونسی کلی سیدھی؟“
 ”یکسی غلطی؟ کیا یہ کہ آپ نے اپنے بھائی اور بہن کو کیوں
 ”میرا خیال ہے، آپ حرب امثل کچھ غلط بول رہے ہیں۔ اسے بیا۔“ نرس بولی۔
 میں اگر چہ زیادہ پڑھی لکھی نہیں ہوں۔ میکن میرک میں ہو۔ ”بھی نہیں، غلطی یہ ہوئی کہ میں بھی ان کے ساتھ گیوں نہیں
 نے اردو میں اپنے بیٹری سے سچے، جمال سک میری یاد داشت۔“ ای۔ وہ بہت اپنے رہتے۔
 تعلق ہے، محاودہ یہ ہے: اونٹ رے اونٹ تیری کون سی؟“ میرا خیال ہے۔ آپ ملاج کر رہے ہیں۔ نرس نے کہا اور تیری
 سیدھی۔“
 آپ کا خیال موافق صد درست ہے۔ میکن اس وقت میں وال کا درود درج پتا نہیں تھا۔ وہ واپس پہنچنے اور پھر پونک، میکن

اب فاروق بھی اسے بستر پر نظر میں آیا تھا۔ وہ پوکھلا کر مٹی۔
 اسی وقت اس نے دیکھا، فاروق اس طرح ہسپتال کے دروازے کی
 ٹھٹ دھٹ رہا تھا جیسے موت اس کا تعاقب کر رہی ہو۔

تئے بھائی

دروازہ خود ارسلان داقدی نے کھووا۔ شاید اس وقت کوئی
 بھگ میں نہیں تھا۔ وہ انپکٹر کام ان مرازا کو دیکھ کر پونک کر دیا۔
 دلکشی ہوئی آواز میں بولا:

”فرمایتے، کیسے تخلیت کی؟“

”میں آپ سے چند سوالات کروں گا۔“ وہ بولے۔
 ”میکن مجھ سے تو آپ پہنچے ہی سوالات کر پہنچ بیں؟“ اس نے
 اسی قدر پونک ہو کر کما۔
 ”ہاں، میکن اس وقت صورت حال قدرے بدلتی ہے۔ اس
 پر یہ سوال بھلی پست سے مختلف ہوں گے۔“ انہوں نے
 ہے سے مکار کری۔

”اندر تشریف لے آئیے۔“ دیسے میں نہیں سمجھتا کہ آپ مجھے
 پونک کر رہے ہیں۔ بھلا فرقان حمید کے قتل کا مجھ سے یہ
 تھی؟“

"مکی نہ کسی سے اس قتل کا تعقیل تو مزدھبے۔ وہ کون سے خدمات حاصل کی تھیں، کیونکہ فرقان حید کے گھرانے کے کسی بھی نہیں معلوم کرنا ہے۔" پاس اپنے کسی جگہ موجود ہونے کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ وہ انہیں ڈرائیور میں لے آیا، پھر خود بھی ان کے لئے بڑھ گی۔ اس کے انداز میں چھراحت میں بے چینی تھی۔ یہ اور کی مزدھب تھی۔ جب کہ آپ لاس قتل سے بنا ہر دور کا بات اپنے کامران مرزا نے ہی نہیں، آفتاب، آصفت اور فرمادے ہیں تو بھی محظوظ کی۔

"جی، اب فرمائے کیا پوچھنا چاہتے ہیں آپ؟" "خوان رہنا کے بھائی احسان وہنا کو گرفتار کر لیا گیا ہے؛ بڑی بات کا جواب دینے سے پہلے یہ بھی سن لیجئے کہ فرقان حید کی مطلب؟" ارسلان واقدی نے چونکہ کہا۔ "اس نے اپنے ایک دوست بیک سینھ کے بیک میں اپنا پوشیدہ ہاؤٹ سے اپنے بھائی کو قتل کرایا ہے اور اس کام سے لے کر کھوں رکھا تھا۔ اس کے اس ہاؤٹ کے باشے میں اس کے ساتھ ہزار روپے، اگرچہ اس کے باشے میں کچھ بھی معلوم نہیں تھا۔ اس ہاؤٹ میں فرقان حید کے پاس اپنی بیوی گنجی کا یہ ثبوت تھا کہ اس نے قتل والے کے ساتھ ہزار روپے جمع کر لے ہیں۔ پانچ ہزار روپے، ہزار کے اپنے دوستوں کے ساتھ ہوٹل شہنشاہ میں گزاری، یکنہ اس کے بارے میں جمع کر دیا گیا ہے۔ اگر آپ پاہیں بندہ سورپلے وہ ہر رہ ایک دوسرے بیک میں جمع کر دیا گیا ہے۔ تو اس کے گھر فتنہ کر سکتے ہیں۔ گھر کے بیرون آپ کو بتا دیتا ہوں۔" "سوال یہ ہے کہ آپ یہ سب مجھے کس لیے بتا رہے ہیں؟" ارسلان واقدی نے بیٹھی ہوئی آواز میں کہا۔ "اس کی وجہ آپ خود بھی چانتے ہیں۔ آپ نے بھی جہاں نہیں تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر اس کے پاس پانچ ہزار روپے ہر رہ

کمان سے آجے تھے۔ اگر آپ اس سوال کا جواب دینا پسند کریں تو اسے جاویں۔" "یہ پوچھن کو فون کرنا ہوں۔" پوسٹس کے اختیارات کی یہ بہت ایسی بات ہو گی؛ ورنہ آپ کا دفتر میل کرتے کے احکامات اسی وقت چاری کر دیے جاویں گے۔ پھر آڈیٹروں کی ایک جماعت دفتر کے تمام اجھڑوں اور فائلوں کا معائنہ کرے گی اور حسابات لگانے پاہیں گے۔ اگر آپ بے گل، ثابت ہوئے تو چیز کہ: وہ آپ فرقان حید کے قتل اور خود بود کے اذماں میں گرفتار کریے جاویں گے۔ آپ کے لیے بہتر یہ ہو گا کہ قوہ ہی سب کچھ قبول کریں تاکہ لمبا پڑھنا پڑھنا پڑھے۔ یہاں تک کہ اپنے کامران مرزا خاموش ہو گے۔ ارسلان واقدی سکتے کے عالم میں بیٹھا رہ گیکا، اس کے منزے سے کوئی نفع نہ ملے۔

"واقدی صاحب، اب خاموش بیٹھ کر کام نہیں پہلے گا، میں دنیا میں ہر انسان کو وہ کھٹا ہی پڑھتا ہے جو وہ بو۔" یہ کہ ممکن ہے کہ آپ یو تو دیں اور کامیں نہ۔ آپ نے اگر نیکی بوئی ہے توفضل بھی آپ کو یہی کی ہی سٹے گی اور برائی بلوچیں گے تو یہی کیفضل کی امید رکھنا دیولنے کے خواب سے زیادہ نہیں ہو سکتے۔"

"آپ کا خیال یہ ہے۔ میں نے براہی کا یہ ڈال تھا۔ فضل بھی مجھے براہی کی کافی چلیتے۔ میں گرفتار ہونے کے لیے تار ہوں، یکنہ میری ایک درخواست ہے۔ آپ بھی یہ گھر سے بچا کر

کام رکھنے کے لئے جانے کے بعد وہ کوئی

کام نہ ہو۔" اس کا انجام

انہیں کامران مرزا کی آواز ہے۔ اس کے ساتھ ہی ان کے

وزیریور کی طرف اٹھ گئے۔ ارسلان واقدی کا سر چک گی، اس کے

ہملان واقدی نے محظوظ کیا۔ اب یہ سر کبھی نہ اٹھ کے گا۔

رسلان واقدی کو گرفتار کر کے جانے کے بعد وہ کوئی

کام نہ ہو۔" اسی وقت فرمادے گما،

"آپ نے تو کمال ہی کر دیا۔" "کمال میں نے نہیں، آفتاب اور آصفت نے کی ہے۔" اگر یہ

"اپنی نظر پیش کردا، مگر نظر آنے لگے گا۔ فوجت جل کر دیوں۔
دو فون اخوان رضا کے نام نہ جاتے تو کبھی جہاں ایندھ کو کام براں
نہ لگتا اور اس فوج یہ دو فون تو مخفی رہتے ہی، جہاں ایندھ
دارے بھی اپنے لگن دو تا کاروبار کرتے رہتے۔"

"بھی تم کی مرے کے پیچے ہاتھ دھو کر پڑ گئے ہو،" امتحت
"تو یوں لکھئے، اس بار ان دو فون نے میدان مار دیا۔"
جتنا کرس۔

"نا، میکن ابھی میدان پوری طرح نیس ماڈ جاسکا۔ جہاں
ایندھ کو کام عذر ابھی سک گرفتار نہیں ہو سکا۔ اب ہم اس مان
اور کی، پیچے پہنے کے یہ آمتحت کیا کم ہے۔" آفتاب
انہوں کو کرو کر یو لا۔

تو ہر دن گئے تیشن چیز کی نگرانی جاری ہے۔ شمشان ہوش کے
لگہ نہ تھا، ہم کی نگرانی بھی ہو رہی ہے۔ رہائیں جزوی پہاڑی
تو انتیں ہم پوری طرح گھرے ہیں لے نہیں سکتے۔ اس نہیں
کے یہ تو پوری فون چاہیے، میکن میں نے سوچا ہے، ہم چاروں ہی
کھریں تھیں زیگیم کا پادہ چڑھا ہوا تھا، میکن کا پادہ گرتے
دہل چلیں گے۔ اگر وہ لوگ ان پہاڑیوں میں پیچے ہوئے ہوں تو
تو مزدور ہم چاروں کو تباہ کر ہم سے استقام میلنے کے لیے ملتے
ہیں چلیں گے۔ اس کے بعد اپنے کام میکن اپنے خاص گھرے میں
گا۔ میکن اسے واٹریس پر اشانہ دوں گا اور وہ مدد کو پہنچ جائے۔
یہاں انہوں نے سینہن کو ایک ایک پتوں دی۔ گویوں کا
گا۔ شاید میں ایک خون ریز چاگ روٹا پڑے۔ اس نے ہمیں ہم کی کسی قدر
تیرا کر کے جانا پڑے گا۔ اپنے کام میکن کو فون کی۔ اس نے تو رہی
تیرا کر کے جانا پڑے گا۔" اپنے کام میکن کو پہنچ گئے۔ انہوں نے
تاب دیا:

"ہمیں سر شاپ بول رہا ہوں۔"
"سوٹا پڑ، ہم جزوی پہاڑیوں میں جا رہے ہیں، مجھے یقین ہے
میکن بھے تو میکن میکن آنٹر نیس آتا۔" آفتاب بولا۔

کہ وہاں جہاں ایندھ کو کے عالم پہنچے ہوئے ہیں، تم اس وقت
سے آدھے گھنٹے کے بعد اپنے ساتھ قریباً تیس ساڑھے بیس ول
ہم نام اپنے آدمیوں کو لے کر زخم لگانے کا حکم دیتا تو اس وقت
کے کو اس طرف آ جانا اور مجھ سے داؤ لیس پر رابطہ قائم کرنا ہے۔
لیکن اسی سے ایک بھی شاید زندہ نہ ہوتا۔ وہ میکن اس بھگ پہنچ۔
میکن بتا دوں گا کہ ہم کہاں مدد ہوئیں اور یہ کہ میکن کی کہنا ہے۔
ہم بہتر جناب، ایسا ہی یو گا: "اس نے فوٹا کیا۔"

انہوں نے ریسورڈ کھ دیا اور ان سے بولے:
"پھلو بھی پھیلیں۔" یہ کہ کر وہ گھرے سے بھل آئے اور
چڑھاں پر خون مزد روک ہوا ٹھاکا۔ گویا وہ ان کے بعد پھر
شناز بھگ سے بولے۔

"بھگ، ہم ایک خطا تاک ہم پر جا رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے،
بانک بھی خطا تاک ثابت نہ ہو اور یہ بھی ہیعنی ہے کہ ہم نہ لے سکتے۔"

اپنے کام میکن نہ آیا، میکن خلا حققت۔
سلامت والیں نہ آییں، میکن خلا حققت۔

"آپ پھر ہم پر جا رہے ہیں۔" قدر اسکی تو آیا کریا
بھی ان سے زیادہ فاصلے پر نہیں تھا۔ اسی طرح آگے بڑھتے نہیں
کریں۔"

"کی کی جائے، بھگ، آنام سے بھٹکا تو ہم تے سیکھا ہی نہیں۔" دو خود تیس اور پھر انہیں ایک پہاڑی سیکنے نظر آئی۔ اس میں
کہ کر وہ دروازے کی طرف بڑھے۔

"خلا حققت اگی جان۔" آفتاب نے یاد کیا۔

"قدما حافظ آئتی۔" فوجت اور آمتحت نے ایک ساتھ کی۔

"قدما حافظ۔" شناز بھگ نے بھرا ہوئی آواز میں کہا۔

بھیپ میں بیٹھ کر وہ ایک بار پھر اپنی خوبی پہاڑیوں میں با
یاد ہے؟"

"بھی ہاں میں تین چالاں آدمیوں کو اپنی طرح پیچان لےتا ہوں: بنت نے راتے پیش کی۔
آصفت نے قرار لما۔

"اور میں بھی، بلکہ مجھے تو ان میں سے ایک پچھے ناگھلوں والا۔" ووگ پہاڑیوں میں پیچھے ہوتے ہوں گے، یہنکن اگر انہوں نے
بھی یاد ہے۔ اس کے دامن میں تھا کی پچھے ناگھلوں بیٹھا۔ یہ بات البتہ میں ہی کہیں اپنے ٹھکانا بنارکھا ہے تو پھر تو ہمیں اس
مجھے اس طرح یاد ہے کہ مجھے پیکر کر گزرے اور اس کے بعد اس کے ایک
لیکھ کی تلاشی یہاں پوگی۔ انہوں نے کم اور دوسریں پر شاہد
کو مخاطب کرنے کے بعد کہا:

"ہم پہاڑی لوگوں کی بستی کے پاس پہنچئے ہیں۔ تمہیں اس
بستی کے آئندہ نظر آرہے ہوں گے۔ اگر میں تو یہی سے یہ
میں پہنچے آؤ اور ہم سے آلو۔"

"بھی یہی، جب آرہے ہیں تھے شاہ کی آواز نتائج دی۔
بستی کے دلکشی کا مران مردا ڈش ہو کر بولے: "انناق
سے ان میں سے چند ایک کو میں بھی اپنی طرح پیچان لوں گا۔" ہمیں
ہو جاؤ۔"
انہوں نے جیبل میں پڑے پتوں کے تریکھوں پر ناگھلوں
رکھ لیں اور آگے بڑھے۔ اب بستی والوں نے بھی انہیں دیکھ لیا۔
ان میں سے بہت سے انہیں سیرت بھری نظر میں سے دیکھنے لگے تھے۔

"میرا خیال ہے، اب ہمیں انکل شا بد کو تیارہ کی پھر رکھنے کی
مزدورت نہیں۔ اگر وہ ہمارے ساتھ بھی آئیں تو بھی کوئی عنین نہیں۔
یہاں ایک صاحب رہتے ہیں، ہمیں ان سے ملنے ہے۔"

"ان کا نام کیا ہے جناب؟"

"یہاں ان کا نام نہیں جانتا: والدہ اس کے دامن میں تھا کہ

پچھے ناگھلوں، میں اور دوسری نتائجی یہ کہ ان کا ایک دوست بھی ہے۔
بھی کی آنکھیں بھینٹی ہیں۔ اس کے دامن آنکھ کے پاس ایک
اپھرا ہوا سیاہ تل ہے۔"

"یہ کچھ گیا جناب، اپھر ہمارے نئے بھائیوں کے باہم
میں پوچھ رہتے ہیں۔"

"نئے بھائی، کیا مطلب؟ اپنکر کامران مرزا ہمیں ہو کر بہا۔
پسند مار ہوئے، وہ میں کے قریب آدمی یہاں آئے تھے۔"

اور ہم سے پناہ کی درخواست کی تھی۔ ان کے وطن پر ایک دھن

ملک نے قبضہ کر لیا تھا اور وہ اپنی جائیں بچا کر ہمارے ملک
کی سرحد پر ہو کر لے چکے تھے۔ ڈچن پتھر وہ پناہ کی تلاش میں ادا کر رکھنے

لگے تھے۔ ہمارے سردار نے انہیں پناہ دے دی تھی، لیکن اس

پھر سال بیٹھنے کی دعا سے ہمارے بے شمار لوگ مل گئے تھے۔

ان کے گھر قائم پڑتے تھے۔ سردار نے سوچا، یہ قائم گھر اگر کچھ
مزدور مددوں کے کام آ جائیں تو کیا گا۔

ان لوگوں کو ان گھروں میں رہنے کی اجازت دے دی۔ "لوگتے
تھے بتایا۔"

"بس ٹھیک ہے، ہمیں ان سے ملنے ہے، لیکن انہیں یہاں
بلکہ لانے کی مزدورت نہیں۔ ہم خود ہی ان کے گھروں تک چلیں
گے۔"

"کیا کیا؟" سردار بھری طرح چونا۔

"ہاں سردار، اصل بات یہی ہے۔"

"تینیں نہیں، یہ غلط ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ وہ تو ہمارے

ساخت پچ ماہ سے رہ رہے ہیں۔ ہم نے تو آج تک ان میں کوئی ایسی بات نہیں دیکھی ہے۔

”ہاں، تھوڑا بہت۔ میرے باپ نے مجھے کچھ لکھا پڑھنا۔“

”تو پھر سنو، میں سرکاری آدمی ہوں۔ میرا علیق پولیس سے

بے۔ میں اپنے ہوں۔ میرا استٹ اور دھرمے لوگ ابھی یہاں

بخواہے ہیں۔ تم اگر چاہو تو میرا کارڈ ویچ کر سکتے ہیں۔“

”پولیس۔ اے باپ رے، تو آپ پولیس کے آدمی ہیں؟“

”اے بوکھا کر کا۔ دھرمے بھی سم گئے۔“

”ہاں، میکن تھیں میرے کوئی صورت نہیں۔ لیکن ختم تے

کوئی جرم نہیں کی۔ بے خبری میں پکھ جرام پیش لوگوں کو پتا دیا

ہے۔“

”تو یوں مجھے کچھ نہیں کے گی؟“ اس نے جلدی سے پوچھا۔

”ہرگز نہیں۔ بلکہ تھا راشکریہ ادا کرے گی کہ جنمون کی

ازفادی کے سلسلے میں تم نے ان کی مدد کی۔“

”تو پھر آئیے، میں آپ کو ان لوگوں کے گھروں تکے چلتے

ہوں۔“

”ابھی تھہری، میرے سامنے۔“

ان کے افطاڑ دیہاں میں ہی رہ گئے۔ اسی وقت انہوں نے

قدموں کی آواز سنی تھی۔ مٹر کر دیکھا تو شاہد اور اس کے مختص

کوں دے گا۔“

”اوہ، میکن اس بات کا ثبوت کیا ہے؟“ سردار بولا۔

”ثبوت۔ ٹھوٹ موجود ہے۔ آج صبح انہوں نے تجیرہ

اور میرے پھوپھو پر قاتلانہ حملہ کیا تھا، میکن اتفاق سے یک تجیرہ

میرے بات دیکھ گیا۔ اور میں نے اتنیں مار دیکھا گیا۔“

بولا میں سردار کے علق سے ایک خوف ناک فکر اپنے دو

پاگوں کی طرح پہن رہا تھا۔ قسم بیبا میں سینکڑ بعد کیس جا کر اس

کا قصہ رکا اور پھر اس نے کہا:

”تم نے اسے مار دیکھا یا تو ایک نے۔ بھی گیوں ملائی تھے

ہو۔ میں نے ان کے مقابلے پہنچنے والے دیکھے ہیں۔ ان میں سے

تو ایک ایک آدمی دس دس آدمیوں پر بھاری ہے۔“

”تم تھیک کہتے ہو سردار، میکن تم مجھے نہیں جانتے میں بھی

جنگ چلاتے کا پکھ کم ماحر نہیں ہوں۔ ذل پسے ان سے دو دو باشیں

کر لوں، پھر تھیں اپنے نجیر کے ہاتھ دھکاؤں گا۔“

”مجھے اب تک بتاری یا تو پر یقین نہیں آیا۔“

”لیکن تم پڑھتے رکھ ہو؟ اپنے کام میانہ میانہ سے اس طرح مندا

پلے آرہے تھے۔

”سبیے، وہ آگئے۔ آئے چلیں۔“ انہوں نے شاہد کو لی

ساخت آنے کا اثر دیا اور سردار کے پیچے چل پڑے۔ شاہد ان

کے زدیک آگئی تو وہ بوسے۔

”پوشیدار رہنے کی ضرورت ہے۔ وہ لوگ بہت خلائق ہیں

بسی کا سردار ہیں ان کے گھروں تکے جا رہے ہیں۔ ان لوگوں

نے خود کو ہمارے پڑھی ملک کے باشندے۔ لیکن کسے بیان پانے

لے رکھی ہے۔“

”بہت بہتر۔ آپ فکر نہ کریں۔“

ان کا یہ سفر تقریباً پانچ منٹ تک جاری رہا اور پھر بولا

ایک مکان۔ سامنے رکتا ہوا بولا:

”وہ پچ انگلیوں والا اس کھر میں رہتا ہے۔ اس کے سامنے

ہی بھینگا بھی رہتا ہے۔“ کہہ کر اس نے دروازے پر دستک

دی اور بلند آواز میں بولا:

”رجیم خان! دروازہ کھو لو۔ دیکھ کون آیا ہے؟“

انہوں کامل خاموشی میں۔ کوئی درازستائی نہ دی۔ سردار

بلل میں بھی تلاش کروں گا۔ یہاں تک کہ اس سبی میں بھی

بہاؤ گا۔ بچن پچھے انہوں نے یہاں واپس آئے گی ضرورت ہی

ہی نہیں کی، وہیں سے فراد ہو گئے۔“

کوئی نہیں تھا؛ البتہ کچھ سامان ضرور یہاں موجود تھا۔

"قتل، بیک مینگ اور بھی بہت کچھ۔ اب تم ان کے لئے بس لا فذ میں پیٹ گر جب میں رکھ دیا۔ اسی وقت انہوں نے کی تلاشی ہیں چاہتے ہیں۔ شاید کوئی کام کی پیزیز مل سکے ہو۔ اس کی آواز سنی ہے کہ صراغ رکانے میں مدد دے سکے۔" "اوے یہ کیا؟"

"میک ہے۔ مجھے کوئی آخر ہم نہیں۔" سردار نے کہا۔ "وہ اس کی طرف ہے۔ انہوں نے دیکھا، اس کے باقاعدے میں جاہ رنگ کی ایک خفیہ سی پیزیز تھی۔"

انہوں نے تکاٹی شروع کی۔ اس سلسلے میں انہوں نے یہ انگلیوں والے اور بھیکنے کے مکان کو اپنے ذمے ڈالا اور اکٹھوں دوسرے مکانوں میں تقسیم کر دیا۔ اس کا ایک ہی وقت میں کام ختم ہو جائے۔ اس مکان میں دو چار پانیاں پیزیز کے دو صندوق۔ ٹیوب کا سامان، پنڈ اگریزی رساکل کے علاوہ انہیں اور کوئی خاص پیزیز نظر نہیں آئی۔ مکان میں ایک المان بھی نہیں۔

انپکڑ کام انہوں نے اس کے پیٹ کھوئے۔ اس میں ٹولی پھر اور بے کار پیزیز بھری پڑی تھیں۔ وہ بے خالی میں انہیں کو کریم نے لے گئے۔ اچانک ان کی لفڑی ایک لنجپر پڑی۔ اس کا پال دو سیان سے ٹوٹ گیا تھا۔ باقی مانہ پھل خون آؤ دیا اور یہ فون خشک ہو کر سیاہی مائل ہو گری تھا۔ انہوں نے مانہ پر روپال پیٹ کر اس پیزیز کو پھل سے پکڑ کر بیخو دیکھا۔ اس کا دست بھی فولاد کا تھا۔ اور اس پر ہوتے باریک حروف کہنہ تھے۔ انہوں نے وہ کو آنھوں کے نزدیک کر کے پڑھتے کی کوشش کی، لیکن معدوم ہوا۔

"بھتی" یہ بھی کوئی سوال ہے۔ میں پائیں باغ کے دیکھتے برچڑھا گیا۔ دہل سے آنکھوں پھٹ پر پھیکا جو جلد ہی میں اسی یا۔ خاہ ہے، آنکھوں ایک رسمی میں بندھا ہوا تھا، اسیں اور میں دخت سے نیچے اتا اور وہی کے ذمیتے اور پڑھا گی، لداہ میں بائیں ماتحت کا کام تھا۔ اس نے خڑی بجھے میں

تیا فیصلہ

انپکڑ جیشید نے گھم کا تادا گھولوا اور اندر داخل ہو گئے۔ اسے پیش مکراۓ۔ کارخ لامیری کی طرف تھا، لیکن صحن میں ہی ان کے اٹھتے تھے رک گئے۔ اسی وقت ایک تواد ان کے کافوں سے ملکاۓ۔ "اسی، اس میں ڈلنے کی کیا ضرورت ہے۔ تم کوئی ہوتا تو میلوں پنکھ، بہت دیر بعد آتے۔ میں تو رات سے تھا ہیں ہو، نہ ہی جان مائیکل کے بھوت ہو۔" انپکڑ کر رہا ہوں۔ میرا خیال تھا کہ تم رات بہتال کی بجائے گھم میں گزارو گے۔ غیر کوئی بات نہیں۔ مجھے بھی رات کو سونا ہی تھا، سو تمہارے بستر میں سوتا رہا۔" اس نے پھر کوہاں کرنے لادے کر آیا ہوں۔ اور دیکھ کوئی تو اپنے ساتھ کوئی فوج نہیں پلوش شاگھیں پھیلاتے سینہ تھاتے کھڑا تھا۔ اس طرح کہ اس کے راستے ڈونوں ماتحت کوہاں پر رکھے ہوئے تھے۔

"تم اندر کس طرح داخل ہوئے۔ ان کے بیچے میں بھرت تھیں۔" اسے تمہارے راستے میں اٹھائے ہیں۔ "یونہک بابر تھا ڈگ کھا اور گھر میں داخل ہوئے کہ کوئی اور راستے نہیں تھا۔" "میرا کام بالکل خوبیں پہل رہا تھا۔ میں بھر سکا۔ تاک کوہرے

پروگرام کے بارے میں کوئی علم نہیں تھا۔ اس جہاز کے چند آدمی
میرے ساتھ شامل تھے اور سرکس کے چار آدمی ڈالی۔ نام، بھروسہ
اور بوڑھا فن کار انکل، یہ لوگ میرے اصل ساتھی ہیں۔ میں اس
وقت تک اس شہر کے کمی سو آذینوں کو اپنا ہم خیال بنایا ہوں
اور ابھی نہ جانتے اور کتنوں کو بینا لیتا کہ تم دریان میں آکوں
اب سنجھر سکاٹ ہی میری راہ کا سب سے بڑا روٹا ہے۔ ساری بات
اس کے عدم میں آچکی ہے۔ اب وہ مجھے اپنے پروگرامہ میں میں
کرنے دے گا۔ لہذا میں نے سوچا، میں مہماں کام ہی کیوں
تباہا ہے جو کہ اتنے بڑے مجھے کو اپنے زیر اشترے لیتا ہے۔
تم کو کروں۔

”بھتی تم نے تو صرف ایک روز کا ذکر کیا ہے؟“ عالم
کو کہ چلے ہو، میں نے بہت روٹے اٹھائے ہیں۔ پلٹر جیشید اسے
نکھل دیج کر حیرت سے پلکنے لگا۔ اور بولا:
”اخبارات میں آج بست پکھ شائع روپ کا ہے۔ ان حالات
یہیں میرے ہے اب کی موقعاً نہ گئے ہیں، میں خاموشی سے کام
کر رہت تریات بھی تھی۔“

”تم اپنے دل کے ساتھ پر جیسا کام کرو جو کوئی دنیا کی طرف
نے مجھ کے اور سوچنے پر مجبور کر دیا ہے۔“ وہ بھروسہ انداز
تو اتنا تو بتا دو، یہ سب پکھ کر لے گا، میں نہیں سب سے پہلے
یہ بتاؤ کہ تم وہ کھیل کس طرح دھکاتے ہو۔“

”شاید تم نے نہیں شتا، جھوٹ کے پاکیں ہوئے ہو۔“
”تم کتن کی پاہتے ہو؟“
”تم نے ابھی ابھی بتایا ہے کہ دنیا بھروسہ انکل سے ٹھاہنڈا ہے۔

”کرپٹو کام کا ایک دنیا بھر میں ماہر آدمی، جس کی شہرت بھی
تھا تھا ہے، وہ ملائکت دلاتے والی کسی کمپنی کے ذیلے ملازم
کیلئے کے گئے۔“

”مہماں خیال ٹھیک ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ تم بہت
وکی ہوئی ہو، لیکن آج متاری چالاکی کا آخری دن ہے، میرا
بھروسہ تھے تھاری زندگی کا۔“ جان ماکل میں ملکتے ہوئے کی۔
”مجھ کو تی میتھیار و خیرہ بھی لاتے ہو یا مجھے زبانی باقون سے
کیا مدد ادا نہ کا رادہ ہے؟“ پلٹر جیشید بولے۔

”مجھے بھیار کی صورت نہیں۔ میں اپنے دشمنوں کو اپنے دونوں
ہونکن کی علاقت سے کام لے کر ہی ختم کر دیا کرتا ہوں۔ سرکس
کی زندگی نے مجھ میں پے پناہ لی۔ قوت اور صلاحیتیں بھروسہ ہیں۔“
”تو پھر آؤ، چو جائیں دو دو ناکہ۔“ مجھے ابھی اور بھی بست
لہیں۔“ وہ سرسری انداز میں بولے۔

”لو، میں ہندر کر رہا ہوں۔“ جان ماکل نے کہا، لیکن میں
ای وقت درعازے کی گفتگی بھی۔ انداز تھوڑا کا تھا۔ ان کی پیشی نی
کیلی پڑ گئے۔ یہ دیکھ کر جان ماکل نے کہا:

”اوہ، تو مددگار بھی ساتھے کر آئے ہو۔“
”اسے نہیں، مجھے کی معلوم تھا کہ تم یہاں رات سے میرا منتظر
رہے ہو۔ اور اگر کسی وجہ سے میں مددگارے کر آیا ہوتا تو

کا ماہر کوئی نہیں، کیا یہ بات درست ہے؟“

”بالکل درست ہے، تو پھر اس سے کیا۔“

”اس سے بہت پکھ ہوا ہے۔“ ذرا یہ تو بتانا، اسے سرکس میں

کام کر تے کتنے عرصہ ہو گی؟“

”لقریباً پانچ سال، آخر بات کیا ہے؟“ جان ماکل اب اپنے

پریشان ہو چلا ہتا اور اہمیں میری طرح گھوڑ رہتا۔

”کیا یہ شفیق پانچ سال کے دروانہ پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔“

ہے یا پہلے سے تھا؟“

”پہلے سے ہی تھا۔ ہمارے ہاتھ میں اس کی بہت ثہرت ہے۔“

”اس کے لفڑا دریان میں ہی رہ گئے۔ شاید وہ مجھ گی قرار
پلٹر جیشید اس سے کی بات اگلوانہ میں کامیاب ہو گئے۔ اس

کے پھر پر میرت کے آئندھیا ہوئے۔“

”کمل سے تم نے کتنی آسانی سے یہ بات معلوم کر لی کہ ہر ٹینڈے
برٹ سوسائٹی کے بارے میں میرا بیان خطا ہتا۔“

”بالکل، یہ کمپنی لوگوں کو ملازمیں دلاتی ہے اور تم بھی اس

کمپنی کے ذریعے ملازم ہوئے تھے، جس کی وجہ سے ہمارے پکڑوں پر
سیاہ چکارڈ موجود ہے۔ میں چکارڈ، ڈالی، نام، بھروسہ اور بورڈ

فن کار کے پکڑوں پر بھی ہے۔“ گوں چاروں کو بھی اس سوسائٹی

کے ذریعے سرکس میں ملازمت ملی تھی۔ یہ کس قدر میرت کی بات

لے دنوں ناچھی دیوار سے ٹکرائے تھے۔ وہ نیچے گرا اور اس
دیوار پر کھلا کر کھلا ہو گی، جیسے اسی کے نیچے پر نگ لے گئے ہوں۔

اس نے میکرا اپنے مجھش کو دیکھا اور بولا۔

”کم نہیں معلوم ہوتے دوست، میرے تو پہنچے ہی جائے
سے کوئی شخص آج تک نہیں نہیں سکا۔ تم دوسرا صدر بھی صاف
پہنچ گئے ہو۔“

”باقی کرنے کے بدلے مانس نہیں کی کوشش نہ کرو۔ جلد کرو
کلے۔“ اپنے مجھشید نے بڑا سامنہ بنایا۔

جان ماٹکل نے اپنیں محدود کر دیکھی اور ایک بار پھر ان پر
حعد آور ہوا۔ اس بار بہت سوچ سمجھ کر چلا گکھا تھا کیونکہ تھی۔

انپر مجھشید کے بچ نکلنے کا کوئی امکان نہیں تھا۔ دراصل وہ
صحن کے کوئے میں بھی۔ انہوں نے بھینچ کی۔ جگاتے اسے اپنی

دفن آنے والے۔ جوں ہی وہ ان کے اوپر گرا، وہ بلا کی پھر تی

سے بیٹھ گئے۔ نیچہ یہ ہوا کہ جان ماٹکل ان کے سر پر گرا اور
ادٹ گی۔ انہوں نے اس کی دلوں مانگیں پکڑ لیں اور انہیں مٹوڑا

شروع کیا۔ جان ماٹکل پہنچاں کھاتے گا۔ اچانک اس نے

مانگوں کو ایک ھٹکا مارا اور آپنے مجھشید کو کھلا گئے۔ جان ماٹکل کی

مانگیں ان کے ناچوں سے نکل گئیں۔ وہ رُکھتا ہوا ان سے
دور نکل گیا۔ پھر سیدھا حکم ادا ہوا کہ آپستہ آپستہ ان کی طرف بڑھنے لگا۔

”تو آپ کو چاہیے تھا برتیم دہن کر دیتے۔“ فاروق بولا۔
”تمہارا یہ بیٹا بہت باقی تھا ہے۔“ جان ماٹکل نے جل جھ

کر لی۔

”ہاں، اور بھی بہت سے لوگوں کو اس سے شکایت ہے۔
اچھا، میرے اور تمہارے درمیان قیصر ہو جائے۔ وقت نہ مان
کرو۔“

ان کے ان العناوکے ساتھی جان ماٹکل اپنی بلگ سے
اچھلا اور گویا ہوا میں اڑتا ہوا ان کی طرف آیا۔ اس کی رفتار
قدرتیز تھی اور یہ حمد اس کی قدر اچانک تھا کہ اپنے مجھشید سیخل
کے، اس کی پیٹ میں آگئے اور دھرم سے فرش پر گئے۔ وہ
بھی خود اس کے اوپر آ رہا اور دلوں ناچھت ان کے گلے کاں
بڑھاتے۔

محدود، فاروق اور فرنازہ پر سکون انداز میں کھڑے تھے۔ ان
کی زندگی میں ایسے بے شمار مواقع آتے تھے، مثلاً وہ کیوں ملبوہ
سے نہ کھٹے ہوتے۔ ان کے دیکھتے ہی دیکھتے اپنے مجھشید نے
جان ماٹکل کو اپنے اوپر سے اچال دیا اور خود اسی اپنے کھٹے
ہوئے۔ جان ماٹکل نے پھر اسی انداز میں چھوٹا گکھا تھا۔ اس
بار اپنے مجھشید پوری طرح ہوشیار تھے۔ اسے جھکائی فٹ گلے اور
وہ سیدھا دیوار کی طرف چلا، یعنی دوسرا بخیر جوان کیں تھا۔ اس

”اب کیا ارادہ ہے ہیتی۔“ اپنے مجھشید بولے۔

”تمہاری گھون دہاؤں گا۔“ اس نے لما اور پھر اپنے

دوڑ کر ان کے بیٹے پر ایک زور دار ٹکر ماری۔ اپنیں پہنچے ہے۔

موقع نہ مل سکا۔ یوں گا، جیسے بیٹے سے کوئی بھادری بہل
ٹکرانی ہو۔ ادٹ کر دوسرا طرف گرے اور ایک بار پھر دہاؤں

چھاپ بیٹھا۔ ساتھ ہی اس کے دلوں ناچھتے ہوئے اس کے لگے تھے

چپک گئے۔ اس نے اپنیں یوں لگا، جیسے ان کا کام گھٹ رہا
ہو؛ تاہم انہوں نے ہمت نہ ماری۔ ان کی دلوں مانگیں ملک

میں آئیں اور پھر پیور اس کے سر ملک آگئے۔ اچانک دلوں

پیور دنے اس کے سر کو لاٹوں کے قریب سے دیوچ یا۔ ساتھ

ہی انہوں نے مانگوں کو اوپر اٹھاتا شروع ہوا۔ اب ہمہر

یہ ہی کہ اس نے ان کی گھون کو دیوچ رکھا تھا اور ان کے

دلوں پیور دنے اس کے سر کو۔ سر اوپر کی طرف کھینچنا جا
رہا تھا۔ اس نے اس کے ناچھتے کیوں بھی اوپر کی طرف اٹھتے تھے

اور آخر اس کے ناچھتے کے سے ہبت گئے۔ خود اسی ان کی

مانگیں زور سے حکت میں آئیں اور جان ماٹکل پورے زور سے

دیوار سے ٹکرایا۔ انہوں نے تاپیل ٹوٹتے کی سی آواز سنی۔ دیکھا

تو جان ماٹکل کا سر چھٹ گیا تھا اور اس میں سے خون تیری

سے پہنچا تھا۔

”پس کم جان پاگ۔“ فاروق نے ناچھتے ہوئے کہا۔

”لو، مقابر بہت ایسا باغ نے اور ناچھتے چھاڑتے ہے ہیں یہ۔
نہاد نے ہبت کر کہا۔

”ناچھتے کی وجہاڑ رہا ہوں، نہیں تو منہنچھاڑ رہا، پھر تم
اکیں جل دی ہو۔“ فاروق مسکرا کر بولا۔

”جلتی ہے یہری بوجتی۔“

”وہ تو ہیں معلوم ہے یہ محدود ہیں۔

ادھر آپنے مجھشید اکرام کو فون کر رہے تھے۔ فون کا رسیور
لگتے ہوئے وہ بولے:

”ایک اسخت مقايد تھا۔“

”غدا کا شکر ہے کہ آپ اس میں کامیاب ہوئے؟“ ورنہ ہم

آپ کی مدد کرنے کی یوزیشن میں جو نہیں تھے۔“ محدود بولا۔

اکرام جلد ہی پہنچ گیا۔ نقاپ کے نیچے واپسی جان ماٹکل
پڑھ رہا تھا۔

”یہا خیال ہے، اب ہمیں مرکس کے خلاف کسی اور ثبوت کی
اندھت نہیں رہتے گی۔“ اکرام بولا۔

”پکھ کی نہیں جا سکتا۔“ مرکس کا میخیری کہ سکتا ہے کوئی

ساکھی شخص کی ناچھتے مرکات کی سزا مرکس کے تمام ملاذوں کو
کس اڑ دی جا سکتی ہے، کیونکہ جان ماٹکل یہی یہاں پر اقتدار کر

چلکے کو مشرکاٹ اور دوسرا سے علیے کہ اس سے اور اس کے
امدادوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اب میں حکایت میں جھوٹ نہیں
بول سکتا۔ ہاں۔ اگر کسی طرح یہ ثابت ہو جاتے۔ یہ سب کچھ مشرکاٹ
کے علم سے ہو رہا ہے تو پھر اور بات ہے۔ لیکن میں
سمجھتا ہوں، یہ بات تھا یہ کہتا مشکل ہو گی۔

جان ماں کل موڑ پیری ہلاک ہو گی تھا۔ لاش کی تھا وہ
گئیں اور پھر لاش کو سپتال پہنچ دیا گی۔ آئی بھی صاحبان کو اس
نئے واقعے کی اطلاع دی گئی اور پھر اچانک اپنے بھیش کے ذمہ
میں ایک نئی بات آئی۔ انہوں نے آئی بھی شیخ شمار الحمد صاحب
کو دوبارہ فون کیا اور یو ہے:

”سر، میں چاہتا ہوں کہ سرکس والوں کو کسی مقدمے میں
نا اچھا ہا جائے۔ جان ماں کل کی لاش ان کے ہاتھ کر دی گئی
اس کے بعد انہیں ایک بفتہ کے اندر اندر ملک سے نکل جانے
کا حلم دے دیا جائے۔ اس دوبارہ کوئی شو نہ دکھائیں۔“
”یکن بھئی، تم ایسا کیوں چاہتے ہو؟“ شیخ صاحب نے اپنے
ہاتھ پر ناچھ مارو۔ اپنی عقول پر ناچھ مارو۔
”دھن تیرے کی۔“ محمود نے زور سے اپنی ران پر ناچھ
کر کر کما۔

”اس کی ایک خاص وجہ ہے، پھر آپ کو بتاؤں گا۔“
”یکن اب تو ان کے غلاف خاصاً مضمبوط مقدمہ قائم کیا جائے۔“
”اوہ دیکھو، کہاں عقول پر ناچھ مارے کے لیے، اور ناچھ مارے
کے۔ یہرے خیال میں انہیں اس طرح پھوڑ دین۔ انہیں نئے شہمات
بڑیں ران پر۔ اورے چھافی کی مٹیں ران پر عقل میں بھی کوئی
بوجھا نہیں۔“

”تم میرے ساتھ دبیری میں کیوں جاتا چاہتے ہو۔“ اپنے بھیش
لے انہیں بذری دیکھا۔ پھرے پر ایک مسکاٹ بھی تھی۔
”کیوں آتا جان، اس سے کی قدر سرزد ہو گیا ہے۔“ فاروق
پوکھا اٹھا اور اپنے بھیش مکراتے بیٹھ دے رکھے۔

”اسی وقت فون کی گئی تھی۔“ انہوں نے رسیدور اٹھایا اور کان
سے گایا، دوسری طرف سرکاری سپتال سے ڈاکٹر صاحب بات کو
ہے۔

”بلیو اپنے بھیش صاحب، کیا آپ کے تینوں پنچے بیان پہنچ گئے ہیں؟“
”بھی ہاں۔“ یہ کمالانی بیان آپکے ہیں۔

”یکن جناب انہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ ابھی ان کا
ہپتال میں رہنا ہست ضروری تھا۔“

”آپ ہیکٹ کئے ہیں۔“ میں نے انہیں رہا بھاگا کہا۔ اور
میں بہت جلد انہیں لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو رہاں
لے چاہتے ہیں۔“ آپ مٹھن رہیں۔

”شکریہ جناب۔“ ڈاکٹر نے کی اور رسیدور رکھ دیا۔
”تم تینوں بیان بھیشو۔ میں دبیری میں ایک گھنٹے سے زیاد
دیر نہیں رکھ سکا۔“

”گویا آپ کسی صورت بھی نہیں دبیری میں تینیں سے جانا چاہتے
ہو۔“ تو ہم آپ کے ساتھ دبیری میں ہی کیوں نہ چھیں۔ ”زیادتے
بے تباہ نہیں۔“

حقیقی استعمال کرو۔ ” انہوں نے جواب دیا۔

” جی بہتر۔ ہم یہی کریں گے۔ ” فاروق نے بے چار گلے کے عالم میں کس اور اپنے محشید مکاریت ہوتے لاہریوی کی طرف بڑھ گئے۔ وہ بتوں کی ہن کریں گے پرستی رہ گئے۔

” بھائی، ایک ہر سے آیا جان ہمیں چیخ کر گئے ہیں اور اب ہمیں اپنی عقول سے لامے کریں گے معلوم کرتا ہی پڑھے گا کہ وہ کیوں دیکھنے چاہتے ہیں۔ ” محمود نے تکریم ہو کر کہا۔

” تو اس میں بھرنا کیا یا بات ہے۔ ہم کم عقل تو نہیں ہیں۔ ” (زادتے کا۔ اور سوچ میں گم ہو گئی۔

” لویار یہ تو گئی سوچ کے سمندر میں۔ ” محمود بولا۔

” اس میں یہی تو گندی عادت ہے۔ جب دیکھو، سوچ کے سمندر میں اتر جاتی ہے، جعلتا ہے کوئی تک۔ آدمی کو وقت بے وقت بھی دیکھتے چاہتے ہے۔ ہر لام اپنے وقت اور موقع پر ہی اپنا گناہ ہے۔ ” فاروق شریہ انداز میں کہتا چلا گیا، یعنی فرزاں نہیں سے سہ نہ ہوتی۔

” اس کا مطلب ہے یہیں یہی اس کے پیچے چھپا ٹھیک نکالنا ہی ہوں گی۔ ” محمود نے کہا اور وہ بھی سوچ میں ڈوب گی۔

” توبہ ہے ان سے، کس قدر شو قین ہیں یہ دو نوں سوچنے کے۔ اپنے ساق بھی بھی سوچنے کا عادی نہادیا ہے۔ ” اس نے کہا۔

” میری عقل تو شاید سونے پلی گئی ہے۔ دراصل ساری بات بے ہوش رہتے ہیں نا۔ سونے کا وقت نہیں ملا ہو گا۔ ” اس نے، حقیقی کے سے انداز میں کہا۔

” تم واقعی الحق ہو تو فرزاں یوں۔ ”

” اس میں کیا شک ہے۔ ” محمود نے بھی اس کا ساختہ دیا۔

” میں اس سے انکار کرے تم لوگوں کا دل نہیں دکھاؤ گا۔ ” چہرے میں احسانی بھلا۔ اب جلدی سے بتاؤ، تم کی کبھی ہو؟ ”

” فرزاں نے بتانے کے لیے من گھولہ ہی تھا کہ لاہریوی کے چھنپنی گرنے کی آوارانستی دی۔ ”

سردار

وہ آصفت کی طرف بڑھتے۔ اس کی آواز نے آفتاب اور فرحت کو بھی اپنی طرف متوجہ کر دیا تھا؛ پہنچنے والے بھی اس کے نزدیک مل جاتے۔ اپنکے کامران مرزا نے وہ سیاہ سی پیڑی آصفت کے ہاتھ سے لے کر دیکھی۔ یہ سیاہ ریشمی دھانگے سے بھی ہوئی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے، جیسے یہ نصفت جو۔ یعنی اس کا ادھار حصہ ان گی ہو۔ ” وہ بڑھ لے۔

” جی مل معلوم تو یہی ہوتا ہے۔ ” آصفت نے کہا۔

” تھیر، اسے رکھ لیتے ہیں۔ گم جا کر بغیر چارہ لیں گے کہ یہ لایا ہیز ہے۔ ”

جانب ان ایسے گوکے آدمیوں کا سراغ گئے نظر نہیں آ رہا تھا۔ انہوں نے واپسی کی تھانی۔ گھر پہنچ کر وہ میز کے گرد بیٹھ گئے۔ اپنکے کامران مرزا نے وہ سیاہ پیڑی محلہ لی اور اسے میز کے سینگوں پر چوں رکھ لکھ دیا۔ شہزاد بیگم کی نظر اس پر پڑی تو بول انھیں:

لندی دلگش بہت اپنی ہے۔ اپنکر کامان مزنا ہے۔
تینوں اسی کام پر جست گئے اور صرف پانچ منٹ میں انہوں
نے تصوریں مکمل کر لیں۔

"اے یہ تو شیطان کی خیال تصوری ہے۔" آصفت کے من
سے نکلا۔

"شیطان کی تصوری۔" اپنکر کامان مزنا نے بڑھا کر کم اور تمیں
تصوریں اپنے سامنے رکھ لیں، پھر اس "گلے" کو بھی ان کے ساتھ
لے لیا۔ اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ تینوں نے تصوریں بہت
فکر سے بنائی تھیں۔

"بیکم، اب تم رپت کام شروع کر دو۔" وہ بولے۔

"یکن اب اس کی کیا ضرورت رہ گئی ہے؟" وہ بولیں، صفات
کو آ رہے کہ یہ شیطان کی ہی تصوری ہے۔

"یہ اس سے ریک خاص کام یہن چاہتا ہوں۔ سوال د کرو
بیکم اور کام شروع کر دو۔"

"بہت اپھا۔" یہ کہ کہ اندھل چل گیں اور ساہ ریشی خدا

لی بھی اور کوہ شیخے آئیں۔ اس کے بعد انہوں نے وہ ساہ مکرا

چلی میں پکڑ لیا اور اس کے انداز میں دوسرا حصہ بننے لگیں۔

"انخل، اگر آنٹی کی بھی ہوتی تصوری بھی شیطان کی ثابت ہوئی
 تو پھر آپ کیا کریں گے؟" فتحت نے پوچھا۔

"اے یہ کیا ہے؟"

"یہ تو ہم معلوم کرنا چاہتے ہیں بیکم۔" وہ سکریٹری کی تم
بتا سکتی ہو۔

"تین، میکن اس معلوم ہوتا ہے، جیسے یہ چیز ہم ہادیختہ
رہتے ہوں۔" وہ بولیں۔

"بہت خوب، یہی بات میں محسوس کر دیا تھا، میکن چونکہ دریں
سے کٹ گئی ہے، اس میں سمجھ میں نہیں آرنا ہے کہ دراصل کی
کوئی ہے۔ بیکم، تمہارے پاس سیاہ دشی و دھاگا ہو گا۔"

"ضرور ہو گا۔ کیوں؟" وہ بیکر ہو کر بولیں۔

"یہ چاہتا ہوں، تم کوئی ہے کی مدد سے اسے مکمل کر دو۔"

"میکن جھے یہ معلوم کہ اس کا بقیہ حصہ یہ ہوتا چاہتے ہے۔"

"پانکل اسیا ہی بتا دو۔"

"اس کام میں تو دیر مگ جائے گی انکل، یہوں نہ ہم یہ کام
پنسل سے ہیں۔"

"پنسل سے، ہال پنسل سے بھی لاکشن کی جا سکتی ہے۔ انہوں
نے سوچ کر گما۔"

"تو پھر پہلے ہم پنسل سے بننا کر دیجیے یہیں۔ اس کے بعد

پھر ہم یہ اپنی جان کے حلقے کر دیں گے۔" آفتاب نے کہا۔

"تجویز معمول ہے، تو پھر شروع ہو جاؤ۔ میں جانتا ہوں،

"بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے۔ بھی دھول دل قوہ پڑھنے
کے آفتاب نے فوراً کی اور اپنکر کامان مزنا نے اسے تیر
نکروں سے گھوڑا۔"

"آپ تو مجھے اس طرح گھور رہے ہیں، جیسے شیطان پر لاقول

بڑھنا کوئی گذہ کا کام ہو۔" اس نے سے ہوئے انداز میں کہا۔

"بیکم، تم اس کام میں کھنڈ دیر مگاہی گی۔" اپنکر کامان مزنا
نے اس کی بات پر دھیان دیتے بیخز کی۔

"صرف آدھ گھنٹے۔"

"ٹیک ہے، اس دہان میں پھر فون کروں۔ جا بان اینڈ کو

کے لارکن اگر فرار ہوئے میں کامیاب ہو گے تو پھر شاید انہیں تعلقی
نہ کیا جائے۔"

یہ کہ کہ دھون پر جست گئے۔ آدھ گھنٹے بعد بیکر کامان مزنا

تے لپٹا کام ختم کر لیا اور مکرا ان کی طرف بڑھا دیا۔ انہوں نے

دیکھا، یہ واقعی ایک شیطان کی تصوری تھی۔

"کاہ شیطان۔" آفتاب کے منہ سے نکلا۔

"کاہ شیطان، کیا مطلب؟" وہ پوچھے۔

"یہ کاہ شیطان نہیں ہے، تو پھر اور کیا ہے؟"

"تم ٹیک کئے ہو۔" میں ایک بار پھر پہاڑی سیک میں جانپڑتے

گاہ۔ اگر تم خلن محسوس کر رہے ہو تو آمام کر لو۔ میں خود بڑی

اپنے بولا:

"جی تین، میں شیخ مکرا ان میں سے کسی کی جیب پر نہیں رکھا؛

کہتے انکار میں سر بدلایا۔

کی کہ، کسی کی جیب پر نہیں دیکھا، میکن سہدار میں نے

تے جیب کا ذکر کب کی ہے۔ میں نے تو یہ پوچھا تھا کہ

ان پر تو نہیں دیکھا تھا، پھر تمہارے ذہن میں جیب کا نہ

ہے اگری؟"

"وہ۔" بات یہ ہے کہ ایسی چیزیں تو جیبوں پر ہی ہوتی

ہیں۔ اس نے فوراً کہا۔ اپنکر کامان مزنا نے اسے تیر نکروں

کوڑا، پھر بولے:

"ہم ان کے مکانوں کا ایک بار پھر جائزہ لینا چاہتے ہیں۔"

"میکن آپ ابھی ابھی تو دیکھ کر گئے ہیں۔" "میکن کیوں؟ یہ لوگ شیطان کو اس قدر پسند کیوں کرتے نہیں دیکھا سکتا۔ وہ بولے۔" "ابھی میں کی کہ سکتے ہوں کہ کیوں لگاتے ہیں۔"

"کیوں آپ یہ کام کل پر نہیں مل سکتے۔" وہ بہت اختیار سے راستے کر رہے تھے۔ اپنے چاروں "آج کا کام ہم نے کبھی کل پر نہیں ملا۔" آفتاب لگاتا۔ ان دیکھتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ آخر دہ ان مکانوں کے بیات دراصل یہ ہے کہ میں بہت تحکم گی ہوں۔" "میں بخیگی۔ انہوں نے ایک مکان کے دروازے کو دھکھلا "تو بیک ہے، تم تراویم کرو، ہم خود ہی دیکھیں گے۔" اُن اسی وقت انہوں نے یہ شمارہ دوستے ہوئے قدموں کی بھی۔ انہوں نے کہ اور چابان اینڈا کو کے کارکنوں کے مکانوں کی دلائی اور پونکہ اٹھتے۔ اور پھر ایک یہرست نیچر منظر انہوں دلت بڑھ لگتے۔ صدوار نے انہیں روکنے کے لیے کچھ کٹ چاہا۔ سارے دیکھی۔ بیس کے قریب پسازی پاس دلے ان مکانات سے کوئی ہی ناچھ بھی اور پر لارجایا۔ میکن پھر اس کے ہونٹ بسخ گئے۔ آخر اور گزر دوسرے پلے جدار ہے تھے۔ چونکہ پسازی علاقہ تھا۔ لیے ان کے دوڑتے قدموں کی آواز کی گوئی ان سماں ہیجنگ کی اس سے کچھ فاصلے پر پنج کر انپکٹ کامران مرزا نے دبی آواز۔

میں ان سے کہا : "دوڑو، یہ لوگ بخیگ کرنے ہوئے پا ریں۔" انپکٹ کامران مرزا نے "بڑوشیار ہو جاؤ، ہم خلپے میں ہیں۔" اور ان کے پیچے دوڑ گاہی۔ "جی، یہ آپ کی کہ رہے ہیں۔ ہم اور خلپے میں۔" آفتاب، ہم اور فرجت بھی ان کے پیچے بے تحاش دوڑ تو اس وقت پسازی لوگوں کی بستی میں ہیں۔" آفتاب بوجھا گیا۔ "صدوار کے منہ سے جیب کا نفتانگی کا مطلب یہ ہے کہ میکن راتا جان، ان کی تعداد میں سے کم نہیں ہے۔ اگر پیٹ کر چابان اینڈا کو کے کارکن اپنی قیصوں کی بھجوں پر شیطان کا نشان انہوں نے خند کرو تو کیا ہوگا۔" آفتاب چھلانگ لگاتے ہیں۔

ہونے کی اجازت نہیں دے سکت۔ تمیں شاید معلوم نہیں، جن اور مارے نہیں دوڑ رہے تھے۔ سوت میں یہ بھاگ رہے ہیں، اس طرف ہمارا وشن ملک ہے۔" مجھے تو دہل منڈھے پڑھتی نظر نہیں آتی۔" آفتاب پھاڑ قدرتی سرحد کا کام فری رہے ہیں۔ آخر یہ دشمن ملک کے یادانہ لہجے میں بولا۔ رخ کیوں کر رہے ہیں۔ کیا یہ ہمارے ملک کے نہیں۔ اگر "کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ ہم اس تعاقب میں تاکام ہو ایسا ہے تو انہیں گرفتار کرنا اور بھی ضروری ہے، کیونکہ اس میں گئی گئے فرجت بولی۔ صورت میں ان کا جرم اور بھی سلیمان ہو جاتا ہے۔" انپکٹ کامران "بہت مارنا بزرگوں کا کام ہے۔" ہم اسی سے کہتے ہوئے کہتے چلے گئے۔ "اُنکی، کیا آپ کے پاس پستول نہیں ہے۔" فرجت کو اب وہ کچھ بھی نہیں کہ سکتے تھے۔ ان کے پیچے جان بیٹے اچانک خیال آیا۔ "پستول ہی تو نہیں ہے۔ وہ تو پہاڑوں میں ہی گئیں گر کر جا گئے رہے۔" اس کا مطلب یہ ہے کہ صدوار نے ہمیں دھوکا دیا ہے۔ لیا تھا جب خیروں سے ہند کی گیا تھا۔ انہوں نے کہا۔ "اوہ،" ان کے منہ سے ایک ساقھ نکلا، بیکو نکل اس صورت میں فرجت بولی۔ "ہاں، اور اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ یہ لوگ اپنی جیسوں پر شیطان کی تصویر رکھتے ہیں، جو سیاہ ریشی دھانگے کی بنی ہوتی تو ان کا قیصر تو ضروری ہن جاتا۔" ہم تھارا اندازہ درست ہے۔ اگر ہم انہیں گرفتار کر سکتے تو اسی کے ساتھ بھی ہے کہ وہ یہ تصویر کیوں لگاتے ہیں: "میرا مطلب ہے، کہ اس کا مطلب ہے کہ اس کا کام میں ہے۔" "تم کیوں؟" ہم اسی ساتھ لگاتے ہیں: "تم کیوں؟" اس کا مطلب ہے کہ اس کی دوڑ جادی رہی۔ دریافتی فاصلہ کسی طرح بھی کہا جاتا۔ فاقب پھر سے شروع کر دیں گے۔ آفتاب بولا۔ ان کی دوڑ جادی رہی۔ شاید وہ لوگ بھی ان سے کسی مل کا نام نہیں لے رہا تھا۔ شاید وہ لوگ بھی ان سے کسی مل

لے جائے بھئے اندازیں کیا۔

"اوہ، خدا کا شکر ہے کہ تم نے مجھے یہ بات بتا دی۔ میں بھی اپنے گھٹوں میں کچھ بوجھ سامنوس کر رہا تھا۔"

"لواب گھٹوں میں بوجھ عسوں ہوتے ہیں تھے آجھت نے

منہ بنتا۔"

"اے،" یہ لوگ کہاں غائب ہو گئے؟ انہوں نے اسکر کامران

مرزا کو سمجھتے سن۔

نظریں اوپر اٹھائیں۔ سب کے سب پسازی لوگ غائب تھے۔

"یہ کیا ہے اس طرح اچانک کیسے غائب ہو گئے؟ آجھت نے

میراں ہو کر کہا۔

"کوئی سیماتی پادر ان سب کے اوپر آگری ہو گی۔"

"کہیں انہوں نے پوزیشن تو نہیں لے لی۔" اسکر کامران مرزا

بڑبراتے اور پھر انہوں نے دوڑتا بند کر دیا۔ چند سو سوچتے

رہے، آخر بولے۔

"اب ہم پھانفل کی اوٹ لے کر آگے بڑھیں گے۔"

"ایا جان، ہماری نظرودن سے اوچل ہوتے کے بعد یہ لوگ

نہیں نہایت آسانی سے لیکھرے مید لے سکتے ہیں۔ آجھت نے

خاطر کا احساس دلایا۔

"ہوں، میرا خیال ٹھیک ہے۔ تم پچھے نظر کھٹکتے ہوئے

یا تاریکی نہ پھیلنے لگے۔ حادث خاہم ہے۔ تاریکی پھیلنے پر ہم غار

کو ملاش نہیں کر سکیں گے اور خطرہ ہمارے لیے اور بڑھ جائے

گا۔ ابھی تو وہ لوگ اس خیال میں ہیں کہ ہمارے پاس ضرور

پستول و نیزہ موجود ہیں۔ اگر کہیں انہیں یہ معلوم ہوتا کہ

پاس کوئی اسلحہ وغیرہ نہیں ہے تو وہ اس وقت تک ہم پر ہم

کو پکھے رہوئے۔" یہ انفاذ انہوں نے دلی آواز میں کہے۔

وقتیباً دو گھنٹے تک وہ اس علاقت میں سرگزشت رہتے۔

یکن تھا اس طرح ملا نہ ان کا رکون کا۔ آخر سورج فرب

چونے لگا تو انہوں نے ولپی کی شفافی۔ واپسی پر وہ چل کاٹ

کر سیتی سے کافی فاصلے سے مل لگا۔ اس وقت مسدار کو گرفتار

گرتا بھی خلعتاک تھا۔ ولیے بھی سہار بھاگ کر کہیں نہیں یا

سکت تھا۔

دوسرے دن ناشتے کی میز پر وہ صبح کا اجبار پڑھ لے لے۔

ایک خبر پر نظر پڑتے ہی اسکر کامران مرزا دھک سے رو گئے۔

خبر کی سر حقی یہ تھی:

"جنوبی پہاڑیوں میں تیسری پرا مسار لاش ہے۔"

چیخے خبر میں درج تھا کہ جنوبی پہاڑیوں میں ایک اور لاش

می ہے۔ اس کے جنم پر بھی بالکل ایسا ہی لمبا زخم پایا گی ہے

تفصیل کا انقدر ہے۔ ابھی یہ بھی نہیں معلوم ہوا کہ کہ لاش

اور ہے۔" اسکر کامران مرزا مسکلتے۔